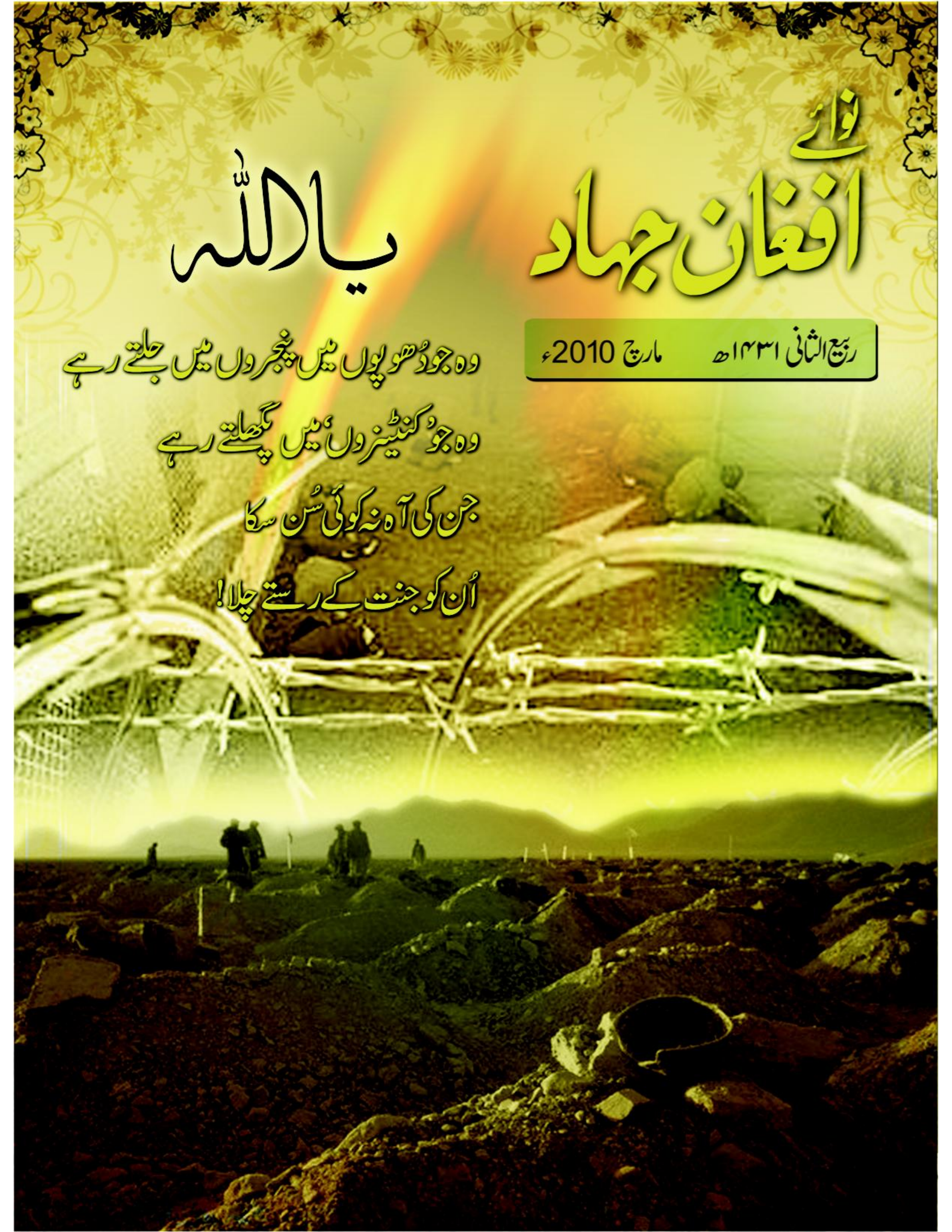

نوائے افغان جہاد
یا اللہ
ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
مارچ 2010ء
وہ جو دُھوپوں میں پنجروں میں جلتے رہے
وہ جو 'کنٹینروں' میں پگھلتے رہے
جن کی آہ نہ کوئی سُن سکا
اُن کو جنت کے رستے چلا!

امام شاملؒ اور سید احمد شہیدؒ کے کام میں مماثلتیں

پچھلی صدی میں مسلمانانِ برصغیر پر کئی کڑے وقت آئے۔ لیکن 1831ء اور 1857ء کے دو سال ہماری تاریخ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ 1831ء میں معرکہ بالاکوٹ پیش آیا اور جہاد فی سبیل اللہ کا ایک روشن ماہتاب سید احمد شہیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کے گروہ کی شکل میں میدان بالاکوٹ میں غروب ہو گیا۔ جدوجہد کا ایک باب یقیناً ختم ہو گیا لیکن یہ داستاں جاری رہی اور 1857ء میں وہ چنگاریاں جو مدت سے دبی ہوئی تھیں، نئے سرے سے بھڑک اٹھیں۔ قریب تھا کہ برطانوی سامراج ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سرزمین سے رخصت ہو جاتا لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو مسلمانانِ برصغیر کا مزید امتحان مقصود تھا۔ بالاکوٹ سے جو مجاہدین نکلے وہ 1857ء اور بعد میں بھی انگریزوں کے لیے بار بار خطرے کی علامت بنتے رہے۔ 1863 میں امبیلا کی جنگ میں انگریزوں کی شکست اور بھاری جانی نقصان نے ثابت کر دیا کہ وہ چنگاریاں آتش فشاں بن سکتی ہیں۔

دوسری طرف اس دور میں پہاڑوں کے سلسلہ پامیر کے اُس پار داغستان میں مجاہدین، زارِ روس کی فوجوں سے برسرِ پیکار تھے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس دور میں جن عظیم مقاصد، جہاد کے ذریعے شریعت کے غلبے اور دشمنانِ اسلام کی سرکوبی، کے لیے امام شاملؒ قفقاز کے پہاڑوں میں سرفروشی دکھا رہے تھے۔ برصغیر میں تحریک مجاہدین کے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ بھی اِنہی اہداف کے لیے راہِ شہادت پر گامزن تھے۔

امام شاملؒ (1871-1799) کی عظیم شخصیت بحیثیت ایک مجاہد کبیر برصغیر میں متعارف نہیں ہوئی۔ اُنہوں نے نصف صدی تک ایک ایسے لشکر کا مقابلہ کیا، جسے روس کے بہترین فوجی جرنیلوں کی قیادت میسر تھی اور کئی بار مکمل شکست کے باوجود جس طرح نئے سرے سے مجاہدین کی تنظیم کی، وہ تاریخ اسلام کا انتہائی روشن باب ہے۔ اُنہوں نے جنگ کے مختلف ادوار میں جس جنگی مہارت سے مجاہدین کی راہ نمائی کی اور زارِ روس کے بڑے بڑے لشکر تہس نہس کیے، چھاپہ مار جنگ کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ بجا ہو گا اگر امام شاملؒ کو عالم اسلام کا ایک عظیم مجاہد قرار دیا جائے۔

امام شاملؒ اور سید احمد شہیدؒ کی شخصیت کے کئی پہلوؤں میں مماثلت نظر آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی روشنی میں اصلاح اور جہاد کی تحریکوں کے علمبرداروں کی زندگی میں آپ کو ہر جگہ زمان و مکان کے بُعد کے باوجود کئی پہلو مشترک نظر آئیں گے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے علم و عمل کا منبع اور سرچشمہ قرآن پاک کی انقلابی دعوت ہے۔ سید احمد شہیدؒ نے جسمانی اعتبار سے خاصی پرمشقت زندگی بسر کرنے کی مشق بہم پہنچائی تھی۔ امام شامل کا ذاتی رجحان بھی جسمانی مشقت اور جفاکشی کی طرف تھا۔ وہ داغستان کے سخت جان لوگوں میں شہہ سواری اور نشانہ بازی میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور اقبال کے اس شعر کے مصداق تھے

امیرِ قافلہ سخت کوش و پیہم کوش
کہ در قبیلۂ ما حیدری ز کراری است

سید احمد شہیدؒ نے جہاد کی دعوت دینے سے پہلے معاشرے کی عام برائیوں کی طرف توجہ دی تھی۔ امام شاملؒ نے بھی سب کو ''عادات''، یعنی زمانہ جاہلیت کے رسوم و رواج ختم کرنے پر زور دیا تھا۔ اس کے بعد ہی لوگوں کو جہاد پر ابھارا تھا۔ پھر جہاں سید صاحبؒ کی تحریک میں طبقۂ عوام کی اکثریت تھی، وہاں امامؒ کا ساتھ دینے والوں میں بھی سادہ دل پہاڑی دہقانوں ہی کی اکثریت تھی۔ ہمیں داغستان کے ان سخت کوش مجاہدین کو داد دینی چاہیے، جنہوں نے تقریباً پچاس سال کے عرصے تک مسلح جدوجہد کے ذریعے زارِ روس کی افواجِ قاہرہ کا مقابلہ کیا، اپنے گھر بار لٹوائے، اپنے بچوں اور خواتین سمیت آگ میں زندہ جل مرے لیکن زار کے سپاہیوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے۔ ان کے باغات اور ان کے جنگل اجاڑے گئے، ان کے کھلیانوں کو آگ لگا دی گئی، ان کی روزی کے تمام ذرائع بند کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ان تمام ظالمانہ اقدامات نے ان کے عزم و ہمت میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔

مختصراً یہ وہ افراد تھے جنہوں نے کسی بیرونی امداد یا توپ خانے کی مدد کے بغیر (سوائے ان توپوں کے جو وہ دشمن سے چھین سکے) صرف اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر گہرے ایمان کی وجہ سے نصف صدی تک روس کی اندھی طاقت کا مقابلہ کیا۔ جو طویل عرصے تک روس کی طاقت کا مذاق اڑاتے رہے، اس کے بڑے بڑے لشکروں کو تہس نہس کرتے رہے، روسی علاقے تک یلغار کرتے رہے اور روس کی عددی قوت، سرمایہ داری اور فوجی برتری، کوئی چیز بھی ان کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکی۔ انہوں نے امام شاملؒ کی قیادت میں ہزاروں کے لشکر کو شکست دی اور ثابت کر دیا کہ:

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ وَاللّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (سورہ البقرہ: آیت 249) ''کتنے ہی کم تعداد رکھنے والے گروہ بڑے گروہوں پر اللہ کے حکم سے غالب آتے رہے ہیں''۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۳

ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ　اپریل 2010ء

حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا: ''جس نے دشمن تک تیر پہنچایا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں جنت میں اس کا ایک درجہ اونچا کریں گے''۔ ابن النحام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درجہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ تیری ماں کی سیڑھیوں جتنا نہیں بلکہ دو درجوں کا باہمی فاصلہ سو سال کی مسافت جتنا ہے''۔

(سنن نسائی ج ۲ ص ۵۸)

عنوانات





تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

www.nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

قوتِ لشکرِ دشمناں دیکھ کر اپنے رب پر یقیں اور بڑھتا گیا!!!

25 مارچ کو چوّن سیکنڈ کے مختصر مگر جامع بیان میں اسدالاسلام شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ نے کہا کہ

''اگر ہمارے بھائی خالد شیخ محمد کو سزائے موت دی گئی تو امریکہ کو بہت سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا، ہم تمام یرغمالی امریکیوں کو قتل کر دیں گے اور مستقبل میں بھی امریکی قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا۔ اوباما بھی اپنی پیش رو بش کے نقشِ قدم پر چل رہا ہے۔ وائٹ ہاؤس میں بیٹھے سیاست دان ابھی تک فلسطین پر اسرائیل کے قبضے کی حمایت کررہے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ سات سمندر پار بیٹھا' امریکہ ظلم کرکے محفوظ رہے گا جبکہ ہم نے اللہ کی مدد سے گیارہ ستمبر کی صورت میں اپنا ردِعمل ظاہر کیا تھا اور اگر اب بھی وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہماری پہنچ سے دور ہیں تو یہ اُن کی خام خیالی ہے' وہ نائن الیون کو ہماری وارننگ کا دھماکہ سن چکے ہیں''۔

حقیقت یہ ہے کہ ان چند الفاظ کے اندر معارف و معانی کا پورا سمندر پنہاں ہے' جس کی اصل سے یا تو یہود و نصاریٰ آگاہ ہیں جن کے لیے یہ الفاظ 'ڈیتھ وارنٹ' کی حیثیت رکھتے ہیں یا پھر وہ قافلۂ راہِ وفا' اُن کی حقیقت جانتا ہے جس نے اپنے رب کے ہاتھ اپنی جانیں جنت کے بدلے فروخت کر رکھی ہیں۔

صلیبی دنیا اپنے آخری دور کا معرکہ اپنا تمام تر زور صرف کرکے لڑ رہی ہے۔ وہ بھی اور اس کے حواری بھی یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس معرکے کی ناکامی ہمارے لیے ہمیشہ کی ناکامی کی صورت اختیار کر جائے گی۔ اس لیے یہ تصور کرنا بھی ان کے لیے محال ہے کہ وہ اس جنگ میں خود ہی شکست تسلیم کرلیں، اس کھلی حقیقت سے نظریں چراتے ہوئے وہ اپنی قوم کی طفل تسلیوں کی خاطر کبھی مرجا اور نادعلی میں 'آپریشن مشترک' کی سعی لاحاصل کرتے ہیں مگر تین ہفتوں کی دُھلائی کے بعد ہی آپریشن مشترک کسی نتیجے اور اعلان کے بغیر ہی ختم ہو جاتا ہے.........تو کبھی اقوامِ متحدہ اور کٹھ پتلی کرزئی حکومت کی آڑ لے کر حزبِ اسلامی سے مذاکرات کی میز سجائی جاتی ہے۔ ہم یہ بات پہلے بھی بیان کرچکے ہیں کہ جنگوں کا فیصلہ ہمیشہ اُن ہی قوتوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو عملاً میدانِ جنگ کو سجاتی ہیں لیکن یہ بات نہ ہی عقل و فہم سے عاری صلیبیوں کی سمجھ میں آتی ہے اور نہ ہی اُن سے مذاکرات کرنے والے سادہ لوحوں کے حاسۂ ادراک میں۔ اپنی چمڑی بچانے کے لیے 'طالبان مائنس فارمولے' کی منصوبہ ساز صلیبی دنیا یہ خیال کرتی ہے کہ حقیقی شریعت کے نفاذ اور افغانستان کو امارتِ اسلامیہ کے قالب میں متشکل ہونے سے روکنے کے لیے اُن جمہوری لوگوں سے عہد و پیماں کا رشتہ باندھنا ضروری ہے جو موجودہ نظام ہی میں اسلام کی پیوندکاری کے قائل ہیں کیونکہ صلیبی دنیا کے نزدیک اس وقت اہم ترین چیلنج اپنے نظام کو اصل حالت میں باقی رکھنا اور مسلم معاشروں میں شریعت کی تنفیذ کو ہر قیمت پر روکنا ہے۔ جبھی تو وہ عراق اور افغانستان میں ہر جگہ جمہوری اداروں کو قائم کرنے اور پروان چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسری طرف صلیبی لشکر' پاکستانی فوج کو براہ راست افغانستان کی دلدل میں اتارنا چاہتا ہے جبکہ خود فوج کے خیر خواہ سابقہ فوجی جرنیل اور حالیہ 'سیانے' مسلسل یہ دُہائی دے رہے ہیں کہ ''افغانستان دو سپر پاورز (بزعمِ خود) کا قبرستان بن چکا ہے، اب تیسری پاور بھی ایڑھیاں رگڑ رہی ہے جبکہ پوری صلیبی دنیا اور مسلمان معاشروں کی راہِ ارتداد پر گامزن حکومتیں اور افواج بھی اُن کے شانہ بشانہ مسکنت کی کھائی میں گرچکے ہیں تو اکیلا پاکستان کیسے اس صلیبی دنیا کو بچا پائے گا؟؟؟ اور اگر یہ اس جنگ میں شریک ہو گیا تو پھر صدیوں اس سے نکلنا ناممکن ہوگا''۔ یہ تو فوج کے 'خیرخواہ سیانوں' کی باتیں ہیں لیکن کیا پاکستان کی فوج اور حکومت مالاکنڈ ڈویژن اور آزاد قبائل میں گذشتہ آٹھ سالوں میں ناکامیوں کا ہی منہ نہیں دیکھ رہے؟ اور اب بالآخر 30 مارچ تک مالاکنڈ ڈویژن اور وزیرستان میں فوجی مہمات کو ختم کرکے یہ علاقے انتظامیہ کے سپرد کرنے کا اعلان کیا گیا ہے جبکہ ان علاقوں میں 'حکومتی رٹ' کا حال واقفانِ حال خوب جانتے ہیں۔ اگر چھ سو سے زاید مساجد و مدارس کو بمباری سے ملیامیٹ کرنے کا نام کامیابی ہے! اگر اورکزئی ایجنسی میں تبلیغی مرکز پر بمباری سے ستر سے زاید حفاظ و علماء کو 'صلیبی دیوی' کی بھینٹ چڑھانا کامیابی ہے! تو پھر یہ کامیابی صلیبی لشکر کی پاکستانی ملیشیا حاصل کرچکی ہے!!! لیکن وہاں لاالہ کے وارثوں کو ختم کرنا اور شریعت کے متوالوں کو ناپید کرنا مطلوب تھا تو وہ ناممکن تھا، ناممکن ہے اور ہمیشہ ناممکن رہے گا کیونکہ اس دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے اور سب قوتیں اُسی مالکِ کائنات کے لیے ہیں' جو تمام زمینوں اور آسمانوں کا رب ہے!!!

أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعاً وَّأَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ

تقویٰ اور پرہیزگاری

شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ

اے لوگو! جو اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو، جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ محکم آیات میں فرمایا ہے:

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا۔اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (ال عمران :120)

''اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں برا لگتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آئے تو یہ اس پر خوش ہوتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی تدبیر تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ حضرت یوسفؑ کی زبانی بتاتے ہیں: اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف :90) ترجمہ: ''بے شک جو تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: بَلٰى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (ال عمران :125) ترجمہ: ''بلکہ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے مقابل آجائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا''۔

قرآن مجید میں متعدّد مقامات پر صبر اور تقویٰ کا ساتھ ساتھ ذکر آیا ہے۔ تقویٰ اور صبر مسلمان کو اس کے دشمنوں کے شر سے بچانے کے لیے دو لازمی ستون ہیں۔ اس کے بغیر چارہ نہیں کہ تقویٰ کی ڈھال تھام لی جائے اور صبر کی زرہ زیب تن کر لی جائے، تاکہ مطلوبہ مقصد حاصل ہو سکے اور ہدف تک پہنچنے میں کامیابی حاصل ہو۔ آج ہم تقویٰ کے بارے میں بات کریں گے۔ تقویٰ ایسا رویہ اور کردار ہے جس کا پھل پکے کر ورع (پرہیزگاری) بن جاتا ہے۔

مرتبے اور امارت کا شوق:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین اسلام کی وضاحت کی ہے کہ﴿ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، جو ان مشتبہ باتوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا گویا وہ حرام کاموں میں پڑ گیا، اس چرواہے کی طرح جو (بادشاہ کی) چراہ گاہ کے اردگرد چراتا ہے، اور عین ممکن ہے کہ اس کا ریوڑ اس میں چلا جائے﴾ (بحوالہ حدیث بخاری) پس شبہات کا دائرہ ہی دراصل پرہیزگاری کا میدان ہے۔ اور کسی شخص کے تقویٰ اور خداخوفی کی بابت آگاہی اسی صورت میں حاصل ہوتی ہے جب اُس کا سابقہ مشتبہ امور سے پیش آئے۔، پس جب بھی مستقل تقویٰ کی روش اپنائی جائے گی،، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر قلب میں رہے گا اور اپنے نفس پر مسلسل کڑی نگرانی ہوگی تب پرہیزگاری اپنے عروج پر ہوگی۔

پرہیزگاری دو امور میں ظاہر ہوتی ہے؛ مال اور امارت کے معاملے میں۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ﴿ کسی شخص کے دل میں مرتبے اور مال کی حرص اس کے دین کے لیے اُس سے کہیں زیادہ تباہی کا باعث ہے جتنا دو بھوکے بھیڑیوں کے بھیڑوں کے ریوڑ میں گھس جانے سے تباہی و فساد ہوتا ہے﴾ (بحوالہ صحیح الجامع الصغیر) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بیماریوں (حرص مال وجاہ) کو دو بھوکے بھیڑیوں سے تشبیہ دی ہے، مرتبے کی خواہش ایک بھیڑیا اور مال کی حرص دوسرا بھیڑیا، جو سرد طوفانی رات میں ریوڑ پر آجھپٹتے ہیں اور بھیڑیں ادھر ادھر بھاگنے لگتی ہیں، یہی بھیڑیے انسان کے دین اور اس کی پرہیزگاری کو چیر پھاڑ کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔

اور شیطان کے موثر ترین ہتھیاروں میں سے ایک امارت اور مرتبے کی چاہ کا داعیہ ہے۔ اسی کے ذریعے وہ انسان کو اپنے دامِ فریب میں جکڑ کر اخروی خسارے میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کتنے ہی اشخاص ایسے ہیں جو مرتد ہو گئے اور کتنے ہی لوگ عزت، مرتبے اور امارت کی لالچ کے پیچھے گہری کھائیوں میں جا گرے۔ اسی لیے مال کی محبت امارت کی محبت سے کم خطرناک اور ہلکی شے ہے، اور سونے چاندی سے بچنا امارت کی چاہ سے بچنے سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ سونا اور چاندی امارت کے حصول کے لیے ہی خرچ کیے جاتے ہیں۔ خواہشات اور شر میں آخری چیز جو انسان کے دل سے نکلتی ہے، وہ دکھاوے اور امارت کی خواہش ہے۔ اس راستے پر کتنا مال ضائع ہو چکا ہے، اور کتنے ہی مسلمان ہلاک ہو چکے ہیں، کتنی ہی ریاستیں تباہ ہو چکی ہیں، اور کتنے ہی ممالک ختم ہو گئے ہیں! اور یہ سب صرف کسی ایک، دو یا تین لوگوں کے کرسی کے شوق کی وجہ سے۔ آخری چیز جو مومن کے دل سے نکلتی ہے وہ اس کے دکھاوے کا شوق ہے۔

دکھاوے کی محبت اور فضول گوئی کا شوق:

دکھاوے کی چاہت نے کتنوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے، پہلے زمانے کے مسلمان جن کی پرہیزگاری میں مثالیں دی جاتی ہیں اس خطرناک پھسلن، اس عمودی ڈھلان یعنی دکھاوے سے بچتے رہتے تھے، جو ہر وقت دلوں میں جگہ بنائے رکھتا ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ رحم کرے اور اسے بچا لے، اسے اس سے دور کر دے اور روک دے، اور اُس شر سے اس کے دل کی حفاظت کرے جسے انسان اپنے رب سے ملاقات کے وقت تک اپنے دل سے نکالنے اور اخلاص کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے۔

پرہیزگاری دراصل یہ ہے کہ برائیوں سے اجتناب کیا جائے اور نیکیوں کی حفاظت کی سعی کی جائے۔ اور اسی طرح ایمان کی حفاظت بھی ہے...... یعنی نفس کو ہر اس چیز سے بچانا جو اسے تمام جہانوں کے رب اور مکرم فرشتوں کے سامنے رسوا کرنے اور عیب دار

بنانے والی ہو۔ جب انسان اپنے نفس کی کڑی نگرانی کرتا رہتا ہے تو خطائیں کم ہوتی جاتی ہیں، گناہ تھوڑے ہوتے ہیں اور برائیوں میں بھی کمی آجاتی ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک تمہارے ہمراہ وہ ساتھی (کراماً کاتبین) ہیں جو کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑتے سوائے رفع حاجت کے وقت یا اس وقت جب انسان اپنی اہلیہ کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے، پس اللہ سے ڈرو اور ان کا اکرام کرو...... اچھے اخلاق سے ان کی تکریم کرو...... بے شک اللہ تعالیٰ غیرت والا ہے اور اپنے بندے کو گناہ کرتا دیکھ کر اسے غیرت آتی ہے۔ اپنے نفس سے اس چیز کو دور ہٹا دو جو اسے داغدار کرتی ہے۔

اس مقام کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ مباحات سے بھی ممکن حد تک دور رہا جائے، اور جو غیر متعلقہ امور ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے، اور اس میں سارے امور آجاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس سے غیر متعلّق ہے﴾ (صحیح الجامع الصغیر: ۵۹۱۱) کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو ایسی باتوں میں مشغول رہتے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلّق نہیں، وہ ٹولیاں بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، اور دوسروں کے رازوں کی دھجیاں بکھیرتے ہیں، اور محبت کرنے والوں کے درمیان تفریق ڈال دیتے ہیں، اور یہ سب صرف اس لیے کیونکہ ان کا باتیں کرنے کا دل چاہتا ہے...... ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ فضول گپ شپ لگائیں، اور اس خواہش سے نجات نہیں حاصل کر پاتے، پس وہ مشتبہ چیزوں کے پیچھے پڑتے ہیں جس میں انہیں سچ بات کا کوئی علم نہیں ہوتا، اور اپنے گمان کی بنیاد پر فضول گوئی کرتے رہتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ ﴿آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے پہنچا دے﴾ (صحیح مسلم)

اور جہاں تک ظن وتخمین کے گھوڑے دوڑانے کی بات ہے تو ﴿ان الظن لا یغنی من الحق شیئا﴾ ''یقیناً گمان حق (کی معرفت) میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا''۔ (یونس: 36)

﴿بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں﴾، پھر کیا بنے گا اگر حرام گفتگو ہو جو محض مشتبہ باتوں اور گمان پر مبنی ہو۔ غیر متعلقہ امور میں کلام کا شوق ہونا بہت خطرناک بات ہے، یہ نیکی برباد گناہ لازم والی صورت حال ہے، یہ عادت نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا '' آدمی اللہ کو ناراض کرنے والی کوئی بات کرتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا لیکن (وہ اتنی بری ہوتی ہے کہ) اس کے باعث دوزخ میں جا گرتا ہے'' (بحوالہ بخاری)

وہ ایک کے بعد ایک آدمی کو نشانہ بناتا ہے، چائے اور قہوے کا مزہ لیتا ہے۔ اپنے فارغ وقت کو کہیں نہ کہیں کھپانا ہی اُس کا مقصد ہوتا ہے حالانکہ وہ یہ فراغت ' ذکر، تلاوت یا عبادت میں بھی گزار سکتا تھا لیکن وہ اسے اپنے بھائیوں کا گوشت کھا کر گزارتا ہے، اللہ کے حرام کردہ امور کو، حدود توڑ کر پامال کرتا ہے، اور جو قلیل سی نیکیاں اُس کے نامہ اعمال میں ہیں وہ اُنہیں بھی گنوا کر اٹھتا ہے۔ سو لازم ہے کہ اپنے نفس کو ہر اس چیز سے پاک کر دو جو اسے عیب دار بناتی ہے اور اسے ذلیل کرتی ہے......

اگر تم چاہتے ہو کہ بغیر کسی تکلیف کے رہو

تمہارا نصیب اچھا ہو اور تمہاری عزت بے داغ ہو

تو اپنی زبان سے کسی کی غلطیوں کا تذکرہ نہ کرو،

کیونکہ تم خطا کے پتلے ہو اور لوگوں کے پاس بھی زبانیں ہیں

اور اگر تمہاری آنکھ تم پر کسی کا عیب ظاہر کرے،

تو اس سے کہہ دو کہ اے آنکھ لوگوں کی بھی آنکھیں ہیں

اور جو زیادتی کرے اور اس کے ساتھ بھلے اور نرم طریقے سے رہو

اس سے علیحدہ ہو جاؤ، مگر احسن طریقے سے۔

آپ کے پاس کوئی آتا ہے اور آپ اس سے کسی شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں؛ آپ اس سے معلومات لینا چاہتے ہیں...... کسی ایسے بندے کی گواہی لینا چاہتے ہیں جو اس کو جانتا ہو، وہ آپ سے کہتا ہے: ہاں وہ اچھا انسان ہے، نیک ہے لیکن وہ ایسے اور ایسے اور ایسے کرتا ہے۔ اس نے 'لیکن' کہہ کر اُس ساری عمارت کو ڈھا دیا' جو اخوت و بھائی چارے کی عمارت تھی، اس کے ستون گرا دیے، اور اُپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اُس کی حرمت وعزت پامال کر دی، اور آپ کی نظر میں اُس بھائی کی کوئی وقعت نہیں رہے گی...... اب ذرا غور کیجیے کہ اس نے اُس بھائی کا تذکرہ کی ابتدا کس طرح کی کہ وہ اچھا، نیک آدمی ہے، لیکن...... لیکن...... لیکن...... پھر آپ کو ایسی ایسی برائیاں بتانے لگا جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس میں کچھ حقیقت بھی ہوتی ہے مگر اکثر باتیں شبہات اور نفس کی خواہشات پر مبنی ہوتی ہیں، کیونکہ وہ اس بندے سے خوش نہیں ہوتا، اور اس شخص کو اس کے کھانے پینے میں، یا اس کے طرزِ گفتگو میں پسند نہیں کرتا، پھر وہ اس کی عزت کو پامال کرتا ہے تاکہ اپنے نفس کے غصّے اور کینے کے پیٹ کو بھر سکے، وہ اس پیاس کو آگ سے بجھاتا ہے، آگ کے اوپر آگ...... اور یہ آگ نفرت کی آگ ہوتی ہے، اور غیبت کی آگ ہوتی ہے جو اس کی نیکیوں کو کھا جاتی ہے، اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ انہوں نے کہا: ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی درہم، کوئی متاع نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت نماز، زکوٰۃ، حج اور روزے...... تمام چیزوں کے ساتھ آئے گا...... لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی پر لعن طعن کی ہوگی...... تو یہ شخص اس کی نیکیاں لے لے گا، دوسرا اس کی نیکیاں لے لے گا، تیسرا اس کی نیکیاں لے لے گا، اگر اس کا حساب کتاب ختم ہونے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کی خطائیں لے کر اس کے نامہ اعمال میں ڈال دی جائیں گی، اور اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا! (بحوالہ مسلم)

میرے بھائی آپ فقیر ہیں...... آپ کے پاس بہت تھوڑا سا زادِ راہ ہے، اور آپ کے صندوق میں چند معمولی سی نیکیاں ہیں، پھر کیوں آپ اپنی ان نیکیوں کو ضائع کرنا چاہ رہے ہیں؟ اور ان کو ایسے کلمات سے راکھ بنانا چاہ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے بارے میں کہا کہ مما لا یعنیک، وہ جن سے تمہارا کوئی تعلّق نہیں ہے ﴿انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ لایعنی کو ترک کر دے﴾ (بحوالہ صحیح الجامع الصغیر) (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

(قسط دوم)

یہ غبار نہ چھٹنے پائے گا

اس کے علاوہ ایک اور شخص الحوریث بن نقیز تھا جس کا نام اس فہرست میں موجود تھا۔ وہ بھی اپنی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچایا کرتا تھا۔ فتح مکہ کے وقت وہ اپنے گھر میں چھپا بیٹھا تھا کہ حضرت علیؓ اس کو تلاش کرتے ہوئے اس کے گھر پہنچ گئے۔ لوگوں نے ان کو بتایا کہ وہ یہاں موجود نہیں ہے بلکہ بدیحہ یعنی مکہ سے باہر چلا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے حویرث کو بھی خبردار کر دیا کہ علیؓ تمہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں آئے تھے۔ علیؓ جا کر گھر کے عقب میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب حویرث دوسرے کسی گھر کی طرف بھاگنے کے لیے نکلا تو علیؓ نے اس پر حملہ کر کے اس کا قلع قمع کر دیا۔

اسی طرح کی ایک اور مثال کعب بن زہیر کی ہے۔ وہ خود بھی شاعر تھا، اس کا بھائی بھی شاعر تھا اور اس کا باپ زہیر بن ابی سلمہ بہت مشہور شاعر تھا۔ وہ ان شعرا میں سے تھا جن کی شاعری کعبہ کی دیوار پر لگائی جاتی تھی۔ یہ عربوں کے ہاں دستور تھا کہ شاعری کے بہترین نمونوں کو وہ کعبہ کی دیوار پر لگا دیا کرتے تھے۔ زہیر کے دونوں بیٹے کعب اور بوجیر شاعر تھے۔ بوجیر مسلمان تھے جب کہ کعب کافر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشعار پڑھا کرتا تھا۔ جب مسلمان مکہ میں داخل ہوئے بوجیر نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ان لوگوں کو ختم کر رہے ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شاعری کی ہے۔ کعب اس وقت مکہ میں موجود نہیں تھا تاہم اس کے بھائی نے اسے قبل از وقت خبردار کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے ہیں۔ اور جو لوگ بچ گئے ہیں مثلاً عبداللہ بن زبریہ اور مغیرہ بن ابی وہب وہ بھی بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ ایسے تمام لوگوں کے قتل کا حکم دیا جا چکا ہے۔

یہ اس جرم کی سنگینی کی ایک اور مثال تھی!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو انتہائی رحم دل تھے اور اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا کرتے تھے لیکن اس معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ مختلف تھا۔

اس کے بعد ہمارے سامنے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کا واقعہ آتا ہے۔ غزوہ بدر میں قریش کے ستر مشرک قیدی بنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام قیدیوں کو ان کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ فرداً فرداً ان سے بات کی جا سکے۔ انہی قیدیوں میں نضر بن حارث بھی شامل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے۔ نضر بن حارث نے یہ دیکھ کر اپنے ساتھ والے آدمی سے کہا: ''سنو! مجھے قتل کر دیا جائے گا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں اپنی موت دیکھ رہا ہوں۔''

وہ شخص بولا: ''نہیں، تم ایسے ہی بول رہے ہو، کچھ نہیں ہوگا، تمہیں دراصل ڈر لگا ہوا ہے۔''

نضر نے کہا: ''نہیں، میں صحیح کہہ رہا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں اپنی موت دیکھی ہے۔''

پھر نضر بن حارث نے مصعب بن عمیرؓ کو بلایا جو اس کے رشتہ دار تھے اور ان سے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ان سے کہو کہ میرے ساتھ بھی باقی لوگوں والا معاملہ کریں، اور مجھ سے اسی طرح کا برتاؤ کریں جس طرح میری قوم کے دیگر لوگوں سے کریں۔ اگر وہ ان کو مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مجھے بھی مار دیں اور اگر ان کو معاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مجھے بھی معاف کر دیں۔''

مصعب بن عمیرؓ نے جواب دیا: تم وہ ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے اور تم تو وہ شخص ہو جو اللہ کی کتاب کے خلاف باتیں بنایا کرتے تھے!

نضر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلے کے لیے ان کے قریب حلقے بنا لیا کرتا تھا۔ وہ ایران جا کر قصے کہانیاں سیکھ کر آیا اور واپس آ کر مشرکین سے کہتا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں قصے ہی تو سنا رہے ہیں، میرے پاس ان سے بہتر قصے ہیں، آؤ آ کر میرے قصے سنو!

اس نے مصعبؓ سے دوبارہ التجا کی کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرو۔ مصعب بن عمیرؓ بولے: کیا تم وہی نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اذیتیں دیا کرتے تھے؟!

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نضر بن حارث کو بلایا اور علیؓ بن طالب کو اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ یوں اس کے ساتھ تمام قیدیوں سے علیحدہ سلوک کیا گیا۔ اس وقت مسلمان مدینہ واپس جا رہے تھے۔ ایک خاص مقام پر پہنچ کر نضر بن حارث کو قتل کیا گیا۔ جب ذرا اور آگے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا۔

عقبہ بولا: ہائے میری بربادی! صرف مجھے ہی کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ میرے ساتھی یہاں جتنے لوگ ہیں ان سب نے تمہارے ساتھ جنگ کی ہے، یہ سب قریش، میرے ہی قبیلے کے لوگ ہیں تو پھر صرف مجھے کیوں قتل کر رہے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: لعداوتک للّٰہ ورسولہ۔ اللہ اور اس کے رسول سے تمہاری عداوت کی وجہ سے۔

اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ساتھ باقی قبیلے والوں کی طرح

ہی برتاؤ کیجیے۔ اگر ان کو قتل کریں تو مجھے بھی قتل کر دیں، اگر ان کو چھوڑ یں تو مجھے بھی چھوڑ دیں، اگر ان سے فدیہ لیں تو مجھ سے جو چاہے لے لیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بچوں کا خیال کون رکھے گا؟!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنّم کی آگ! عاصم اس کو پکڑ کر اس کی گردن اڑا دو!

اس کے قتل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کتنے برے آدمی تھے! واللہ میں نے تم سے بڑھ کر اللہ، اس کی کتاب اور اس کے رسول کا انکاری نہیں دیکھا۔ تم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی۔ میں اس اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس نے تمہیں مارا اور تمہاری موت دکھا کر میری آنکھیں ٹھنڈی کر دیں۔

یہ بالکل واضح بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ساتھ بہت مختلف طریقے سے پیش آئے۔

اس کے علاوہ ایک نابینا صحابیؓ کا واقعہ ہے جن کے پاس ایک لونڈی ام ولد تھی۔ ام ولد اُن کے بچوں کی والدہ تھی اسی لیے اسے ام ولد کہتے تھے۔ ان کے دو بچے تھے۔ یہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ وہ نابینا صحابیؓ اس کو منع کرتے لیکن وہ پھر بھی باز نہ آتی۔ ایک رات وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہی تھی کہ ان صحابیؓ نے خنجر لے کر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور اسے قتل کر دیا۔ صبح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''میں اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں کہ جس نے یہ کام کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔''

چنانچہ وہ نابینا صحابیؓ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے قتل کیا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتی تھی اور میرے منع کرنے پر رکتی نہیں تھی۔ میرے پاس اس سے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور میری ذات کے لیے وہ بہت رحمدل تھی لیکن جب رات کو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو میں نے خنجر لے کر اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ رہو اس کا خون رائیگاں ہو گیا ہے۔ یعنی اس کا کوئی خون بہا نہیں اور اس کے قاتل کے لیے کوئی سزا نہیں ہوگی۔

ذرا ان صحابیؓ کے الفاظ پر غور کریں۔ اس کے دو بچے تھے اور وہ ان کو موتیوں سے تشبیہ دے رہے تھے اور انہوں نے کہا کہ وہ عورت میرے لیے بہت رحمدل تھی۔ وہ نابینا تھے جنہیں ایسی رحمدل عورت کی ضرورت بھی تھی جو ان کے ساتھ حسن سلوک کرتی تھی۔ لیکن کیونکہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ذات سے بڑھ کر محبت ہونی چاہیے، اپنے گھر والوں سے بڑھ کر، دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونی چاہیے اسی لیے انہوں نے اسے قتل کر دیا، صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر، ان کی محبت میں۔ درحقیقت ہر مسلمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں اسی طرح ہونا چاہیے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کی مذمت نہیں کی بلکہ اسے پسند کیا اور فرمایا: گواہ رہو اس کا خون رائیگاں ہو گیا ہے۔

اسی طرح کی ایک اور صورتحال تب پیش آئی جب ایک صحابیؓ نے اپنے قبیلے کی کسی عورت کو قتل کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردِ عمل کیا تھا؟ کیا انہوں نے اسے سزا دی؟ نہیں بلکہ فرمایا: اس پر تو دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہیں ماریں گی!

ہم اس واقعے کو تفصیل سے دیکھتے ہیں۔ علامہ واقدیؒ نے اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اس عورت کا نام اسماء بنت مروان تھا۔ اس کا تعلّق انصار سے تھا اور وہ بہت عمدہ شاعری کیا کرتی تھی۔ لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور اسلام کے خلاف باتیں بنا کر لوگوں میں فتنہ پھیلانے کی کوشش کرتی تھی۔ اس طرح کی باتیں کرتی کہ یہ شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قبیلے کا نہیں ہے پھر کیوں ہم اس کی میزبانی کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال رہے ہیں۔ کیوں اس کو اپنے درمیان رہنے دے رہے ہیں۔ اس کو یہاں سے نکال دو! انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی وجہ سے بہت سی مشکلات برداشت کی تھیں۔ معاشی طور پر انہیں نقصان ہوا، ان کے بہت سے لوگ مارے گئے، ان کے شہر کا محاصرہ کر لیا گیا لیکن یہ سب کچھ وہ اللہ کی خاطر برداشت کر رہے تھے اور اسی لیے انہیں انصار کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی۔

عمیرؓ بن عدی اس عورت کے گھرانے کے ایک نابینا فرد تھے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ لوٹنے کے بعد میں اسے قتل کر دوں گا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران بدر میں تھے۔) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس آنے کے بعد عمیر بن عدیؓ آدھی رات میں اس کے گھر گئے اور سیدھا اس کے کمرے تک پہنچ گئے۔ وہ اپنے بچوں کے درمیان سو رہی تھی اور ان میں سے ایک اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ عورت نے بچے کو پکڑا ہوا ہے تو اس بچے کو اٹھا کر الگ رکھ دیا اور اپنی تلوار سے اس کے سینے پر وار کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔

اس کے بعد انہوں نے فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کر لی تو عمیرؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا: کیا تم نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے؟ جواباً عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

عمیرؓ بن عدی کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں میں نے کچھ غلط نہ کر دیا ہو، مجھے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لینی چاہیے تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولی الامر تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں

نے کچھ غلط تو نہیں کیا؟

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب کیا تھا؟ کیا انہوں نے یہ کہا کہ ہاں اجازت لینی چاہیے تھی یا نہیں تم نے بہت غلط کیا؟ نہیں بلکہ فرمایا: لا ینتطح فیھا عنزان! اس پر دو دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہیں ماریں گی! یعنی یہ معاملہ اتنا واضح ہے دو بکریوں کے درمیان بھی اس پر اختلاف نہیں ہوگا! جانوروں کی رائے بھی اس پر ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہوگی! اور اب سبحان اللہ! ہم دیکھتے ہیں کہ اس معاملے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کہ یہ بات تو جانوروں کی سمجھ میں بھی آتی ہے! وہ بھی اس پر نہیں جھگڑیں گے تو آخر ایسا کیوں ہے کہ اچھے خاصے سمجھدار لوگ اس پر اختلاف کر رہے ہیں۔ اتنی صاف اور سیدھی بات میں اختلاف کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ اس پر علماء کا اجماع ہے، جو ہم آگے چل کر بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اردگرد بیٹھے افراد کو دیکھ کر فرمایا: اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر اللّٰہ ورسولہ بالغیب فنظروا الی عمیر بن عدی۔ ''اگر تم ایک ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غیب میں مدد و نصرت کی تو عمیرؓ بن عدی کو دیکھ لو!''

عمرؓ بن خطاب بولے: ''اس نابینا شخص کو دیکھو جو رات کو اللہ کی اطاعت میں نکلا!''

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تقل الاعمی ولا کنہ البصیر'' اس کو نابینا نہ کہو! اس کے پاس تو بصارت ہے۔''

افسوس! آج بہت سے لوگ اندھے ہیں! بہت سے لوگ اندھے ہیں!

جب عمیرؓ واپس پلٹے تو اس عورت کے بچے اپنے قبیلے کے کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر اسے دفنا رہے تھے۔ وہ ان کے پاس آ کر ان کو دھمکانے لگے۔ ''اے عمیر تم نے اس کو مارا ہے؟!''۔ ذہن میں رکھیں کہ یہ انتہائی جنگجو قسم کے لوگ تھے۔ اوس اور خزرج نے اپنی آنکھیں ہی جنگوں میں کھولی تھیں!

عمیرؓ نے جواب دیا: ''ہاں! تم سب مقابلے کے لیے آجاؤ! اگر تم میں سے کوئی اس جیسی بات کرے گا تو میں تم سب سے بھی لڑوں گا یہاں تک کہ تمہیں ختم کر دوں یا خود ختم ہو جاؤں!''

اس عمل کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا لوگ اسلام سے دور بھاگ گئے؟ کیونکہ یہ تو ہجرت کے فوراً بعد کا واقعہ ہے۔ غزوہ بدر کے فوراً بعد یہ پیش آیا جبکہ تمام انصار مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس طرح کے فعل سے تو لوگوں کو اسلام سے دور ہو جانا چاہیے تھا نا! لیکن ہوا کیا؟ علامہ واقدیؒ کے مطابق: اس کے بعد ان لوگوں میں اسلام رائج ہو گیا کیونکہ جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور اپنی قوم کے لوگوں کی وجہ سے اسے چھپائے بیٹھے تھے، جب انہوں نے اسلام کی یہ قوت اور شان دیکھی تو اپنے ایمان کو ظاہر کرنا شروع کر دیا۔

اس واقعہ میں اور اس سے پہلے والے واقعہ سے ہم کیا سیکھ سکتے ہیں؟

ایک بات جو ہمیں ملتی ہے وہ اجازت کے حوالے سے کیونکہ آج کل حاکم وقت سے اجازت لینے کی بہت بات ہو رہی ہے۔ اور یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔

میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ اگر آپ کے گھر پر کوئی حملہ کرے اور آپ کو مارنا چاہے تو اسکے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟ حدیث میں آتا ہے: ''جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مرا وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مرے وہ شہید ہے، وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے مرے وہ شہید ہے، جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مرے وہ شہید ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی) یقیناً آپ سب اس حدیث سے واقف ہوں گے! اب اگر کوئی آپ کے گھر آجاتا ہے اور آپ کے سر پر پستول لے کر کھڑا ہے اور آپ کو قتل کرنے لگا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ اس سے اپنا دفاع کریں جسے اسلامی فقہ میں دفع الصائل کہتے ہیں، تو کیا آپ کو حاکم وقت سے اجازت لینے کی ضرورت ہوگی؟

وہ آپ پر پستول تانے کھڑا ہے لیکن آپ صدارتی محل میں یا بادشاہ کے محل میں فون کرتے ہیں، اس کے سینکڑوں سیکریٹریوں سے گزرنے کے بعد بالآخر اس تک رسائی ہوتی ہے اور آپ پوچھتے ہیں: براہ مہربانی! میں اپنا دفاع کر سکتا ہوں؟ یہاں کوئی مجھے مارنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کی کوئی تک بنتی ہے؟ اگر آپ کو اپنے دفاع کے لیے حاکم سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے امام سے اجازت لینا پڑے گی؟؟؟

اس شخص نے جس نے بنی خطمہ کی عورت کو جا کر قتل کیا تھا کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی تھی؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے نہیں! اور کیا ان نابینا صحابیؓ نے اجازت لی تھی؟ جنہوں نے اپنے بچوں کی ماں کو مارا تھا نہیں! انہوں نے اپنا کام کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عمل کو پسند کیا اور فرمایا: اس پر تو دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہیں ماریں گی!

لہٰذا، امام سے اجازت لینے کا یہ مسئلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب اور شان اس سے بہت اونچی ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امام سے بڑھ کر ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں کسی حاکم کی اجازت کی ضرورت نہیں! کسی حاکم کا اتنا مرتبہ نہیں کہ وہ اس معاملے میں اپنی کوئی بات کہے! میرے عزیز بھائیو اور بہنو! یہ یاد رکھیے کہ ہم کس کی بات کر رہے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کر رہے ہیں۔ وہ جن کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے دفاع کے لیے کسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خاص ہیں اور یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سب سے الگ ہے اور ان کے لیے خاص احکام ہیں۔ یہ اجازت کے اصول ان کی ذات کے لیے نہیں ہیں!

☆☆☆☆☆

کفر کے لیے اصل خطرہ؛ امت اور خلافت کا تصور

عابداللہ جان

مسلمانوں سے صلیبیوں کو جو اصل خطرہ لاحق ہے وہ تصور خلافت ہے۔جنوبی ایشیا سے تعلّق رکھنے والے ایک معروف راہ نما محمد علی جوہر نے 1924 میں پیشن گوئی کی تھی کہ ''خلافت کے مٹنے سے مسلمانوں کے ذہن پر جو اثرات مرتب ہوں گے ان کے متعلّق پیشن گوئی مشکل ہے لیکن یہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ (حادثہ) اسلام اور تہذیب دونوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔اسلامی اتحاد کی نشانی اور مسلم دنیا میں وقت کے سب سے موزوں ادارے کا خاتمہ مسلمانوں کے انتشار کا پیش خیمہ بنے گا''۔

81 سال کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ''مہذب دنیا'' جو صدام حسین کے ''مظالم'' کا کھوج لگانے کے مقدس کام میں مصروف ہے،اسے ازبک صدر اسلام کریموف کے اندیجان میں عام شہریوں کے قتل عام کا ''رحمدلانہ'' کارنامہ نظر نہیں آتا۔اس مجرمانہ خاموشی کا سبب اسلام کریموف کا وہ جواز ہے جو اُس نے ازبکستان میں تسلسل کے ساتھ انسانی حقوق کی پامالی اور قتل عام کے ضمن میں پیش کیا (اور جسے ''مہذب دنیا'' نے صحیح مانا)۔کریموف کے الفاظ میں ''وہ (مظلومین ومقتولین) خلافت قائم کرنا چاہتے تھے''۔مسلم دنیا میں آمر حکمرانوں کی اسی قبیل کے بہت سے مظالم ''مہذب دنیا'' کو اس لیے قابل قبول ہیں کہ ان کی نظر میں سیکولر طبقہ مجاہدین کے خلاف برسر پیکار ہے،جن کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

> لفظ ''امت'' ان لوگوں کے لیے بہت ہی خوفناک لفظ ہے، جو اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف ہیں۔اسلام مخالف قوتوں کے لیے مسلمانوں کو مختلف قومیتوں اور ریاستوں میں تقسیم کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔ہاں یہ اور بات ہے کہ جب بھی مسلمانوں میں امت واحدہ کا کوئی خیال ابھرتا ہے تو خائف قوتیں ان پر انتہا پسندی اور عدم برداشت کے الزامات لگاتی ہیں۔

نام نہاد اطلاعاتی ذرائع اور مذہبی وسیاسی فرنٹ کے معماران جنگ چاہتے ہیں کہ ہر کوئی یہ یقین کرے کہ اصل مصیبت ابتدا میں افغانستان میں طالبان کے برسر اقتدار آنے کے ساتھ شروع ہوئی۔حقیقت یہ ہے کہ عالمی سطح پر جتنی بھی مشکلات رونما ہوتی رہی ہیں ان سب کو ساتویں صدی میں شروع ہونے والی خلافت ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد جب برطانیہ نے 1924 میں رہی سہی خلافت کا خاتمہ کیا تو پھر ہی اس نے آرام کا سانس لیا۔اور تب ہی اسے یہ یقین ہوگیا کہ اسے اسلام کے خلاف آخرکار آخری فتح حاصل ہوچکی۔

برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی بدقسمتی ہے کہ خلافت کا مسئلہ اب بھی اپنی جگہ موجود ہے۔مسلم دنیا میں بہت سارے عمل وردعمل اور تحاریک اور مقابل تحاریک کو اب بھی تصورِ خلافت سے تقویت مل رہی ہے۔نتیجتاً اسلام سے خائف لوگوں کی خلافت کو مٹانے کی صدیوں پرانی خواہش امریکہ، برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کی دہشت گردی کا سبب بنی ہوئی ہے۔واشنگٹن اور لندن کے اختیارات کے حامل جنگ پسند حکمران مسلمان عوام کو حقیقی آزادی ملنے کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور اس بنا پر خلافت کے خلاف ایک ہوّا کھڑا کر کے ایک خوف کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔

نیویارک ٹائمز کی ایلزبتھ بوملر نے اپنے 11 دسمبر کے کالم میں لکھا کہ ''پنٹاگون میں پالیسی ہاکس کے درمیان اندرونی طور پر لفظ ''خلافت'' کا استعمال اس وقت سے چلا آرہا ہے جب وہ عراق جنگ کی منصوبہ بندی کر رہے تھے،تاہم انتظامیہ نے کھلے عام اس اصطلاح کا استعمال گزشتہ پیر کو واشنگٹن میں اور دوبارہ جمعرات کو PBS چینل پر بات کرتے ہوئے کیا۔ڈیفنس پالیسی کے انڈر سیکرٹری ایرک ایلڈ مین نے ہفتہ پہلے فارن ریلیشن کونسل میں منعقدہ راؤنڈ ٹیبل کے موقع پر ''خلافت'' کا لفظ استعمال کیا۔نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر سٹیفن ہیڈلے نے اکتوبر میں نیویارک اور لاس اینجلس میں اپنی تقاریر کے دوران اس لفظ کا استعمال کیا۔مشرق وسطیٰ میں اعلیٰ امریکی کمانڈر جان ابی زید ستمبر میں کیپٹل ہل میں ایک گفتگو کے دوران اسے استعمال میں لایا''۔

مسئلہ یہ ہے کہ خلافت کے تصور سے ان لوگوں کے دلوں میں ایک اذیت ناک خوف جنم لیتا ہے،جنہوں نے یہ قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ کبھی بھی مسلمان قوم کو متحد رہنے،حق خود اختیاری حاصل کرنے اور قرآنی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے نہیں دیں گے۔یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلم ممالک پر قابض تابع مہمل حکمرانوں سے گلوخلاصی اور (خلافت کی بنیاد پر) منقسم اسلامی دنیا کا متحد ہونا ہی مسلمانوں کے لیے حقیقی آزادی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

افغانستان پر جنگ مسلط کرنے کے منصوبہ سازوں کے عمل سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ایک مرکزی اتھارٹی کے قیام کا خیال جس شدت سے ابھرے گا اسی تناسب سے اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش بڑھیں گی۔یہ قوتیں ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گی کہ موجودہ ظالمانہ نظام کے مقابلے میں کوئی متبادل معاشرتی ،سیاسی اور اقتصادی عادلانہ نظام کا ماڈل پیش کیا جاسکے۔9/11 کے بعد ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کو تمام

اسلام مخالف کوششوں کے لیے مختصر عنوان کی حیثیت سے ایک سلوگن کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ دانشورانہ حملے، قانونی رکاوٹیں، جنگی مہمات، دوسرے ملکوں پر قبضہ، قید و بند کی مشقتیں، تشدد و تعذیب اور خلافت کو بحیثیت ایک اعلیٰ ادارہ بدنام کرنے کی سازشیں تمام ایسے عنوانات ہیں جو اسلام مخالف کوششوں کا حصّہ ہیں۔ اس شیطانی تدبیر میں ''خلافت'' کو ''دہشت گردی'' کے ہم معنی (مترادف) قرار دیا گیا ہے۔ یہ چیزیں آسانی سے ان مختصر اعلامیوں میں نوٹ کی جاسکتی ہیں جو ان دنوں کسی کانفرنس یا اجلاس کے اختتام پر جاری کیے جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں ''دہشت گردی'' کے علاوہ اور کوئی بھی کام نہیں ہو رہا............ان تمام حربوں کا لب لباب اس پیغام کی شکل میں ہوتا ہے کہ ''ہم دہشت گردی کے مقابلے میں ایک ہیں اور ہم نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ ''دہشت گردوں'' کو یہ جنگ جیتنے نہیں دیں گے۔ وہ ہماری اقدار اور طرزِ حیات کے مخالف ہیں''۔

خلافت خلا میں وجود پذیر ہونے والی کوئی چیز نہیں بلکہ یہ ایک نظریاتی اور روحانی پس منظر رکھتی ہے۔ اس کے مقاصد میں کبھی یہ شامل نہیں رہا کہ دنیا میں حکمرانی برائے حکمرانی کی غرض سے ایک بڑی سلطنت (Empire) کی تعمیر کی جائے۔

> **تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد جب برطانیہ نے 1924 میں رہی سہی خلافت کا خاتمہ کیا تو پھر ہی اس نے آرام کا سانس لیا۔ اور تب ہی اسے یہ یقین ہو گیا کہ اسے اسلام کے خلاف آخرکار آخری فتح حاصل ہو چکی۔**

اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے سرِتسلیم خم ہونے کا اصل مقصد روئے ارضی پر حقیقی انصاف کو یقینی بنانے کے لیے ایک معاشرے اور نظام کا قیام ہے۔ واشنگٹن اور اس جیسی دیگر راجدھانیوں میں سیاسی مقتدا کسی ایسے نظریے کو اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔

سٹیٹ اور مذہب کی علیحدگی کا عمل توحید خالص کی ضد ہوگا۔ قرآن مسلمانوں کے لیے نظام اور تنظیم کے لیے جو بنیاد فراہم کرتا ہے، وہ دین ہی ہے۔ جس کی بنیاد پر آگے جا کر ملت استوار ہوگی، وہ ملت جو صرف اور صرف اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتی ہو اور یہ ملت توحید ہوگی اور اسی فکر کو اپنے روزمرہ کے کاموں میں بروئے کار لاتی رہے گی۔ دورِ جدید کی ریاست کے تصور کے مقابلے میں ''دارالسلام'' ایک وسیع مفہوم والی حقیقت ہے جو ریاستی تصور میں نہیں سما سکتا۔ مسلمانوں کے لیے ریاستی تنظیم کی تکمیلی شکل خلافت ہے جو جدید تصورِ ریاست کی مکمل نفی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت کے محض ذکر ہی سے دورِ حاضر کی بڑی طاقتوں میں ایک فوری ردِعمل پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی امارت کے قیام کے لیے طالبان کی کاوشوں سے دورِ جدید کے مغربی صلیبی سخت خائف تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسا کرتے ہوئے مسلمانوں کے بہت سے سوالوں سے سابقہ پڑنے اور ان کے حل سامنے آنے کا موقع ملنے کے لیے راہ ہموار ہوگی۔ بات صرف یہ تھی کہ طالبان نے اسلام کے مطابق اجتماعی زندگی گزارنے کا ایک مصمم ارادہ کیا تھا۔ طالبان کے اس رویے (اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے عزم) نے ایک مباحثہ کو جنم دیا، جس سے اسلام دشمن قوتوں کو تشویش لاحق ہوگئی۔ ان قوتوں کو جو خوف لاحق ہوا اس کا اظہار، برطانوی ہوم سیکرٹری چارلس کلارک کے اس بیان سے ہوتا تھا، جس میں اُس نے برملا کہا'' خلافت کے ازسرنو زندہ ہونے، قانون شریعت کے اجرا، مساوات مرد و زن کے خلاف کوئی اقدام اور آزادی اظہار خیال پر قدغن جیسی باتوں کی کوئی اجازت نہیں دی جاسکتی اور ان ایشوز پر کوئی بحث مباحثہ خارج از امکان ہے''۔

پیٹرک بکانن کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ مسلمانوں میں باہمی گفتگو اور بحث و مباحثہ اسلامی فکر کی آبیاری کا سبب بن رہا ہے، لہٰذا اس نے مسلم دنیا کے خلاف طبلِ جنگ بجانے میں دیر نہیں کی۔ وہ اپنی کتاب Where the Right Went Wrong (کہاں غلط موڑ مڑا گیا) میں مذہبی جنگ کے لیے درج ذیل الفاظ میں حمایت کرتا ہے۔

''اگر تہذیبوں کی جنگ شروع ہوتی ہے تو دولت اور اسلحہ میں مغرب کا کوئی مقابل ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ دولت یورپ کے بہت سے ایمپائرز کو دھڑن تختہ ہونے سے نہ بچاسکی اور نہ ہی مہلک ہتھیار سوویت یونین کو تحلیل ہونے سے بچا سکے۔ روم طاقت ور تھا جبکہ عیسائیت کمزور تھی۔ عیسائیت سب کچھ برداشت کر گئی اور ہر جگہ پھیل گئی، روم گر گیا۔ امریکہ کا دشمن کسی ریاستی شکل میں نہیں، جس پر پابندیاں لگا کر ہم اُسے نیست و نابود کر سکیں۔ وہ (کسی انسانی شکل میں) دشمن بھی نہیں جسے ہم ہتھیاروں کے بل بوتے پر زیر کر سکیں۔ وہ تو ایک واضح دلیل، ایک تحریک اور ایک نظریہ ہے''۔

مسلمانوں نے دین کے مفہوم کو گھٹا کر کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ مسلمانوں کی عام سوچ بدل چکی ہے۔ وہ اب ''دارالسلام'' کی بجائے ایک یورپین ریاست کو ہی ماڈل کے طور پر جانتے ہیں۔ اور سیکولر ماڈل کا خاصہ یہ ہے کہ وہ حکمرانی کا حق اللہ سے لے کر ریاست کو دیتی ہے، جو درحقیقت ایک مشرکانہ عمل ہے اور یہی شرک ہے۔ اور اگر کہیں انہوں نے اسلام کے مطابق رہنے کے لیے اعلیٰ سطح کی کوشش کی بھی ہو تو وہ بھی صرف اور صرف قومی حکومتوں (نیشن سٹیٹ سسٹم) ہی تک محدود دکھائی دیتی ہیں۔ نیشن سٹیٹ سسٹم میں دنیا ایک ہی سٹائل کا نقشہ پیش کرتی ہے جہاں ہر سٹیٹ کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے قانونی اختیار کے بل بوتے پر قوانین وضع کرے جن پر اس کے شہریوں کے لیے عمل درآمد کرنا ہوتا ہے۔

پرویز مشرف اس ایشو پر بات کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا تھا' جب وہ دنیا کو یہ بتاتا تھا کہ اب مسلمان اسلام کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتے جس طرح وہ خلافت کے تحت ساتویں صدی عیسوی میں رہا کرتے تھے۔ اسے یہ بھی احساس نہیں تھا کہ 57 مسلمان ملکوں کی حیثیت اسلامی امارت کی باقیات پر نوآبادیاتی تجاوزات کے علاوہ کچھ نہیں۔ ان تجاوزات کے وجود سے مسلمانوں میں ایک امت ہونے کا احساس نہیں ابھر سکتا۔ یہ تو صرف اسی لیے کھڑی کی گئی ہیں کہ اس سے مسلمان ایک گونہ تسلی میں رہیں۔ لفظ ''امت'' ان لوگوں کے لیے بہت ہی خوفناک لفظ ہے، جو اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف ہیں۔

(بقیہ صفحہ 13 پر)

(قسط اول)

مسلمانوں کے بازاروں میں بم دھماکوں سے متعلّق شیخ عطیۃ اللہ کا فتویٰ

السوأل: کیا فرماتے ہیں علمائے دین (اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے) **کہ اس سال 2009 اواخرِ اکتوبر میں پشاور کے بازار میں خرید وفروخت کرنے والے عام تاجروں اور عوام الناس پر ہونے والے دھماکوں یا اسی طرح کے واقعات پر کیا مسرت وخوشی کا اظہار جائز ہے؟ اس بات کو بنیاد بناتے ہوئے کہ یہ مسلمان دنیاداری میں مشغول اور دین میں کوتاہی کا شکار ہیں، جہاد کو ترک اور مجاہدین سے دست برداری اختیار کئے ہوئے ہیں، مرتد حکومت کے تحت زندگی بسر کررہے ہیں اور انہیں اس کی کچھ پرواہ بھی نہیں!**

ازراہِ کرم اس مسئلہ میں حق کا پہلو واضح فرمایئے! اللہ تعالیٰ آپکو اس کی توفیق دے اور ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے!

الجواب: الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله وآله وصحبه ومن اهتدى بهداه۔و بعد!

بازاروں اور ان جیسے دیگر مقامات میں دھماکوں پر خوشی اور اظہارِ مسرت ہر گز جائز نہیں! اور نہ ہی ان لوگوں کی تکلیف پر اظہارِ مسرت جائز ہے جن کو اس میں نقصان اٹھانا پڑا۔ اس فعل کا انکار کرنا اور اس سے متعلّق یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ ایسا فعل درحقیقت فساد، باطل، ظلم، سرکشی اور شریعت اسلامی سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والا کوئی مومن بندہ ہرگز ایسے فعل کا مرتکب نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا کوئی مجاہد ایسا کرے۔ بلکہ ایسے معاملے میں جذبات واحساسات کے حوالے سے ہمیں شرعاً یہ ہدایت ملتی ہے کہ مسلمان اس پر غمگین اور رنجیدہ ہوں۔ فانّا لله وانّا اليه راجعون۔

جواب کی تفصیل:

و بالله التوفيق...... جہاں تک اس پر فرحت وخوشی کے ناجائز ہونے کا تعلّق ہے تو وہ اسی سبب سے ہے کہ یہ فعل سراسر فساد، باطل، ظلم وسرکشی اور خارج از شریعت ہے۔ اور یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ اس پر مسلمانوں کا خوش ہونا جائز نہیں۔ شریعت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایک مسلمان یقیناً اسی سے محبت کرتا ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں۔ وہ خیر، امن، سلامتی، نیکی، عدل واحسان، ہدایت، حق اور معروف کو پسند کرتا ہے اور ان کے برعکس؛ شر، فساد، ظلم وزیادتی، سرکشی وگمراہی، باطل اور منکر وغیرہ سے نفرت کرتا ہیں۔ یہ ایمان کی شرط ہے اور اسی سے ایک انسان مومن شمار ہوگا، ورنہ وہ اپنے باطن میں کافر ومنافق ہوگا......**والعياذ بالله!**

قرآن وسنت میں اس معاملے میں نص اور معنی، ہر دو اعتبار سے بے شمار دلائل ہیں۔ دینِ اسلام اسی بنیاد پر قائم ہے، کیونکہ اسلام تو نام ہی اس کا ہے کہ ظاہری وباطنی ہر لحاظ سے خود کو عجز وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا جائے۔ اور اس کا مظہر احکاماتِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت واتباع کرنا ہے۔

جو شخص کسی ایسی چیز پر خوش اور راضی ہو جسے اللہ رب العزت ناپسند کرتے اور اس پر ناراض ہوتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کی اطاعت میں نقص واقع ہو گیا۔ نتیجتاً وہ بندگی کی ایک قسم سے خارج ہوگیا۔ البتہ اس میں کچھ تفصیل ہے۔ یہ نافرمانی کبھی تو صرف معصیت شمار ہوتی ہے (کفر نہیں) اور کبھی اسے کفر ونفاق گردانا جاتا ہے۔ یہ بحث ذرا تفصیل طلب ہے اور اس کے لیے یہ جواب کافی نہیں، لہٰذا آگے ہم اس کے بعض اہم پہلوؤں کی وضاحت اور نشاندہی کریں گے۔

یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو اُس چیز کو ناپسند کرے اور اُس پر وہ شے ناگوار گزرے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے، اُس سے راضی ہو اور اُس کا حکم بھی دیتا ہو۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کسی چیز کو ظاہراً ناپسند کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں۔ اس پہلو سے وہ اپنے رب سے موافق ہے اور اطاعت گزار بھی، لیکن پھر وہی شخص اس کام میں ملوث بھی ہو جاتا ہے اور اس سے لطف اندوز بھی ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدگی کا معاملہ مختلف درجات میں ہوگا۔ اگر تو وہ معاملہ قطعی نوعیت کا ہو تو علیحدہ بات ہے، لیکن اگر وہ معاملہ قطعی نوعیت کا نہیں تو پھر اس کا حکم فاعل کے علم کے مطابق ہوگا کہ وہ اس کی کراہت کس درجے میں جانتا ہے۔ پھر اس بارے میں حکمِ الٰہی کے مطابق فیصلہ ہوگا کہ آیا اللہ عزّ وجل نے اس فعل کو (چاہے اس فعل کا تعلّق دل سے ہو یا جوارح سے) اپنی شریعت میں کفر قرار دیا ہے یا صرف معصیت۔

کبیرہ گناہوں کے مرتکب کی مثال:

ایسا مسلمان جو شراب پیتا ہے یا زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ جانتا بھی ہے کہ شراب پینا اور زنا کرنا حرام اور انتہائی ناپسندیدہ افعال ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے منع کیا ہے، لیکن اس فعل کی شدید کراہت جاننے کے باوجود وہ اس کا مرتکب ہوتا ہے، اس کو چاہتا ہے اور اس حیوانی فعل سے لطف اندوز ہوتا ہے، کیونکہ اس کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہوتی ہے اور اس کی شہوت اس پر غالب آجاتی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں محبت اپنے اصل مقام سے ہٹ جاتی ہے۔ اور یہی وہ کیفیت ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن"۔ "زانی جب زنا کرتا ہے تو اس حالت میں وہ مومن نہیں ہوتا"۔

چنانچہ دورانِ فعل اس کی صفت ایمانی کی نفی کی گئی، لیکن اس کے باوجود وہ کافر

نہیں ہو جاتا! اور اس امر پر سوائے ملحد خوارج کے تمام اہلِ سنت کا اجماع ہے۔ ہاں البتہ جب تک وہ توبہ نہیں کرلیتا وہ فاسق شمار ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لیے رحمت وشفقت اور خصوصی عنایت ہے کہ اس نے ان افعال کے مرتکب کو کافر اور دین سے خارج قرار نہیں دیا۔ پس تمام حمد وثناء اللہ ہی کے لیے ہے اور یہ اسی کا فضل اور رحمت ہے۔

صغیرہ گناہوں کے مرتکب کی مثال:

ایسا شخص جو اپنی شہوت ولذت کے ہاتھوں مجبور ہو کر صغیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ جیسے کوئی سگریٹ نوشی کرتا ہے، یا موسیقی اور گانا سنتا اور اس سے محظوظ ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس کی حرمت سے اچھی طرح واقف ہو، لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اس حوالے سے کچھ شبہات کا شکار ہو۔

کفریہ اعمال کی مثال:

ان کی مثال یہ ہے کہ انسان اللہ کے دشمن کفار سے محبت اور دوستی رکھے، جیسے نصاریٰ، یہود وہنود یا دیگر کفار جن کا کفر واضح اور معلوم ہے۔ محبت اور دوستی سے مراد وہ ان کے دین، تہذیب اور اقدار کو پسند کرتا ہو اور ان سے راضی اور خوش ہو۔ اگر کوئی شخص شریعت کو مکمل طور پر یا کسی ایک حکم الٰہی کو ناپسند کرتا ہو اور وہ اس سے بغض رکھے، تو ایسا انسان کفر کا مرتکب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْساً لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۔ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ''(محمد: 9-8)

''اور جو کافر ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔ یہ اس لیے کہ اللہ نے جو چیز نازل فرمائی انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو اللہ نے بھی ان کے اعمال اکارت کر دیئے''۔

اور فرمایا: ''إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ ۔ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۔فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ۔ ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ''

''بیشک جو لوگ اپنی پیٹھ پیچھے پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان پر ہدایت ظاہر ہوگئی، شیطان نے ان کے لیے ان کے عمل پرکشش بنا دیئے اور اللہ نے انھیں ڈھیل دے دی۔ یہ اس لیے کہ بے شک انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی، کہا کہ بعض امور میں ہم آپ کی مانیں گے اور اللہ ان کے راز جانتا ہے۔ پھر کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے؟ جبکہ وہ ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر مار رہے ہوں گے۔ یہ اس لیے کہ بیشک انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اللہ کی رضامندی ناپسند کی، لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے''۔

بعض اوقات کئی لوگوں کے ہاں محبوب وناپسندیدہ کی تاویل میں بھی اختلاف واقع ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر کوئی شخص یہ گمان کرتا ہے کہ فلاں مسلمان قتل کا مستحق ہے کیونکہ وہ شخص فاسق وفاجر ہے، اس لیے وہ اس کی موت پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں کبھی یہ گمان درست ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ یہ معاملہ کسی ایک فرد کے بارے میں تو ہوسکتا ہے لیکن مسلمان عوام کے بارے میں مجموعی طور پر نہیں۔ اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ عامۃ المسلمین اور اسی طرح ان کی تمام جماعتیں، ان کے بچے، عورتیں، بزرگ اور ان کے علماء کے قتل اور ان کی ہلاکت وتباہی پر کوئی مسلمان خوشی محسوس کرے۔ ہاں البتہ صرف منافقین عام اہلِ ایمان پر آنے والی مصیبتوں پر خوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُواْ بِهَا'' (آل عمران:120)

''اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو وہ انہیں بری لگتی ہے اور اگر تمہیں برائی پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں''۔

ایک اور جگہ فرمایا: ''إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمْ فَرِحُون''(التوبہ: 50)

''اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپ پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے معاملے میں پہلے ہی احتیاط برتی تھی اور وہ خوش خوش لوٹ جاتے ہیں''۔ لہٰذا یہ منافقین کی صفت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مصائب وآلام پہنچنے پر خوش ہوتے ہیں۔ اور جب مسلمانوں کو کوئی بھلائی وخیر ملتی ہے تو یہ بات ان کو غم زدہ، رنجیدہ اور پریشان کرتی ہے۔

جذبات واحساسات پر بھی انسان جوابدہ ہے:

فرحت اور خوشی سے ملتے جلتے احساسات اور اس کے مقابلے پر غم وحزن، دکھ، افسوس اور ان کے علاوہ دیگر تمام افعال، جن کا تعلّق دل سے ہے وہ بھی حکم الٰہی کے تابع ہیں اور انسان کو ان کا بھی جواب دینا ہوگا۔ یہ افعال ایک جامع قاعدے ''الحب و البغض'' (دوستی ودشمنی) کے تحت شمار کیے جاتے ہیں۔

ایک مسلمان پر فرض ہے کہ اسکے تمام جذبات واحساسات شریعت کے مطابق اور اس کے تحت ہوں۔ وہ اسی چیز سے محبت کرتا ہو جس سے اللہ محبت رکھتا ہے، اور اسی میں وہ خوشی اور راحت محسوس کرتا ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اسے ناپسندیدہ ہو، وہ اس سے غم زدہ، پریشان اور کبیدہ خاطر ہوتا ہو۔ اہلِ علم نے اس موضوع کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہاں ہم ان میں سے چند امور کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

جہاں تک فرحت اور خوشی کا تعلّق ہے، تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اس کی رحمت وفضل پر خوش ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قُلْ بِفَضْلِ اللّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ''(یونس:58)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے

لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس پر خوش ہوں، یہ ان چیزوں سے بہت بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے احسانات دنیا و آخرت میں اس کے خصوصی فضل سے ہیں اور یہ کون و مکان اور یہ زیرنگیں کی ہوئی ساری دنیا محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و عنایت، اس کا احسان اور اس کی رحمت سے ہے۔ اسی سے بندۂ مؤمن کو خوش ہونا چاہیے۔ یہاں خوشی سے مراد دل کی فرحت و نشاط ہے جو کہ اس بات کی متقاضی ہے کہ زبان و قلب اور اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ قرآن و سنت میں ''فرح'' کا لفظ اکثر و بیشتر مذمت کے سیاق میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

''فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُواْ بِمَا أُوتُواْ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُون''(الانعام:44)

''پھر جب انہوں نے وہ نصیحت بھلا دی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے، حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر اترانے لگے جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا پھر وہ ناامید ہو کر رہ گئے''۔

اور فرمایا:''إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمْ فَرِحُون''(التوبہ:50)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپ پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے معاملے میں پہلے ہی احتیاط برتی تھی اور وہ خوشی خوشی لوٹ جاتے ہیں''

اور فرمایا:''إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ''(القصص:76)

''بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، پھر اس نے ان پر ظلم کیا، اور ہم نے اسے اس قدر خزانے دیے تھے کہ بلاشبہ اس کی چابیاں طاقتور مردوں کی جماعت کو تھکا دیتی تھیں، یاد کرو! جب اس کی قوم نے اس سے کہا: تو اِترا مت! بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور فرمایا:''فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللّهِ وَكَرِهُواْ أَن يُجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَقَالُواْ لاَ تَنفِرُواْ فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّاً لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُون''(التوبہ:81)

''جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے اور انہیں برا لگا کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا کہ سخت گرمی میں کوچ نہ کرو! اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے! جہنّم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش! وہ یہ بات سمجھتے''۔

اور فرمایا:وَلَئِنْ أَذَقْنَا الإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَؤُوسٌ كَفُورٌ۔وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاء بَعْدَ ضَرَّاء مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّيَ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ۔إِلاَّ الَّذِينَ صَبَرُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ أُوْلَـئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ''۔(ھود:11-9)

''اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں، پھر وہ اس سے چھین لیں، تو وہ بڑا ناامید، بڑا ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم اسے ضرر پہنچنے کے بعد نعمتوں کا مزہ چکھائیں تو وہ ضرور کہے گا! مجھ سے سختیاں دور ہو گئیں۔ بے شک وہ اس وقت اتراتا اور فخر کرجاتا ہے۔ مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک عمل کیے، انہی کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے''۔

اور فرمایا:''اللّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقَدِرُ وَفَرِحُواْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلاَّ مَتَاعٌ''(الرعد:26)

''اللہ جسے چاہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہے نپا تلا دیتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اتراتے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کی نسبت حقیر متاع ہی تو ہے''۔

اور فرمایا:''لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ''(الحدید:23)

''تاکہ تم اس چیز پر غم نہ کھاؤ جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اور تم اس پر نہ اتراؤ جو وہ تمہیں عطا کرے اور اللہ کسی اترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا''۔

قرآنِ حکیم میں عمومی طور پر جس 'فرح' (خوشی) کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد وہ خوشی ہے جو کہ سرکشی کے زمرے میں ہو۔ جو عجب، خود پسندی اور غرور و تکبر کی طرف لے جانے والی ہو۔ ایسی خوشی ایک مومن کو زیب نہیں دیتی، پسندیدہ خوشی البتہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے مومن بندوں کی کفار کے مقابلے میں مدد و نصرت پر ہو۔ یا مسلمانوں کے ساتھ زیادہ بغض و عداوت رکھنے والے اور انہیں زیادہ نقصان پہنچانے والے کافروں کے مقابلے میں کسی کم ضرر پہنچانے والے کافر کی مدد و نصرت پر ہونے والی خوشی ہو۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:'' وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۔بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ''(الروم:5-4)

اس غلبے والے دن مومن بھی خوش ہونگے...... اللہ کی نصرت پر...... اللہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ نہایت غالب، بہت رحم والا ہے۔

اور فرمانِ نبوی ہے:

''من سرته حسنته و سائته سيئته فهو المؤمن''(رواه الترمذی وغیرہ)

''جس کو اس کی نیکی خوشی میں ڈالے اور اس کا گناہ اس کو پریشان کردے تو وہ مومن ہے''۔

رہا افسوس اور مایوسی کا معاملہ تو قرآن میں اس کا ذکر ممانعت ہی کے زمرے میں ہوتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی لطف و کرم سے یہ حکماً جائز اور مباح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر غم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:''وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلاَّ بِاللّهِ وَلاَ تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلاَ

تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُونَ"(النحل:127)

"اوراے نبی! آپ صبر کریں اور آپ کا صبر کرنا بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کفار پر غم نہ کھائیں، اور نہ ہی آپ اس پر تنگی میں مبتلا ہوں جو وہ مکر کرتے ہیں"۔

اسی طرح فرمایا:"لاَ تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ إِلَی مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّنْهُمْ وَلاَ تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ"(الحجر:88)

"اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو فوائدِ دنیوی سے نوازا ہے آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیے اور نہ ان کے حال پر تاسّف کریں اور مومنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آیئے"۔

اورفرمایا:"وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن کُنتُم مُّؤْمِنِیْنَ"(آل عمران:139)

"اور تم سستی نہ کرو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو"

اور جو بات ہمیں اس کے جواز کی دلیل فراہم کرتی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و عمل، اور ایسے مواقع پر دیگر انسانوں جیسا فطری رویہ ہے۔یہ روایت صحیحین اور سنن میں موجود ہے۔جسے یہاں ہم امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:'ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف القینؓ......جو کہ صاحبزادۂ رسول ابراہیمؓ کے رضائی والد تھے' کے گھر گئے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیمؓ کو بوسہ دینے لگے۔کچھ ہی دیر بعد جب ہم ان کے پاس گئے تو ابراہیمؓ اپنی آخری سانسوں میں تھے۔یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں۔سیدنا عبداللہ بن عوفؓ فرمانے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بھی؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اے ابن عوف یہ تو رحم کی علامت ہے"۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن پھر بھی ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو، البتہ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں"۔

بسا اوقات تقدیر کے ایسے معاملات اور مسلمانوں کے مصائب و آلام پر غم کا اظہار پسندیدہ بھی ہے اور یہی رویہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہے۔اگرچہ عمومی طور پر افسوس اور مایوسی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ ایمان کو منع فرمایا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"فَلاَ تَأْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ"(المائدہ:68)"تو آپ ان کافروں کے حال پر افسوس نہ کیجیے"

اورفرمایا:"فَلاَ تَأْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ"(المائدہ:26)

"سو آپ ان فاسقوں کے حال پر افسوس نہ کیجیے"

اورفرمایا:"مَا أَصَابَ مِن مُّصِیْبَةٍ فِیْ الْأَرْضِ وَلَا فِیْ أَنفُسِکُمْ إِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِکَ عَلَی اللَّهِ یَسِیْرٌ .لِکَیْلَا تَأْسَوْا عَلَی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاکُمْ وَاللَّهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ"(الحدید:23-22)

"کوئی مصیبت زمین میں اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور یہ کام اللہ کو آسان ہے۔تا کہ جو تم سے فوت ہو گیا ہے اس کا غم نہ کھایا کرو! اور جو تم کو اس نے دیا ہوا اس پر اترایا نہ کرو! اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا"۔(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: کفر کے لیے اصل خطرہ؛ امت اور خلافت کا تصور

اسلام مخالف قوتوں کے لیے مسلمانوں کو مختلف قومیتوں اور ریاستوں میں تقسیم کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔ہاں یہ اور بات ہے کہ جب بھی مسلمانوں میں امت واحدہ کا کوئی خیال ابھرتا ہے تو خائف قوتیں ان پر انتہا پسندی اور عدم برداشت کے الزامات لگاتی ہیں۔اس کی وجہ بہت آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔اگر مسلمان متفرق حالت میں نہ ہوں اور اُن کے ہاں تابع مہمل مسلمان بادشاہ، ڈکٹیٹر، جرنیل اور جمہوری حکمران موجود نہ ہوں تو پھر قابض قوتیں اپنی ملٹی نیشنل کارپوریشنز، آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے ساتھ ہو کر اپنی معاشرتی، ثقافتی اور اقتصادی استحصال کی پالیسیاں جاری رکھنے کے لیے کوئی بھی ذریعہ نہیں پا سکیں گی۔ایڈورڈ ڈبلیو سیڈ نے 1996 میں کہا تھا"اکثر اسلامی ممالک مایوس کن حد تک افلاس زدہ، ستم رسیدہ اور فوجی وسائنسی اعتبار سے اتنے بےکار ہیں کہ اپنے شہریوں کے سوا وہ کسی کے لیے بھی خطرہ نہیں بن سکتے اور ان میں سعودی عرب، مصر، اردن اور پاکستان جیسے ممالک بھی شامل ہیں جو سب سے طاقتور مانے جاتے ہیں۔یہ تمام امریکی گھڑے کی مچھلیاں ہیں"۔

سیموئیل ہنٹگٹن، مارٹن کریمر، برنارڈ لیوس، ڈینیل پیپش، سٹیون ایمسن اور ہیروین جیسے ماہرین اور اسرائیلی اہل دانش کو جو فکر ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنا دیا جائے کہ یہ خطرہ ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے اور یہ کہ اسلام کو دہشت گردی، مطلق العنانی اور خود سری و تشدد کے حوالے سے بدنام کیا جاتا رہے اور خود اپنے لیے منافع بخش Consultancies ٹی وی سکرین پر نمودار ہونے اور کنٹریکٹس کے مواقع کے حصول کو یقینی بنایا جائے۔

☆☆☆☆☆

معذرت خواہوں نے موجودہ دور میں جہاد فی سبیل اللہ کے معاملے میں طرح طرح کی تاویلیں کیں، بزدلوں نے آنکھیں بند کر کے اسے ناقابلِ عمل گردانا، وطن پرستوں نے اسے صرف قومی ضرورت سے مشروط کیا، منحرفین نے سرے سے ہی اس حکمِ شرعی کو معطل قرار دیا۔لیکن پھونکوں سے اس چراغ کو بجھانے والے نہیں جانتے کہ اللہ کی توفیق سے اللہ کی راہ میں لڑنے والے لڑتے رہیں گے اور قیامت تک دنیا کے منظرنامے پر موجود رہیں گے، ان شاءاللہ۔جاہلی عالمی نظام کے پیروکار اور بقائے باہمی و بین المذاہب ہم آہنگی کے نام پر اس تہذیب کو گنجائش دینے والے چاہے ان مجاہدین کی کتنی ہی مخالفت کر لیں۔

(ماخوذ: اک فرض جسے ہم بھول گئے)

عمل کی پکار

شیخ آدم یحییٰ غدن (عزام الامریکی)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ قَاتِلُواْ الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُواْ فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

''اے ایمان والو!ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کے لیے تمہارے اندر سختی ہونی چاہیے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔'' [التوبة9:123]

اے دنیا بھر کے مسلمان بھائیو، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد:

2009ء کا سال، واشنگٹن میں ایک نئی انتظامیہ کا ابتدائی سال، صلیبی مغرب اور اس کے سراغ رساں اداروں (انٹیلی جنس) کے اعضاء کے لیے حقیقی معنوں میں آفت زدگی اور بدبختی کی صورت میں اختتام پذیر ہوا، جنہوں نے اخلاقی اور مادی محاذوں پر سلسلہ وارکاری ضربیں کھائیں، ان ضربوں کی معراج افغانستان میں سی آئی اے کے ایک خفیہ دفتر میں، ایک انتہائی ماہرانہ طور پر تیار کردہ استشہادی منصوبے کی تشکیل اور اس پر عملدرآمد کے نتیجے میں ہونے والی کم از کم آٹھ اہلکاروں کی خون آشام ہلاکتوں کی صورت میں وقوع پذیر ہوئی۔ یہ تباہ کن چوٹ امریکہ کی بظاہر ناقابلِ تسخیر سیکورٹی میں خلل کی صورت حال پیدا ہونے کے چند ہی دن بعد رونما ہوئی، جو خلل القاعدہ کے ایک دلیر مجاہد کے ڈیٹرویٹ کے مقام پر ایک امریکی مسافر بردار طیارے کو گرانے کے نڈر اقدام کی صورت میں واقع ہوا تھا۔ میں آپ کی توجہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک واقعہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کا مردِ جری القاعدہ یا کسی اور اسلامی گروہ کا رکن نہیں تھا بلکہ درحقیقت امریکی فوج کا ایک عہدے دار تھا، میجر نضال ملک حسن، جنہوں نے گذشتہ خزاں امریکی سپاہیوں کے ایک گروہ پر، جو افغانستان میں تعیناتی کی تیاری میں تھا، فورٹ ہڈ، ٹیکساس کے علاقے میں فوج کی سب سے بڑی داخلی فوجی چھاؤنی کے عین درمیان فائر کھول دیا۔ فوج کے باضابطہ سرکاری شمار کے مطابق اس اچانک حملے میں کم از کم 13 صلیبی ہلاک اور 30 سے زائد زخمی ہوئے۔ خود میجر نضال ملک حسن کو گولی لگی، وہ زخمی ہوئے اور پکڑے گئے، اور ان کے خلاف ایک صلیبی تفتیشی عسکری عدالت میں دعویٰ دائر کیا گیا ہے تاکہ عوام کو متاثر کرنے کے لیے حکومت کی جانب سے منعقد کیے جانے والے فوری و سرسری مقدمے کی سماعت کے لیے تیاری کی جائے، جس کا انجام کوئی انجانی بات نہیں ہوگا!

امریکا بلیک واٹر کے غنڈوں کو تو ہر پابندی سے رہائی دے سکتا ہے اور ابوغریب جیل کے اخلاق باختہ پہرے داروں کو اور المقدادیہ کے نسل کُش' اجتماعی زیادتی کے مرتکبین کو تو ہلکی سی سرزنش دے سکتا ہے، لیکن یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایسی مراعات میجر نضال ملک حسن جیسے للکارنے والے دلیر مسلمان کو نہیں دی جاتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فورٹ ہڈ کی دلیرانہ کارروائی نے 'مغربی صلیبی ثقافت' کے اُن منافقانہ، رعونت زدہ، اور ناقص مظاہر پر بحث وتمحیص کے وسیع مواقع فراہم کردیے ہیں جو جنگی مجرم صدور کو تو امن کے انعامات سے نوازتی ہے مگر گرفتار امریکی فوجیوں کی جانب سے کرسمس کے پیغامات کو سفاکانہ گردانتی ہے، حتی کہ جب عین اس دوران یہ خود اپنی قید میں بند مسلمانوں اور دیگر قیدیوں کو اذیت اور تذلیل سے دوچار کرنے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہوتی ہے۔ بہرحال، اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان موضوعات کو پھر کسی اور موقع کے لیے ملتوی کرتا ہوں تاکہ اس تاریخ ساز کارروائی کے پیچھے شخص کی سوچ اور فکر پر مزید روشنی ڈال سکوں...... ہمارے مجاہد بھائی میجر نضال ملک حسن، جنہیں ہم نیکوکاروں میں سے سمجھتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی تعریف نہیں کرتے (کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے اصل حال سے واقف ہے)۔

مجاہد بھائی نضال حسن نے ہمیں وہ کر دکھایا ہے جو گولیوں کی بوچھاڑ کرنے والی بندوق کا حامل کوئی بھی متقی مسلمان اپنے دین اور دینی بھائیوں کی خاطر کرسکتا ہے، اور ہمیں یہ یاددہانی کرادی ہے کہ مزاحمت اور جرات کا ایک یہی کارنامہ ہی دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں کو کس قدر فخر اور خوشی سے لبریز کرسکتا ہے۔ مجاہد بھائی نضال حسن نے تن تنہا اللہ تعالیٰ کے فضل اور محض ایک تیس منٹ کی لڑائی کے ذریعے امریکی فوج اور عوام کے عزم کو، کئی برسوں کے شمار پر، ادنیٰ ترین مقام پر دھکیل دیا۔ مجاہد بھائی نضال حسن نے ہلکے سے اسلحے مگر ایک بڑے دل، مضبوط ارادے اور پُراعتماد قدم کے ساتھ ایک مرتبہ پھر امریکہ کی کمزوریوں اور حفاظتی اقدامات کو کاٹ دار توجہ کا مرکز بنا دیا، اور ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو غلط ثابت کردیا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امریکہ کے حساس مقامات ناقابلِ تسخیر ہیں۔ اور سب سے اہم ترین بات یہ ہے کہ مجاہد بھائی نضال حسن ایک ابتدا ہیں، ایک ایسے شخص ہیں جو ویرانے میں قدموں کے نشان چھوڑ جاتا ہے (جس کے نقشِ قدم پر دوسرے چل سکیں) اور ایک مثالی کردار ہے جس نے ایک دروازہ کھول دیا ہے، ایک راستہ روشن کردیا ہے، اور ہر ایسے مسلمان کی ایک راستے کی جانب رہنمائی کردی ہے جو خود کو کفار کے درمیان پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب اپنے فرض کی انجام دہی کا خواہاں ہے اور ہمارے دین، مقدس مقامات اور اوطان پر وحشی، سنگدل اور خونخوار صہیونی صلیبی حملوں کے خلاف اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتا ہے۔

دوسری طرف دلیر مجاہد بھائی نضال حسن نے جو کام کیا' وہ نہایت ہی اہم اور اتنا ہی قابلِ غور وفکر اور قابلِ رشک ہے۔ دلیر مجاہد بھائی نضال حسن نے انسانوں کے احکامات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر فوقیت نہ دی، اور نہ ہی اللہ کے غضب سے زیادہ انسانوں کے غضب سے خوفزدہ ہوا۔ ہمارا ان کے بارے میں یہی گمان ہے اور اصل حقیقت تو صرف اللہ ہی جانتے ہیں۔ دلیر مجاہد بھائی نضال حسن نے امریکی فوج میں شمولیت کی اپنی نوجوانی کی غلطی کو

عمر بھر کی غلطی کا عذر نہیں بنایا کہ افغانستان، عراق یا کہیں بھی اور مسلمانوں کے خلاف لڑتا رہتا اور ان کے قتل میں شامل ہوتا رہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ دلیر مجاہد بھائی نضال حسن کفار کی افواج اور مرتد حکومتوں میں شامل ہر تائب مسلمان کے لیے ایک مثالی کردار کا انمول نمونہ ہے جو کوئی بھی اُن (نضال حسن) کی طرح اِس درست نتیجے پر پہنچ چکا ہے کہ اصل اسلام صرف ایک نام یا چند عبادات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ درحقیقت اللہ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری اور کفار کی مکمل نافرمانی اور دستبرداری کا نام ہے۔ جب نضال بھائی کو ایسے احکامات دیے گئے جو اسلامی عقیدے اور اقدار سے متصادم تھے تو انہوں نے ان سے آخری گولی تک مزاحمت کی اور پس اس طرح بیوقوفی کی حد تک فرمانبردار فوجی کے سانچے کو توڑ دیا...... وہ سانچا جسے دنیا بھر کی افواج ترجیح دیتی اور اس کی تربیت کا اہتمام کرتی ہیں لیکن جسے اسلام قطعی طور پر رد کرتا ہے اور بہانگِ دہل اعلان کرتا ہے: **لا طاعة لمخلوقٍ في معصية الخالق**...... مخلوق کی اطاعت میں خالق کی نافرمانی جائز نہیں ہے۔

نہ صرف دلیر بھائی نضال ان کفار کے اثر کے حصار کو توڑ کر آزاد ہوگئے جن کے ساتھ وہ پلے بڑھے تھے بلکہ وہ جہاد مخالف' علمائے سو کے شر انگیز اثر کے حصار کو بھی توڑ کر آزاد ہو گیا جو بودی ترین حجتیں اور عذر...... جو کوئی انسان گھڑ سکتا ہے...... استعمال کر کے افغانستان، عراق اور دیگر علاقوں میں مسلمانوں کے قتل کو جائز قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ دلیر بھائی نضال نے اپنے ضمیر کو سلانے کی کوشش نہیں کی، نہ اپنے افسروں کی فرمانبرداری کو جواز بنانے کی کوشش کی اور نہ ہی کفار کی صفوں میں قائم رہنے کے لیے ان علمائے سو کے اقوال کو بنیاد بنایا جو ناجائز کو جائز قرار دیتے، فرض ادا کرنے سے روکتے اور دہشت گردی کے خلاف لڑائی کے نام پر یا اپنی تنخواہ اور منصب کے نام پر یا امریکی مسلمانوں کی اچھی ساکھ برقرار رکھنے اور ان کی امریکہ کے لیے وطن پرستی اور وفاداری کے بارے میں کسی قسم کے شکوک وشبہات کو زائل کرنے کے نام پر مسلمانوں کے قتل سے درگذر کرتے ہیں۔ نضال بھائی نے ان مضحکہ خیز بہانوں کے پیچھے چھپنے کی کوشش نہ کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دنیا کا کوئی بھی فتوی...... چاہے کتنی ہی معروف مہروں کا حامل کیوں نہ ہو اور چاہے کتنے ہی خوش کن عنوان کے ساتھ کیوں نہ ہو...... شریعت کے واضح، غیر مبہم اور متفق علیہ قوانین کو توڑنے کا جواز فراہم نہیں کر سکتا، جیسے مسلمانوں کے قتل کی ممانعت کا قانون یا پھر جیسے مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور کفار سے دستبرداری کا حکم نافذ کرنے والا قانون، اور وہ جانتے تھے کہ روزِ حساب اس دنیا کے تمام علماء، ملاّ، مفتی اور امام سب مل کر بھی اسے عذابِ الٰہی سے نہیں بچا سکیں گے اگر اس نے اپنی ایماندارانہ تحقیق اور دقیق مطالعے کی بنیاد پر اللہ کے احکامات اور فرامین کے متعلّق دل کی گہرائیوں میں رچ بس جانے والے علم کے برخلاف ان لوگوں کی جائز اور ناجائز کردہ امور کی اندھی تقلید کی۔

مجھے یقین ہے کہ نضال بھائی کو اس بات کا ادراک تھا کہ جن اہانتوں، تہمتوں، قید و بند، تنہائی اور دیگر صعوبتوں سے ایک شخص کو ایسے کام کے دوران یا اس کے بعد واسطہ پڑ سکتا ہے وہ اس عذاب کے سامنے بے معنی ہیں جس کی وعید اللہ نے قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر دی ہے...... ان لوگوں کے لیے جو فرض ہجرت اور جہاد کو ضروری اسباب و وسائل میسر ہونے کے باوجود ترک کیے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی یقین ہے کہ نضال بھائی کو اس بات کا بھی شعور تھا کہ اسلام عجلت، عاقبت نااندیشی اور ناقص منصوبہ بندی کے ساتھ عمل کا نہ تو تقاضا کرتا ہے اور نہ ہی اس کی توثیق کرتا ہے، اور اسی لیے انہوں نے نہایت احتیاط کا مظاہرہ کیا اور وہ تمام ضروری اقدامات کیے تاکہ ان غلطیوں کو دہرانے سے بچا جا سکے جو پہلے ہو چکیں ہیں۔ مثال کے طور پر، جس قدر ہم جانتے ہیں اس کے مطابق نضال بھائی نے اپنے منصوبوں کا ذکر حکومتی نگرانی اور اختیار میں چلنے والے ٹیلیفون اور کمپیوٹر نظاموں پر کسی سے بھی بالکل نہیں کیا، نا ہی انہوں نے اپنے نئے شناساؤں، یا حتیٰ کہ پرانے واقف کاروں، میں سے کسی کو اپنے رازوں سے مطلع کیا۔ جن کے اسلام اور مسلمانوں کے لیے وفاداری کے ظاہری دعوے اور اپنے عقیدے اور (دینی) بھائیوں کے دفاع کا ظاہری اشتیاق شاید واقعی اتنا مضبوط اور حقیقی ہو یا نہ ہو جتنا کہ بظاہر نظر آتا ہے۔ نضال بھائی ان جاسوسوں کے دھوکے میں بھی نہ آئے جو امریکہ کی مساجد اور مسلم کمیونٹی رہائشی علاقے میں پوشیدہ مائیکروفونز کے ساتھ خفیہ طور پر داخل ہوتے ہیں تاکہ ان مسلمانوں پر گھیرا تنگ کر سکیں جو جہاد کے فریضے کی ادائیگی کے لیے راغب ہیں۔ اور نضال بھائی نے نہ تو بے جا طور پر اپنے آپ کو سیکورٹی کے پہلو سے توجہ کا مرکز بننے دیا اور نہ ہی ملک سے باہر جا کر کوئی مہارتیں سیکھنے اور ہدایات لینے پر پیسے ضائع کیے، جو (پیسے) بصورتِ دیگر خود اس کارروائی میں ہی زیادہ بہتر طور پر خرچ کیے جا سکتے تھے، جبکہ وہ مہارتیں اور ہدایات ملک میں ہی با آسانی مل سکتی ہیں۔

بہ امرِ مثال، اکثر لوگ جو پہلا سوال پوچھتے ہیں وہ یہ ہے کہ: 'مجھے اپنی کارروائی میں کون سا ہتھیار استعمال کرنا چاہیئے؟' اور اس سوال کا جواب، جو کہ ایک اہم سوال ہے، اتنا مشکل نہیں جتنا شاید نظر آتا ہو۔ مجاہد بھائی نضال حسن نے فورٹ ہڈ پر اپنے حملے میں آتشیں بندوق کا استعمال کیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب اسلحے کے انتخاب کی بات آتی ہے تو آج کا مجاہد اب صرف گولیوں اور بموں تک محدود نہیں ہے۔ جیسا کہ 11 ستمبر کی مبارک کارروائی نے ثابت کیا کہ ایک تھوڑے سے فہم و تدبر اور منصوبہ بندی کے ساتھ ایک مختصر سا بجٹ تقریباً کسی بھی چیز کو ایک ایسے قدرے مہلک، کارآمد اور آسان اسلحے کی شکل میں تبدیل کر سکتا ہے جو دشمن کو حیران و پریشان کر کے اس کی کئی برسوں کی نیند اُڑا دے۔

ایک اور اہم اور اکثر کسی بھی کارروائی کی تیاری کا اہم ترین مرحلہ ہدف کو نشانہ بنانے کا مرحلہ ہوتا ہے۔ جب ہدف چننے کا وقت آیا تو مجاہد بھائی نضال نے نہایت احتیاط سے اپنے ہدف کا انتخاب کیا، ایک ایسے ہدف کو تلاش کرتے ہوئے جس سے وہ بخوبی واقف ہو، ایک ایسا ہدف جو معقول ہو اور جس کو نشانہ بنانا دشمن پر گہرا اثر چھوڑے۔ نضال بھائی نے تینوں باتیں فورٹ ہڈ میں یکجا پائیں، اپنے منصوبے تشکیل دیتے ہوئے یہ سوچنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیئے کہ امریکہ اور مغرب میں صرف فوجی چھاؤنیاں ہی اہم اہداف ہیں۔ اس کے برعکس، ایسے لاتعداد اہم تزویراتی (سٹریٹیجک) مقامات ہیں، ادارے اور تنصیبات، جن کو نشانہ بنا کر مسلمان صلیبی مغرب کو بے بہا نقصان پہنچا سکتے ہیں اور مجاہدین عالمی ایجنڈے اور طویل المیعاد تزویراتی مقاصد کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔

ہمیں مغرب کی پہلے سے ہی اپنے وجود کو برقرار رکھنے کی کشمکش میں مبتلا اقتصادیات کو، انتہائی احتیاط سے وقت اور نشانے کے تعیّن کے ساتھ سرمایہ دارانہ نظام (کیپیٹل ازم) کے علامتی مراکز پر حملوں کے ذریعے، مزید زوال سے دوچار کرنے کی جانب سوچنا چاہیے جو صارف کے اعتمار کو دوبارہ شدید ٹھیس پہنچائے اور خرچ (صَرف) کرنے کے رجحان کو کچل ڈالے۔ ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ مغربی عوام کے ذرائع نقل وحمل کے نظاموں پر بظاہر ناکام حملے تک بڑے شہروں کو کس طرح اپاہج کر سکتے ہیں، دشمن کو اربوں کا نقصان پہنچا سکتے ہیں اور اس کی کارپوریشنز کو دیوالیہ تک کر سکتے ہیں۔ ہمیں اپنے ڈرپوک دشمن کے لڑنے کے ارادے کو مضمحل اور اچھی طرح کمزور کر دینا چاہیے' جس کے لیے حکومت، صنعت اور میڈیا میں موجود اُن معروف صلیبیوں اور صہیونیوں کو قتل اور گرفتار کرنا چاہیئے جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں صرف اپنی منافع بخش جنگوں کی پیروی میں دلچسپی رکھتے ہیں، وہ بھی جب تک دوسرے لوگ ان (جنگوں) کی گولیوں کی بوچھاڑ کی سمت میں کھڑے ہوں اور یہ لوگ خود وہاں نہ ہوں۔ ہمیں ایسے اہداف کو بھی ڈھونڈھنا چاہیئے جو مغرب کی گراوٹ، خباثت، بداخلاقی، اور الحاد کا نمونہ پیش کرنے والے ہوں آخرکار، ہمیں اپنے قانون سے مبرا دشمنوں کو اس بات کی اجازت نہیں دینی کہ وہ اپنے شرانگیز، ایذا پسند اور سفاک جرائم کے ذریعے ہمیں اتنا مشتعل کر سکے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع کردہ حدود سے تجاوز کر جائیں یا ایسا کچھ بھی کر جائیں جو جہاد کے تصور اور مجاہدین کی ساکھ پر کسی قسم کے منفی اثرات مرتب کر دے۔

ہمیں یہ ہر وقت ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ دشمن ہمارے لیے قطعاً قابلِ تقلید نمونہ نہیں ہیں، ہمارے لیے مثالی کردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے صحابہ اور نیک سیرت اور خوفِ خدا رکھنے والے مجاہدین ہیں۔ ہمیں یہ ہر وقت ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ ہم اور ہمارے اصولِ جنگ صہیونیوں اور صلیبیوں سے مختلف ہیں جن کے ساتھ ہم حالتِ جنگ میں ہیں۔ ہم بدمعاش اچکے نہیں ہیں، ہم منافق نہیں ہیں، ہم وحشی درندے نہیں ہیں، ہم ابناء الوقت اور مطلب پرست نہیں ہیں۔ ہم آزادی اور تہذیب وتمدن کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم وہ بزدل نہیں ہیں جو بغیر پائلٹ جہازوں کی آڑ میں جنگیں لڑیں۔ بالفاظِ دیگر، جو کچھ ہمارے دشمن ہیں، ہم وہ نہیں ہیں، اور جو کچھ ہم ہیں، وہ ہمارے دشمن نہیں ہیں۔ ہم جرات، غیرت، شائستگی، مدارات اور اخلاقی اقدار کے حامل لوگ ہیں جو دنیا کے ارفع ترین مقصد کی خاطر بےغرضی سے اپنے آپ کو قربان کر دیتے ہیں، اور اسی لیے ہر مسلمان اور ہر مجاہد کو چاہیے کہ اس شاہراہ پر گامزن رہے اور اخلاق کی اعلیٰ اقدار کی حفاظت کرتا رہے جس کے لیے ہم ایک طویل عرصے سے لڑ رہے ہیں اور جس کا حصول ایک محنت طلب مشکل امر ہے۔

عزیز برادرانِ اسلام! امریکہ اور اس کے 25 نیٹو(NATO) حلیفوں کے افغانستان میں مزید 37,000 قابض فوجی دستوں کی تعیناتی، اور امریکہ کے مسلح ڈرونز (بغیر پائلٹ جہاز) جو اَب اسلامی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میران شاہ سے مقدیشو تک مسلم آبادیوں کو ہراساں کر رہے ہیں، اور امریکی جنگی مجرم صدر اور اس کے جنوبی برطانوی پالتو کتے کی یمن پر تازہ جارحیت کی منصوبہ بندی، اور ریاست ہائے متحدہ (امریکہ) کے اِلّی نوئز (Illinois)، بگرام اور دیگر مقامات میں نئے یا نئے توسیع شدہ صرف مسلم ارتکاز کے کیمپوں میں ہمارے برادرانِ اسلام پر ظالمانہ برتاؤ کو مرکوز کرتے اقدامات...... ان تمام باتوں سے یہ امر بہت تیزی سے عیاں ہو رہا ہے کہ پہلے سے ہی گرم عالمی جنگ مزید گرم اور شدید ہونے جا رہی ہے۔

یہ ایک ایسی جنگ ہے جو نہ تو کسی عالمی سرحدوں کو جانتی ہے اور نہ ہی کسی ایک میدانِ جنگ تک محدود ہے، اور اسی وجہ سے میں صہیونی صلیبی اتحاد کے ممالک میں بالعموم اور امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل میں بالخصوص، رہنے والے ہر ایماندار اور بیدار مسلمان کو دعوتِ عمل کے لیے پکار رہا ہوں کہ وہ دشمنانِ اسلام کی جارحیت کا ردعمل دینے اور اسے پسپا کرنے کے لیے اپنے واجب الادا کردار کی ادائیگی کی تیاری کرے۔ یہ جہاد اور شہادت کے عظیم اجر پانے کا زندگی میں ایک بار آنے والا سنہری موقع ہے جس کے لیے ہم منتظر ہیں، پس اپنی تیز دھار تلوار کو بے نیام کرو اور فوراً آگے بڑھو تا کہ میر ایمل کانسی، محمد بویری، نضال ملک حسن، اور ان جیسے بے شمار اسلام کے دلیر جراتمندوں کی صف میں اپنا جائز مقام پالو: مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً [**الاحزاب23:33**] (''مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا انہیں سچّا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔'')

میرے مسلمان بھائیو! جہاد نہ تو کسی گروہِ واحد یا تنظیم یا فرد کی ذاتی جائیداد ہے اور نہ ہی اس کی مخصوص ذمہ داری، بلکہ یہ کرہ ارض پر بسنے والے ہر صحتمند مسلمان کی (اس وقت تک) انفرادی ذمہ داری ہے جب تک کہ آخری مسلمان قیدی بھی رہا نہ کرا لیا جائے اور اسلامی سرزمین کا آخری مقبوضہ قطعہ بھی آزاد نہ کرا لیا جائے اور جب تک کہ مسلمان 'دارالسلام' کے سائے تلے امن اور حفاظت سے نہ رہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلامی رہنمائی کے دائرے میں رہتے ہوئے دلیل سے سوچنے، جانچنے اور اختیار کرنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے...... یہ آپ کے لیے ہے...... آپ کے دلیر مجاہد بھائی نضال حسن کی طرح...... کہ آپ فیصلہ کریں کہ آپ نے یہ فریضہ کس طرح، کب اور کہاں ادا کرنا ہے۔ لیکن آپ جو بھی کریں، اسے انجام دینے کے لیے کل کا انتظار نہ کریں کہ جو کام آج ہو سکتا ہے اسے آج ہی نمٹا دیں، اور جو کام آپ خود کر سکتے ہیں اس کے کرنے کے لیے دوسروں کا انتظار نہ کریں: فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّهِ لاَ تُكَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَاللّهُ أَشَدُّ بَأْساً وَأَشَدُّ تَنكِيلاً [**النساء84:4**] ''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے رہیے، آپ کو صرف اپنی ذات کی نسبت حکم دیا جاتا ہے، ہاں ایمان والوں کو رغبت دلاتے رہیے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ تعالیٰ بہت قوت والا ہے اور سزا دینے میں بھی سخت ہے۔''

☆☆☆☆☆

انٹرویو: ابودجانہ الخراسانی شہیدؒ

خوست، افغانستان میں سی آئی اے کے مرکز پر فدائی حملہ کرنے والے عظیم مجاہد ڈاکٹر ابودجانہ خراسانیؒ (ہمام الخلیل) کا السحاب کو دیا گیا انٹرویو نذرِ قارئین ہے

السّحاب: بھائی ڈاکٹر ابودجانہ الخراسانی عنقریب ایک انتہائی حساس ہدف کے خلاف ایک بڑی کارروائی کرنے جا رہے ہیں، یہ لوگ افغانستان اور ملحقہ قبائلی علاقوں میں مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور مارنے کے لیے استعمال ہونے والے بغیر پائلٹ کے جہازوں کے ذمہ دار ہیں۔ ہم ڈاکٹر ابودجانہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں اپنا تعارف کرائیں اور اپنا جہادی پس منظر کا بیان کریں۔

ابودجانہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، اور ہمارے آقا محمد، سید المرسلین پر اور ان کے آل و اصحاب پر افضل و بہترین صلوۃ و سلام۔ امابعد:

آپ کا یہ بھائی فقیر بندہ ابودجانہ الخراسانی اردن سے ہے۔ میری عمر بتیس برس ہے اور میں اردن میں بحیثیت ڈاکٹر کام کرتا ہوں۔ میرے جہادی سفر کا آغاز عراق پر امریکی حملے کے بعد ہوا اور ہم نے بڑی کوششیں کیں کہ عراق میں ارضِ جہاد سے وابستہ ہو جائیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کچھ اور مقدر کر رکھا تھا۔ میں (انٹرنیٹ پر جہادی) فورمز پر ابودجانہ الخراسانی کے نام سے لکھا کرتا تھا، اور میں الحسبہ ویب سائٹ پر مالک الاشجعی کے نام سے بطور نگران فرائض بھی سرانجام دیتا تھا، اللہ سے دعا ہے کہ یہ (ویب سائٹ) دوبارہ بحال ہو جائے۔ میں ارضِ جہاد کی جانب 2009ء کے تیسرے ماہ (مارچ) میں روانہ ہوا۔

السّحاب: آپ اپنے اردن سے ارضِ جہاد تک کی ہجرت اور اس ہجرت کے پس پردہ کارفرما محرکات کا ایک مختصر کی روداد بیان کریں۔

ابودجانہ: جب میں نے غزّہ کے واقعات دیکھے...... اور یہ واقعات حد درجہ المناک تھے...... اور میں وہ منظر نہیں بھلا سکتا جو میں نے الجزیرہ چینل پر دیکھا، جس میں صہیونیوں کی بیٹیاں غزّہ کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ جب اس پر ایف 16 لڑاکا طیاروں کی بمباری جاری تھی، اور وہ دوربینوں سے مسلمانوں کے قتل عام کے مناظر ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ دلچسپ مناظر کوئی فلمی تماشا دیکھ رہی ہوں۔ تب میں نے ایک مضمون لکھا، جو میرا آخری مضمون تھا، 'میرے الفاظ کب میرا خون نوش کریں گے؟' (متی تشرب کلماتی من دمائی؟)۔ اور الحمدللہ میری نقل مکانی کی سوچ تقویت پکڑتی گئی، پھر اللہ کی رحمت سے میں نے ایک خواب دیکھا کہ شیخ ابومصعب الزرقاویؒ میرے گھر میں ہیں، میں نے انہیں پوچھا: 'کیا آپ وفات نہیں پا چکے؟' وہ کہنے لگے 'میں قتل کر دیا گیا، لیکن میں جیسے کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو میں زندہ ہوں۔' اور ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند روشن تھا، اور وہ ایسے مشغول تھے جیسے کسی کارروائی کی تیاری کر رہے ہوں، میں نے چاہا کہ انہیں کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دوں، اور انہیں اپنی گاڑی پر باہر لے جاؤں اور میں نے یہ بھی خواہش کی ہم دونوں اکٹھے بمباری میں شہید ہو جائیں۔ سبحان اللہ، کہ (خواب میں) محفوظ مقام (دراصل) شہادت فی سبیل اللہ تھا۔ اس کے بعد میں نے ایک بھائی سے درخواست کی کہ جس کسی کے پاس خوابوں کی تعبیر کا علم ہو اس سے اِس کی تعبیر معلوم کرے، ان میں سے بعض نے مجھ سے کہا: تم اللہ کی راہ میں نکلو گے...... جبکہ کچھ اوروں نے کہا: سیکورٹی ادارے تمہارے گھر میں داخل ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا خواب اب سچ ہو گیا ہے، اور اس کی تفسیر اللہ کی راہ میں نکلنا ہی ہے، اور پھر سیکورٹی ادارے میرے گھر میں داخل ہوں گے، جس کا انجام کار ایک استشہادی کارروائی ہوگی جو ابومصعب الزرقاویؒ کے قتل اور وزیرستان میں ہمارے بہت سے بھائیوں کے جاسوس طیاروں کے ذریعے کیے جانے والے قتل کا انتقام ہو گی۔ ان شاءاللہ اب مجھے میرے خواب کی تعبیر مل گئی۔

السّحاب: ہم آپ سے اردن سے ارض جہاد تک ہجرت کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں!

ابودجانہ: اردنی سیکورٹی کے اہل کار رات 11:30 بجے میرے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، میری اہلیہ انتہائی خوفزدہ میرے پاس آئی اور مجھے کہنے لگی کہ باہر پولیس آئی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ حراست کا وقت آن پہنچا ہے۔ وہ گھر کے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے میرا کمپیوٹر قبضہ میں لے لیا، میرے گھر کی تلاشی لی اور مجھے گرفتار کر لیا اور حراست نامے پر 'ممنوعہ مواد کی ملکیت' لکھا گیا تھا، جو کہ ایک جھوٹ ہے۔ یہ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں، اور کسی مسلمان کو گرفتار کرنے کے لیے کوئی بھی تہمت لگا دیتے ہیں۔ وہ مجھے گرفتار کرنے کے بعد وادی السیر میں خفیہ ادارے کے دفتر لے گئے۔ اللہ کی قسم مجھے صرف اس بات کی فکر تھی کہ میں انٹرنیٹ کے ذریعے بھائیوں سے رابطے میں تھا اور مجھے خوف تھا کہ مسلمان بھائی...... میرے محبوب مجاہدین...... کہیں میرے ذریعے سے نہ پکڑے جائیں، میں اس پریشانی سے دوچار تھا لیکن الحمدللہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ اللہ نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا، ان کے لیے عین ممکن تھا کہ وہ جہادی کاوشوں کے متعلّق بہت ہی اہم معلومات تک رسائی حاصل کر لیتے۔ گرفتار ہونے کے بعد، دورانِ تفتیش، دوسری رات کو میں نے بیٹھ کر اللہ سے دعا کی، حقیقت یہی ہے کہ دنیا کی کوئی بشری قوت بندے کو اس کے رب سے رابطہ کرنے سے نہیں روک سکتی، میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے نجات دلا دے اور مجاہدین کو میری وجہ سے کسی بھی ممکنہ خطرے سے محفوظ رکھے اور میں کسی بھی مسلمان کے لیے ضرر رسانی کا سبب نہ بنوں...... یارب! تیری قسم ہے کہ میں اس قید میں مر جانا پسند کروں گا بجائے اس کے کہ میں کسی مسلمان کے لیے ضرر رسانی کا سبب بنوں۔ الحمدللہ انٹیلی جنس افسر، جس کا نام ابوزید (علی بن زید) تھا اور جو ابوفیصل کے ساتھ دہشت گردی کے سدباب کے شعبے میں کام کرتا تھا۔ اللہ نے اپنے فضل سے اس کی

عقل پر پردے ڈال دیے اور اس نے مجھے خفیہ ادارے کے لیے مجاہدینِ وزیرستان و افغانستان کی جاسوسی کا کام کرنے کی پیشکش کی۔انہوں نے مجھے پیشکش کی کہ میں مسلمانوں کی جاسوسی کرنے کے لیے وزیرستان اور افغانستان جاؤں۔لیکن جو سب سے عجیب بات جس کا مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ یہ تھی کہ میں کب سے اللہ کی راہ میں نکلنے کی کوشش کر رہا تھا مگر نا کام تھا، اور یہ احمق آدمی آتا ہے اور مجھے جہاد کے میدانوں میں جانے کی پیشکش کر ڈالتا ہے۔الحمدللہ میرا دیرینہ خواب اس طرح پورا ہو گیا۔

السّحاب: کیا آپ کے لیے ممکن ہے کہ ہمیں ان طریقوں کے بارے میں بتائیں جو انٹیلی جنس افسران نے آپ کو بھرتی کرنے کے لیے استعمال کیے؟

ابودجانہ: جب وہ کسی بھائی کو گرفتار کرتے ہیں اور اسے اپنے ساتھ کام کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اسے دنیا کی ہر چیز کی پیشکش کر دیتے ہیں، اکثر وہ بودی دلیلیں پیش کرتے ہیں، بودی حجتیں، جیسے مجھے کہا کہ: شاہ عبداللہ اہلِ بیت میں سے ہے۔ یہاں اہلِ بیت کا کیا تعلّق ہے؟ (اور پھر) ابولہب (بھی تو) اہلِ بیت میں سے تھا! قطعاً بے معنی باتیں! یہ مجرم میرے خیالات تبدیل کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اور درحقیقت......الحمدللہ رب العالمین......وہ الٹا اپنی ہی موت کا سامان آپ کر رہا تھا۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اردنی خفیہ ادارے اپنے بظاہر خوشنما مگر درحقیقت اپاہج خدا امریکہ پر اور اس پیسے پر ایمان رکھتے ہیں جو ان کو ملتا ہے اور سبحان اللہ، جب کسی کا اپنا اعتقاد دنیا کی لالچ ہوتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ دوسرے سب بھی ایسے ہی فاسد عقیدے کے ساتھ چلتے ہیں۔انہوں نے مجھے مال سے ورغلانے کی کوشش کی اور ایسی رقوم کی پیشکشیں کیں جو ہدف کے مطابق کئی ملین ڈالروں کے برابر ہوتیں، بالخصوص خراسان میں القاعدہ کی جہادی قیادت کے لیے، (ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے) یہ محض زبانی پیشکشیں نہ تھیں۔ بلکہ یہ سب شاہ عبداللہ دوم کی موافقت کے ساتھ کیا جا رہا تھا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو دولت کی پیشکش کی جائے تو وہ اپنے عقیدے سے پھر سکتا ہے، وہ ہمارے بارے میں بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دولت اور شہوات کی اس طرح پرستش کرتے ہیں جس طرح وہ خود کرتے ہیں۔ پس یہ عجیب، انتہائی عجیب بات ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو جس کا تھوڑے ہی عرصے قبل آخری مضمون 'میرے الفاظ کب میرا خون نوش کریں گے؟' (متى تشرب كلماتي من دمائي؟) ہو کو ایسی پیشکش کریں؟ وہ شخص جو شہادت کی آتشِ شوق میں جل رہا ہو اور جو امّت کو اس پر آمادہ کر رہا ہو، تو وہ کس طرح بھرپور ڈھٹائی کے ساتھ اسے آ کر کہتے ہیں کہ جاؤ اور مجاہدین کی جاسوسی کرو؟! آپ کو ایسی حماقت اردنی انٹیلی جنس کے سوا کہیں نظر نہیں آئے گی۔ابوزید مجھے عمان میں سیف وے، کارفور وغیرہ لے کر جاتا اور دو سو اور تین سو دینار کی اشیا خرید کر دلا دیتا۔ پھر یہ فسادی شخص رسیدیں اپنے افسروں کو بھیج دیتا، اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ اپنے کتے کا کھانا خریدتا اور اس کی رسید بھی کھاتے میں ڈال دیتا، یعنی وہ میرے سامنے اپنے افسر اور ادارے کو لوٹ رہا تھا، وہ سمجھتا تھا کہ اس کا دین ہی سچّا ہے۔شہوت اس کا دین ہے، مال اس کا دین ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو انسان بھی اللہ اور جنت وجہنّم پر ایمان رکھتا ہو، ابدی زندگی پر یقین رکھتا ہو، اور اس بات پر کہ 'جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے' [المطففین 6:83]؛ تو اسے ایک مٹھی بھر ڈالر کس طرح اپنے دین کو بیچنے اور اپنے بھائیوں کو بیچنے پر آمادہ کر سکتے ہیں؟ آپ کو کبھی کوئی ایسا مسلمان نہیں ملے گا جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی 'لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' ہو اور وہ اپنا دین بیچنے پر تیار ہو جائے چاہے اس کے عوض اسے پوری دنیا کا مال ہی کیوں نہ دے دیا جائے۔

السّحاب: جس دوران ابوزید آپ سے بات چیت کر رہا تھا اور آپ کو بھرتی کرنے کی کوشش کر رہا تھا، کیا اس دوران آپ کو ایسے کچھ جرائم کے متعلّق آگاہی ہو سکی جس میں مرتد اردنی انٹیلی جنس کے لوگ ملوث ہوں؟

ابودجانہ: یہ شخص بڑے کھلم کھلا طور پر مجھے اپنے ساتھ کام کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔اللہ کے فضل سے شروع سے آخر تک میں اس کی نفسیاتی حالت کا تجزیہ کرتا رہا۔اس تجزیے کی بنیاد پر اسے بالواسطہ اشارتاً یہ تاثر دے رہا تھا کہ میں موت کے خوف کی وجہ سے وہاں جانے سے گریزاں ہوں تا کہ وہ یہ سمجھے کہ میں اس کے دین کا معتقد ہوں، جو کہ پیسہ ہے، میں اچانک پیسے مانگ لیتا اور اس سے ان انعامات اور تحائف کی بابت دریافت کر لیتا جن کا وہ مجھے وعدہ کرتے تا کہ وہ یہ خیال کرے کہ میں واقعتاً بِک چکا ہوں۔میں نے بہت زیادہ وقت اُس کے ساتھ گزارا اور ایک وقت کا کھانا 50 اردنی دینار؛ بمطابق تقریباً 70 امریکی ڈالر قیمت کا تناول کرتے۔ یہ شخص وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھے بتانے لگا کہ اردنی انٹیلی جنس میں کیا ہوتا ہے۔ابوزید نے مجھے بتایا کہ وہ کس طرح عراقی لہجے میں بولنے والے اردنی انٹیلی جنس افسر کو روانہ کرتا ہے اور اسے مسلمانوں کے علاقوں بھیس بدل کر بھیجتا ہے تا کہ وہ خود کو مجاہد ظاہر کرے اور لوگوں کو عراق جانے پر آمادہ کرے؛ اور پھر جس شب انہوں نے اللہ کی راہ میں نکلنا ہوتا تو وہ لوگ آ کر ان سب کو گرفتار کر لیتے۔اس احمق نے میرے سامنے اعتراف کیا اور مجھ سے کہا: 'اگر تم گئے اور مجاہدین کے کسی قائد کو قتل کر لیا تو تم اردن میں اعلیٰ ترین افسر بن جاؤ گے، میرے افسر علی بورجاق کی طرح۔ چونکہ ابو زید کے کہنے کے مطابق، علی بورجاق، دہشت گردی کے سدباب کے اردنی محکمے کا ڈائریکٹر، ہی وہ شخص ہے جو عبداللہ عزامؒ کے تقریباً بیس برس قبل پشاور میں قتل کا ذمہ دار ہے۔اس کے نتیجے میں اسے ترقیاں ملتی رہیں یہاں تک کہ وہ دہشت گردی کے سدباب کے اردنی محکمے کے ڈائریکٹر کے منصب تک پہنچ گیا۔ یہ ہیں وہ کام جو اردنی انٹیلی جنس کرتی ہے۔

چنانچہ اردنی انٹیلی جنس شیخ عبداللہ عزامؒ کے قتل کی ذمہ دار ہے۔یہی ہیں وہ جو ان کے لیے مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہیں، اور یہی ہیں جنہوں نے ان کے اردگرد جاسوس متعین کیے، جیسا کہ ہمیں اس انٹیلی جنس افسر سے معلومات حاصل ہوئیں۔ہمیں کچھ اور معلومات بھی حاصل ہوئیں کہ عماد مغنیہ، (حزب اللہ کے عسکری مسئول) کو اردنی انٹیلی جنس نے ہی جاسوس کے ذریعے سے قتل کیا تھا، اور اسی چیز نے دراصل انہیں اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ مجھے وزیرستان اور افغانستان روانہ کریں۔ ان کے پاس کامیابیوں کا ایک سلسلہ موجود ہے، اس مجرم نے میرے سامنے یہ بھی اعتراف کیا اردنی انٹیلی جنس کے کل پرزوں نے ہی امریکہ کو ابومصعب الزرقاویؒ کے جائے وقوع کے متعلّق حساس معلومات فراہم کیں۔اردنی انٹیلی جنس کے پاس (ایسے تجربات کا) ایک سلسلہ ہے جو اسے اس رویے پر مزید اکساتا ہے، لیکن باذن اللہ، اس

کارروائی کے بعد یہ کبھی اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے، اور ایسا جواب ملے گا جو یہ کبھی بھی بھلا نہیں سکیں گے۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ ہمارے تیروں کو نشانے پر بٹھائے۔

السّحاب: آپ نے اردن سے پاکستان تک کا سفر کیسے کیا اور اس سفر کے اخراجات کس نے برداشت کیے؟

ابو دجانہ: اردنی انٹیلی جنس......ان پر اللہ کی متواتر لعنت ہو......ہی نے مجھے خطیر رقوم فراہم کیں، انہوں نے ہی میرے ٹکٹ کی قیمت ادا کی، اور انہوں نے ہی پاکستان کے ویزے کے حصول کے لیے کچھ ضروری اوراق میں جعلسازی کرنے میں میری مدد کی، چنانچہ میں پشاور ایئر پورٹ کے ذریعے وزیرستان آیا، اور اس کے بعد اردنی انٹیلی جنس نے مجھے ہزاروں ڈالر ارسال کیے جو اَب مجاہدین کی خدمت اور ان اشیاء کی خریداری میں استعمال ہو رہے ہیں اور یہ ڈالرز انہیں واپس تباہی و بربادی کی صورت میں وصول ہوں گے۔

السّحاب: اب جبکہ آپ مجاہدین تک محفوظ اور وسائل سے لیس حالت میں پہنچ چکے، کیا اس کے بعد کبھی بھی آپ نے اردنی انٹیلی جنس سے تعلّق منقطع کرنے کے متعلّق سوچا؟

ابو دجانہ: میرے لیے اس تعلّق کو توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، کیونکہ یہ تعلّق از خود اردنی انٹیلی جنس کو ڈالا جانے والا ایک چارہ بن گیا تھا جس کے ذریعے وہ خود ایک قیمتی شکار بن گئی، اور یہی سرزمین خراسان کے مجاہدین کا بھی احساس ہے، اور اسی لیے ان کا پہلا قدم اس مقصد کے لیے ایک مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں لانا تھا کہ اردنی انٹیلی جنس کو اس سرزمین کی جانب آنے پر راغب کیا جائے تاکہ انہیں قید یا قتل کیا جا سکے، اور انہیں یہ خونیں پیغام دیا جا سکے کہ مجاہدین بھی کسی طرح وہ حربے استعمال کرنے میں پیچھے نہیں جو یہ انٹیلی جنس ادارے استعمال میں لاتے ہیں۔ اس تعلّق کی وجہ سے ایک قیمتی شکار دسترس میں متوقع تھا، مال کے علاوہ ازیں، مال جو ہمیں ان غافلوں (بُدھوؤں) سے بلا کاوش مفت میں غنیمت کے طور پر مل رہا تھا، اور یہی وہ مال تھا جو جزیرہ نما عرب کے بھائیوں کو حاصل ہوا جب انہوں نے طاغوت محمد بن نایف کا قتل کرنے کی کوشش کی۔ سو ان شاء اللہ یہ مجاہدین کے لیے ایک نیا دور ہے، مجاہدین بھی اللہ کے فضل سے انٹیلی جنس کے وہ حربے استعمال کریں گے جو امریکہ اور اردن جیسی طاقتور ترین ریاستوں کے حربوں کے نہ صرف ہم پلہ بلکہ ان سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہوں گے۔

السّحاب: اس فیصلے کے بعد کہ یہ تعلّق قائم رکھنا ہے اور اسے ان کے خلاف ہی استعمال کرنے کی کوشش کرنی ہے، آپ نے ان پر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ آپ واقعی مجاہدین کی جاسوسی کر رہے ہیں کیا حربے استعمال کیے، اور آپ نے ان سے یہ کیسے چھپائے رکھا کہ آپ کا اصل ہدف انہی کو تباہ کرنا ہے؟

ابو دجانہ: کسی بھی سے زیادہ، اللہ کا ساتھ اور اس کی حفاظت ہے، اللہ کا ساتھ اور اس کی حفاظت انسان کو محفوظ رکھتی ہے، اور الحمدللہ، ہم ان کے خلاف وہ چالیں چلتے ہیں جو اللہ نے ہمیں سجھائی ہیں، اللہ فرماتے ہیں: ’ویمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین‘ ((ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) اللہ چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔) [الانفال 30:8] پس ان کفار کی چالوں کے مقابلے میں ہمیں اللہ کافی تھا: اللہ ہمیں کفار کی چالوں سے بچاتا ہے۔ میں نے چار ماہ تک قطع تعلّق کر لیا اور پھر دوبارہ ان کی جانب مجاہدین کے بعض قائدین کے ساتھ بنائی گئی ویڈیوز کے ساتھ رجوع کیا، تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ میں مجاہدین کی ویڈیوز فاش کر رہا ہوں اور ان سے غداری کا مرتکب ہوں، اور الحمدللہ کہ چارہ ٹھیک جگہ کام کر گیا اور وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے، اور جو ویڈیوز میں نے انہیں ارسال کیں وہ مجاہدین ہی کے اپنے کیمروں سے اسی مقصد کے لیے بنائی گئی تھیں۔ پھر اس کے بعد میں نے انہیں کچھ غلط اور من گھڑت اہداف کی اطلاعات فراہم کیں تاکہ ان کی اور رالیں ٹپکتی رہیں۔ ایسی معلومات جن کا یا تو سرے سے کوئی فائدہ ہی نہ ہو یا پھر وہ غلط ہوں۔ مثلاً، اگر مجاہدین کا کہیں کسی کام کا کوئی منصوبہ ہوتا تو میں انہیں کوئی اور جگہ بتاتا، تاکہ مجاہدین کی رازداری قائم رہے۔ اور تھوڑی بہت درست معلومات بھی فراہم کر دیتا جس کا ہمارے خیال میں دشمن کے پاس واقعی پہلے سے علم ہوتا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے بعد اردنی انٹیلی جنس کے لوگ اور وہ احمق ابو زید، جسے اللہ نے اس کام میں میری خدمت کے لیے مأمور و مسخر کیا تھا، اس بات پر قائل ہو گئے کہ ابو دجانہ الخراسانی ان کے لیے کام کر رہا ہے۔ جبکہ میں اللہ کی مدد سے انہیں تباہ کرنے کے لیے کام کر رہا تھا۔

السّحاب: کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ یہ کارروائی کس طرح تشکیل دی گئی، اس کا ہدف کون تھا، اور اس عظیم کارنامے کی تیاری میں آپ نے کیا سبق اخذ کیے؟

ابو دجانہ: ہدف ابو زید کو پشاور میں قید یا قتل کرنا ہے، اس کے لیے وقت طے ہے، اور اس شخص کو قید کرنے، اور اگر وہ کسی قسم کی مزاحمت کرتا تو اس صورت میں قتل کرنے کے لیے کارروائی تجویز کر لی گئی ہے، تاہم سیکورٹی کے حالات کی وجہ سے ہم نے فیصلہ کیا کہ اس وقت یہ کارروائی غالباً بہت خطرناک ہو گی۔ اردنی انٹیلی جنس یہ سمجھ رہی ہے کہ ان کے پاس ایک ایسا بندہ ہے جو انہیں جہادی قیادت کی معلومات فراہم کر رہا ہے۔ اللہ نے مقدر کیا کہ وہ افغانستان کی سرحد کی جانب سے آئیں اور غلام خان کے علاقے میں ملاقات مقرر کریں، اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ابو زید نے سی آئی اے کی (ڈرون طیاروں کے ذریعے) جاسوسی کی ذمہ دار ایک پوری ٹیم کو غلام خان آنے پر قائل کر لیا! ہم نے ایک منصوبہ تشکیل دیا، لیکن ہمیں (اس کے بجائے) اس سے بہت زیادہ بڑا تحفہ ملا، اللہ کی جانب سے تحفہ، جس نے اپنی نصرت سے ہمیں ایک قیمتی شکار عطا فرمایا، امریکیوں کی شکل میں، سی آئی اے میں سے! یہ وہ وقت ہے کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اردنی انٹیلی جنس اور سی آئی اے کو سبق سکھانے کا سب سے بہترین طریقہ شہادت بیلٹ کے ذریعے ہے؛ اور وہ بھی اس مواد سے جو ہم نے ان کی رقم سے خریدا ہے......اصلی C4 (سی فور دھماکہ خیز مواد)...... اصل ہدف ابو زید ہے، لیکن اردنی انٹیلی جنس کی حماقت اور امریکی انٹیلی جنس کی حماقت نے اس سب کو ایک قیمتی شکار بنا دیا۔ یہ اللہ کی جانب سے ایک نعمت ہے، اور یہ اللہ کی چال ہے: ’انہم یکیدون کیدا و اکید کیدا‘ (یہ لوگ تو اپنی تدبیروں میں لگے ہوئے ہیں اور ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔) [الطارق: 16-15] اور یہ اللہ کی تدبیر ہے۔ اللہ کی قسم جس نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند کیا: ہماری مسرت، ناقابلِ بیان ہے۔ ہم ان سیکڑوں مسلمانوں کا انتقام لیں گے جو ان علاقوں میں اس چھوٹے سے طاغوتی گروہ کے ہاتھوں قتل کیے گئے جو مجھے ملنے آ رہا ہے۔ انہیں اس بات کا وہم و گمان بھی نہیں ہوگا کہ میں انہیں استشہادی کے طور پر ملنے جا رہا ہوں۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ مجھے علیین (جنت) میں قبول فرمائے (آمین)۔

السّحاب: ہم ایک مرتبہ پھر مرتد اردنی انٹیلی جنس کی جانب آتے ہیں، ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ ہمیں بتائیں کہ ان کے کام کا طریقہ کار کیا ہے اور ان کے مرکزی کردار کون ہیں؟

ابودجانہ: جس یونٹ میں ابوزید، ابوفیصل، ابوھیثم اور علی بورجاق کام کرتے ہیں اس کا نام 'فرسان الحق' (حق کے شہسوار) یونٹ ہے......اگرچہ کہ وہ 'فرسان الباطل' (باطل کے شہسوار) ہیں......اور یہ یونٹ اردنی انٹیلی جنس کے لیے بیرونِ ملک کارروائیاں کرتا ہے، اور ان کے دفاتر اردنی انٹیلی جنس افسروں کی عمارت کی چوتھی منزل پر ساتھ ساتھ ہیں۔ چوتھی منزل پر دائیں جانب علی بورجاق کا دفتر ہے، جہاں پر میری اس سے ملاقات ہوئی، اور بائیں جانب کونے میں، ابوزید کا دفتر ہے اور اس سے تھوڑا سا آگے آپ کو ابوھیثم کا دفتر ہے۔ یہ لوگ جہاد کے سدباب کے پروجیکٹ کو چلانے کے ذمہ دار ہیں۔

مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شاہ عبداللہ دوم کو اس ملاقات کی مکمل خبر ہے۔ بلکہ اب اگر اس نے یہ فلم (ویڈیو) دیکھی تو وہ اپنے جی میں سوچے گا: 'ابودجانہ نے سچ کہا' شاہ عبداللہ دوم کو معلومات فی الفور پہنچا دی جاتی ہیں، اور مجھے اس کی طرف سے ضمانتیں موصول ہوتی ہیں، اس زندیق کی طرف سے، کہ وہ مجھے خوب ترقی دے گا اور مجھ پر دولت کی بوچھاڑ کردے گا، عبداللہ دوم اس کام کا ذمہ دار ہے، یا کم از کم اس سے براہ راست منسلک ہے، کیونکہ علی بورجاق ہمیشہ محمد الرقاد، اردنی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر، کو ساری رپورٹ دیتا ہے، اور محمد الرقاد، اردن کا دوسرے نمبر پر حکومتی عہدے دار ہے جسے ٹیلی فون پر شاہ سے براہِ راست رابطہ کی سہولت میسر ہے، اور وہ شاہ عبداللہ دوم کو ساری معلومات فراہم کردیتا ہے۔ لہٰذا یہ ضرب، صرف اردنی انٹیلی جنس کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ یہ چھوٹے عبداللہ، حقیر عبداللہ، اردن کے طاغوت (اس پر اللہ کی لعنت ہو) کے لیے بھی ہوگی اور یہ شخص امریکہ کے سامنے ذلیل وحقیر ہوگا، یہ لوگ خود مجھے خطوط بھیجتے (جن میں کہتے): 'ہمیں تم پر فخر ہے، ہمیں تم پر فخر ہے!' تم کس بات پر فخر کررہے ہو؟ تم توقع کررہے ہو کہ میں مجاہدین کی جاسوسی کروں گا؟! ان شاء اللہ تم یومِ قیامت اللہ کے روبرو کھڑے ہونے سے پہلے دنیا میں ذلت اور عار کا مزہ چکھو گے، 'یوم تبلی السرائر' (جس دن دلوں کے بھید جانچے جائیں گے۔) [الطارق 9:86]

السّحاب: ہم اس بات کو تو سمجھ سکتے ہیں کہ امریکی اور اسی طرح پاکستانی انٹیلی جنس کے کافروں کو افغانستان میں مجاہدین کو ہدف بنانے میں کس وجہ سے دلچسپی ہے، لیکن اردنی حکومت میں ایجنٹوں کو کیا چیز اس امر پر فعال کررہی ہے کہ وہ اپنے ملک سے اس قدر دور مجاہدین کو نشانہ بنائیں؟

ابودجانہ: جب ایک کتا خریدا جاتا ہے تو اس کا مالک اسے جہاں چاہے استعمال کرتا ہے، اردنی انٹیلی جنس سی آئی اے اور امریکہ کی خارجہ سیاست کے کتے سے بڑھ کر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ مجرم علی بورجاق کو، جبکہ وہ ایک ادنی درجے کا افسر تھا، ایسی کیا دلچسپی تھی کہ وہ عبداللہ عزام کے قتل کی کارروائی کی نگرانی کرتا؟ اور اردنی انٹیلی جنس کو عماد مغنیہ، رافضی حزب اللہ کے عسکری مسئول، کے قتل سے کیا دلچسپی تھی؟ اس میں اور اُس میں آپس میں کیا تعلّق ہے؟ بس یہ صرف امریکی مفاد اور دلچسپی ہے۔ وہ امریکہ کے کتے ہیں، اور میں جب بھی انہیں کوئی من گھڑت معلومات فراہم کرتا وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے اور بھاگے بھاگے امریکیوں کو بتانے پہنچ جاتے۔ ابوزید اپنے خطوط میں مجھے کہتا، وہ خطوط میرے پاس موجود ہیں، 'تم نے ہمارا سرفخر سے بلند کردیا! تم نے امریکیوں کے سامنے ہمارا سرفخر سے بلند کردیا'۔ ہر وہ شخص جو اردنی انٹیلی جنس میں کام کرتا ہے، حتیٰ کہ ان کے باورچی اور ڈرائیور بھی...... چاہے وہ باغ کی رکھوالی یا گاڑیوں کی صفائی کا کام ہی کیوں نہ کرتا ہو، اللہ کے دین سے مرتد ہے، اور اس کا قتل خود کسی امریکی کے قتل کی طرح سے جائز ہے۔ یہ کرائے کے کتے ہیں۔

السّحاب: کیا پاکستانی انٹیلی جنس نے مجاہدین کے خلاف کوئی کردار ادا کیا جو اس کے جوار قبائل اور افغانستان میں ہورہا ہے؟

ابودجانہ: اردنی انٹیلی جنس امریکیوں کے لیے قابلِ اعتبار ہے جبکہ پاکستانی انٹیلی جنس قابلِ اعتبار نہیں، جب پاکستانی سرزمین پر کوئی کارروائی کرنی ہو تو امریکیوں کی نظر میں پاکستانی انٹیلی جنس بہت حقیر اور بے معنی ہوتی ہے کہ اسے ساتھ شامل کیا جائے، یہ امریکہ کا طریقہ ہے، یہ اپنے ایجنٹوں کی قدر نہیں کرتا۔ اسے کچھ خیال نہیں کہ پاکستانی انٹیلی جنس نے اس کے لیے کس قدر خیانت اور دغابازی کی۔ امریکیوں کی نظر میں اردنی انٹیلی جنس موساد تک سے بھی زیادہ قابلِ اعتبار ہے۔ اردنی انٹیلی جنس سی آئی اے کی نظر میں معتبر ترین ہے، اور یہی اردنی انٹیلی جنس اس دھماکہ خیز مواد' جو میں ان پر استعمال کرنے والا ہوں' کو اس کے ہدف تک پہنچائے گی۔ یہ اردنی انٹیلی جنس ہی کے ذریعے اللہ نے اس راہ میں نکلنے کا راستہ آسان بنایا تھا، پھر اس نے مجھے پیسے بھیجے، اور اب ان کے کرنے کا بس ایک آخری مرحلہ باقی رہ گیا ہے: آج سے کچھ روز بعد میں غلام خان میں ان سے ملاقات کے لیے جاؤں گا تاکہ وہ مجھے ہیلی کاپٹر پر لے جائیں۔ وہی ٹیم میرا انتظار کررہی ہوگی اور ان شاء اللہ میں ان کو تہ وبالا کردوں گا، یہ وہ ملاقات ہوگی جس کا بنیادی مقصد ان کو مجھے کچھ جاسوسی آلات کی فراہمی ہے تاکہ ان کو باضابطہ اطلاعات فراہم کرسکوں، باِذن اللہ امریکی اور اردنی انٹیلی جنس کے لیے یہ ملاقات تباہی لے کر آئے گی۔

السّحاب: اس کارروائی کے لیے استشہادی اقدام کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ کسی اور قتالی تکنیک کو کیوں نہ اختیار کیا گیا؟

ابودجانہ: جب ہم مجلس شوری میں بیٹھے تو ہم نے اس بات کا جائزہ لیا کون سا ایسا کام ہوسکتا ہے جس میں (ان کی) بہت زیادہ ہلاکتیں ہوں اور ہمارا قلیل ترین نقصان ہو، اور استشہادی کارروائی کے علاوہ کسی اور طریقے سے ہم یہ مقصد حاصل کرہی نہیں سکتے۔ پس یہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے جو اس نے میرے لیے بھیجی، سات آسمانوں کے اوپر سے آنے والی نعمت کہ مجھے یہ موقع میسر آسکا کہ میرے اعضاء ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جائیں، میری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جائیں، میرے دانت ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جائیں تاکہ ان امریکی اور اردنی انٹیلی جنس کے مجرموں کو قتل کردیں۔ اور یہ ایک تحفہ ہے، اللہ کی طرف سے تحفہ، تو میں اسے کیسے گنوادوں؟ پہلی بات یہ کہ بنیادی طور پر میرے علاوہ کوئی اور یہ کام کرہی نہیں سکتا، اس حوالے سے کہ ان کے ساتھ میرا تعلّق قائم ہے، لیکن اگر ہم فرض کربھی لیں، تو پھر بھی میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ میں کسی اور شخص کو یہ کام کرنے دوں گا ہی نہیں جبکہ اللہ نے مجھے اس 'پکی پکائی' نعمت سے نوازا

ہے، کہ میں ان کا قتل کر ڈالوں۔ پھر اس میں ایک اور پیغام بھی ہے: ایک جاسوس، ایک بم میں، ایک میزائل میں اور دھماکہ خیز مواد میں تبدیل ہو جاتا ہے، تو پھر یہ چیز دشمن کے حوصلے پست کر دیتی ہے اور اسے سمجھ آ جاتی ہے کہ اس دین کے فرزند نہ پہلے اور نہ ہی آئندہ کبھی اس دین پر سودے بازی کریں گے، کہ ان کے لیے اپنی ہر ملکیت سے زیادہ قیمتی ترین شے یہ دین ہے۔

السّحاب: اس ملاقات کے اختتام پر آپ اردن کے مجاہدین کے لیے بالخصوص کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

ابودجانہ: میں شیخ ابومحمد المقدسی کو سلام عرض کرتا ہوں، شیخ ابومحمد الطحاوی کو سلام عرض کرتا ہوں، اور میں اردن میں تمام مجاہدین کو سلام عرض کرتا ہوں، اور انہیں کہتا ہوں: صبر سے کام لو، کہ اللہ کی قسم ہم نے اردن کی انٹیلی جنس اور اس کی جیلیں دیکھی ہیں، اور ہم نے دیکھا ہے کہ کس طرح انٹیلی جنس افسر بھائیوں کو قابلِ سماعت آواز میں تلاوتِ قرآن سے منع کرتے تھے، قرآن تک پڑھنا منع ہے! میں انہیں کہتا ہوں کہ صبر کرو، اردن کے حالات کا کوئی حل نہیں، قطعاً کوئی حل نہیں ماسوائے اس کے کہ ارضِ جہاد کی طرف ہجرت کر جاؤ تا کہ وہاں جنگی طریقوں کی تعلیم و تربیت حاصل کرو اور پھر اردن واپس آ کر کارروائیاں کرو۔ خبردار! ہرگز غافل نہ ہو جانا، خبردار! ہرگز سونا مت! آپ کو لازماً کوئی راستہ تلاش کرنا پڑے گا، اور اگر تم کہتے ہو کہ 'یہ مشکل ہے' تو بھی یہ اتنا مشکل نہیں ہوگا جتنا مشکل میرے لیے تھا! میں جیل میں قید تھا، اردنی انٹیلی جنس کی جیل میں ایک شکستہ حال قیدی، پھر اللہ نے اپنے فضل سے مجھے انٹیلی جنس کی جیل سے ارضِ خراسان میں مجاہدین کی جنت میں بھیج دیا۔ اس لیے مایوس نہ ہو، اور جان لو کہ انٹیلی جنس افسر ابوزید، اللہ کا دشمن، تمہارے اور مجاہدین کے بارے میں مذاق اڑاتا تھا اور کہتا تھا: یہ...... جیسا کہ ہم اپنے لہجے میں کہتے ہیں...... اہل المناسف (کھانے سے متعلق مخصوص اردنی اصطلاح) ہیں، یہ مناسف کھاتے اور جہاد کے بارے میں بس باتیں کرتے ہیں اور کوئی کام کاج نہیں کرتے۔ سو تم پر اب وقت آن پڑا ہے کہ اس کی تلافی کرو، تم پر اب وقت آن پڑا ہے کہ ابومصعب الزرقاوی، بہن ساجدہ الرشاوی کا انتقام لو، تم کس طرح چین کی نیند سو سکتے ہو جبکہ تم جانتے ہو کہ وہ اردنی طواغیت کی قید میں ہے؟ کیا یہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے کہ تم کسی اردنی انٹیلی جنس افسر کو اغوا کر لو؟ کیا تم اس قابل نہیں کہ اسے فریب دے کر پھنسا لو؟ انہیں خنجروں اور تلواروں سے قتل کر ڈالو۔ ان کے ساتھ جوابی جاسوسی (انہی کے جاسوسی حربوں کا انہی کے خلاف استعمال) اور معلومات حاصل کرنے کے حربے استعمال کرو۔ تم ان میں سے جس بھی شخص کو جانتے ہو، کوئی بھی شخص چاہے وہ ڈرائیور ہی کیوں نہ ہو، اسے اغوا کرو اور قتل کر ڈالو اور اس کے اجر کی امید اللہ سے رکھو، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان طواغیت کی قید میں بند رہو۔ اردنی انٹیلی جنس والوں میں سے کسی کو قتل کرنے کے متعلق کسی سے بھی مشورہ نہ کرو، کسی سے بھی ہرگز مشورہ نہ کرو اور میں ان الفاظ کے لیے اللہ کے سامنے ذمہ دار ہوں۔ خبردار! مشورہ ہرگز نہ کرنا! اور یہ ان اہلِ علم لوگوں کے الفاظ ہیں جن سے ہم یہاں اور وہاں دریافت کرتے ہیں: 'اردنی انٹیلی جنس کے کسی بھی شخص، چاہے وہ ان کا باورچی ہی کیوں نہ ہو، کو قتل کرنے کے متعلق کبھی بھی کسی سے مشورہ نہ کرو' اور جیسے ایک عالم نے مجھے کہا، جب ان سے اردنی انٹیلی جنس کے متعلق دریافت کیا اور یہ پوچھا کہ ان کا خون حلال ہے یا حرام؟ انہوں نے مجھ سے کہا: 'بیٹا، ہر وہ شخص جو تم نے قید ہونے سے رہا ہونے تک دیکھا اس کا قتل حلال ہے۔ خفیہ اداروں کے کتوں میں سے جو بھی تم قید ہونے کے لمحے سے رہا ہونے کے لمحے تک دیکھو وہ سب (قتل کے لیے) حلال ہیں۔' انہیں قتل کر دو! اللہ کی قسم ان کا خون حلال ہے! انہیں قتل کرو اور ان کے خون کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرو! خبردار! مجاہدین کو ہرگز تنہا نہ چھوڑ دینا، اور خبردار! بہن ساجدہ الرشاوی کو ہرگز تنہا نہ چھوڑ دینا۔

میں اللہ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ: اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے! جماعتوں کو شکست دینے والے! اے اللہ! امریکی اور اردنی انٹیلی جنس کو شکست سے دوچار فرما، اے اللہ! انہیں شکست دے اور ہلا کر رکھ دے، اے اللہ! ہمیں ان کے قتل کی توفیق عطا فرما اے رب العالمین، اے اللہ! ہمیں ان کی صفوں میں کشت و خون کرنے کی توفیق عطا فرما اے رب العالمین، اے اللہ! ہمارے خون قبول فرما، اے اللہ! ہماری شہادت کو علیین میں قبول فرما اے ہمارے رب، اے اللہ! ہمارے خون قبول فرما اے رب العالمین، اے اللہ، تو آج میرا خون لے لے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، میرا خون لے لے یہاں تک کہ تو میری مغفرت فرما دے اے رب العالمین۔

السّحاب: (ہم اس ویڈیو کا اختتام شہیدؒ کے کچھ پیغامات سے کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے کچھ پیاروں کے لیے چھوڑے، جنہیں وہ بہت عزیز رکھتے تھے اور یہ پیغامات ان تک پہنچانے کے متمنی تھے)۔

میرے پاس ایک پیغام ہے جو میں اپنے محترم بھائی کو دینے جا رہا ہوں...... گرانقدر لکھاری لویس عطیہ اللہ...... اللہ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ پیارے بھائی، میں جانتا ہوں کہ میرا یہ پیغام آپ تک ضرور پہنچے گا اور آپ تحریر کے میدان میں لوٹ آئیں گے، کہ مجاہدین آپ کے مضامین کے حد درجہ مشتاق ہیں۔ میرے بھائی، اللہ نے آپ کو فنِ تحریر سے نوازا ہے، آپ مجاہدین کو اس سے محروم نہ کریں۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ میرے اس پیغام کو آپ کی سوچ تبدیل کرنے کا سبب بنا دے، اور آپ یہ نہ کہیں: 'اب جہاد اور مجاہدین کے لیے لکھنے والے اور ہیں۔' نہیں، واللہ آپ کے بعد آپ جیسا کوئی بھی شخص نہیں آیا، اور سب لکھنے والے پہلے اور اب بھی لویس عطیہ کے زیر بار ہیں۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ آپ میری اس پکار کا مثبت جواب دیں، اور آپ دین کی نصرت کی خاطر دوبارہ لکھنا شروع کر دیں۔

میرا ایک اور پیغام ہماری محترمہ والدہ ام عمارہ کے لیے ہے، جو ابو العیناء المہاجر [جنہوں نے عراق میں استشہادی کارروائی کی، اور جن کے متعلق میں نے مضمون لکھا 'جب ابوالعیناء کی حور سے شادی ہوئی' (عندما تزوج ابو العيناء بالحوراء)] کی والدہ ہیں۔ اے والدہ محترمہ میں آپ سے عرض کرتا ہوں: ان شاء اللہ آپ کا بیٹا ابودجانہ جلد ہی آپ کے بیٹے ابوالعیناء سے ملنے جائے گا، اور ان شاء اللہ میں اسے آپ کا سلام اور آپ کی محبت پہنچا دوں گا، تا کہ وہ اپنے پیچھے آپ پر شاداں و فرحاں ہو، ان شاء اللہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

شریعت کے نفاذ اور صلیبیوں سے جہاد کے لیے اتحادِ امت ناگزیر ہے

رب نواز فاروقی

19 مارچ 2010 کے اخبارات میں تحریک طالبان پاکستان کے راہ نما عمر خالد کا بیان شائع ہوا جس میں اُنہوں نے کہا کہ " پاکستانی فوج، خفیہ ایجنسیاں، پی پی پی، اے این پی اور ایم کیو ایم دینِ اسلام کے دشمن ہیں۔ ہماری دشمنی صرف ان لوگوں سے ہے جو ہمارے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) اور دیگر جماعتوں کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ امیر حکیم اللہ محسود کی ہدایت پر پنجاب حکومت کو یہ پیش کش کر رہے ہیں کہ اگر پنجاب حکومت طالبان کے خلاف آپریشن نہ کرے تو طالبان بھی ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کریں گے۔ تحریک طالبان چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں منظم اور مضبوط ہوئی ہے۔ پاکستان میں جو مذہبی جماعتیں ہیں، جمعیت علمائے اسلام اور جماعت اسلامی وغیرہ، یہ ہمارے پاس آسکتے ہیں، ان کے خلاف ہمارا کوئی ایسا پروگرام نہیں"۔

اس سے پہلے 14 مارچ کو شہباز شریف کا ایک بیان سامنے آیا جس میں اُس نے کہا کہ " طالبان اور ہمارا موقف ایک ہے، اغیار کی ڈکٹیشن قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں لہٰذا طالبان پنجاب میں حملے بند کر دیں"۔ اُس کے اِس ایک بیان پر قوم پرستوں سے لے کر سیکولر اور لبرل طبقات سبھی نے ایسا طوفان گرم کر دیا کہ گویا دُم پر پاؤں آنے والی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے اگلے ہی دن پرویز مشرف نے یہ بیان داغا کہ " نواز شریف بغیر ڈاڑھی کے طالبان ہے، وہ "کلوز ٹو طالبان" یا تقریباً طالبان جیسا ہی ہے"۔ یہی بات ایم کیو ایم کے مصطفیٰ کمال نے بل کلنٹن کو کچھ عرصہ قبل کہی۔ درج بالا بیانات اور ان سے ملتے جلتے دیگر کئی بیانات سے جو اہم حقائق مترشح ہوتے ہیں؛ ذیل میں ہم ان کے بارے میں بات کریں گے۔

سابقہ کمیونسٹوں اور حالیہ بے پیندے کے لوٹوں سمیت سبھی لادین بلکہ صحیح الفاظ میں دین دشمن طبقات خواہ وہ ایم کیو ایم یا اے این پی کی صورت میں قوم پرست ہوں یا روافض کی شکل میں مذہب بیزار طبقہ ہو؛ اطہر عباس، حمید اختر، حسن نثار اور کشور ناہید جیسے سابقہ کمیونسٹ اور حالیہ امریکہ زدہ ہوں یا نذیر ناجی جیسے موقع پرست، اور تو اور امریکی سفارت خانے میں امریکی گوروں نہیں کالوں کی بانہوں میں جھولنے والی اینکرز جن کی تصاویر اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں، وہ بھی طالبان اور مجاہدین پر ہاتھ صاف کرتی نظر آتی ہیں۔ بریلوی مسلک کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ فضل کریم جو برائن ڈی ہنٹ سے براہ راست ڈالرز ہتھیا کر جہاد مخالف ریلیاں کرواتا رہا (اور اب حال ہی میں فیصل آباد میں اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے مسجد و مدرسہ میں قرآن کریم سمیت ہزاروں کتب کو جلا کر راکھ بنوانے والا)، خوابوں کے شعبدے دکھانے والا طاہر القادری ہو یا ہوائے نفس کو دین کا نام دینے والا جاوید غامدی اور حال ہی میں ایک اور مداری کذاب کا جھوٹا کذاب خلیفہ زید حامد بھی جہاد کی مخالفت، طالبان کے بارے میں کذب بیانی کرنے کی سرکاری ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے 'روپے کھرے' کرتا رہا؛ سبھی کا مقصد ایک، سبھی کی منزل ایک اور سبھی کی بات ایک کہ کسی نہ کسی طرح طالبان مجاہدین کی قدر و قیمت کو اہل ایمان کی نظروں میں گھٹا دیا جائے، ان کی حیثیت کو مشکوک اور متشکک بنا دیا جائے اور جھوٹ اس قدر ڈھٹائی کے ساتھ بولا جائے کہ سننے والے گویا سچ ہی محسوس کریں۔ افغانی اور پاکستانی طالبان میں فرق پیدا کیا جائے اور القاعدہ کو الگ کر دکھایا جائے۔

دوسری طرف ذرائع ابلاغ کے وہ تمام افراد جن کے الفاظ ڈالرز زدہ نہیں، وہ تمام جماعتیں اور تنظیمیں جو امریکہ کی خدائی سے انکاری ہیں اور وہ تمام اصحابِ منبر و محراب جن کے دل امریکی خوف و رعب سے آزاد ہیں؛ وہ سبھی امریکہ اور اُس کے ایجنٹوں کی نظر میں طالبان ہیں۔ خواہ وہ اس بارے میں کتنی ہی صفائیاں کیوں نہ پیش کریں، اُن کی کوئی صفائی صلیبی دربار میں قبول نہیں جب تک کہ وہ اپنے ایمان اور ضمیر کو ڈالرز کے بدلے فروخت نہ کر دیں۔ بس صرف یہی ایک عمل اُنہیں طالبان کی صف سے نکال سکتا ہے۔ اب یہ اُن کے اختیار میں ہے چاہے تو ایمان کے بدلے ڈالرز لے کر دنیا بنالیں اور چاہے تو ایمان پر قائم رہ کر طالبان کے زمرے میں شامل رہیں؛ اس دنیا میں بھی اور اس دنیا کے بعد کی دنیا میں بھی۔

پہلے جب کبھی دین کو گالی دینا مقصود ہوتا تو مولوی پر دہن درازی کی جاتی تھی۔ اسلام کو اپنے خبثِ باطن کا نشانہ بنانا ہوتا تو ظاہر میں ڈاڑھی اور پردے کا استہزا کیا جاتا۔ اب یہی واردات طالبان کے نام پر دہرائی جارہی ہے۔ یہاں اہل دین کے ذہن میں یہ نکتہ رہنا چاہیے کہ

> تبلیغی جماعت کے بھائیوں اور بزرگوں اور وفاق المدارس سے ملحقہ اداروں سے بھی یہی تقاضا ہے، خانقاہوں کے صاحبانِ طریقت سے بھی یہی اپیل ہے، جمعیت علمائے اسلام، جماعت اسلامی اور جمعیت اہل حدیث کے زعما و کارکنان سے بھی یہی استدعا ہے، ایقاظ و محدث جیسے فکری اداروں سمیت اہلسنت والجماعت، تحفظ ختم نبوت، تنظیم اسلامی، تحریک خلافت و حزب التحریر کے اصحابِ حل وعقد سے بھی یہی درخواست ہے۔ اپنی ساری وابستگیوں کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے ہر کوئی کفر کے لیے طالبان بن جائے۔

طالبان سے مراد صرف امیر المومنین ملا محمد عمر یا بیت اللہ محسود شہیدؒ یا حکیم اللہ محسود نام کی چند شخصیات نہیں ہوتیں، صرف کفر کو موت کے گھاٹ اتارنے والے مجاہدین ہی نہیں ہوتے بلکہ وہ تمام طبقہ غیرت منداں مراد ہوتا ہے جو دین پر عمل پیرا ہے، دین پڑھتا پڑھاتا ہے، دین کے غلبے کے لیے کسی بھی نوعیت کا کام کرتا ہے۔ خانقاہوں میں تزکیہ نفوس وقلوب کرنے والوں سے لے کر مدارس میں قال اللہ اور قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند کرنے والے بوریا نشینوں تک اور میدان سیاست میں نفاذ شریعت اور اقامتِ دین کا نام لینے والوں سے لے کر کفار اور اُن کے مرتد حلیفوں کو تہہ تیغ کرنے والے مجاہدین تک سبھی کے سبھی اُن کا ہدف ہیں۔

معذرتیں پیش کرنے والے جتنی چاہیں معذرتیں پیش کریں، عذر تراشنے والے لاتعداد عذر تراشیں اور خوف اور رعب میں مبتلا ہوکر، غیروں کے ساتھ مل کر، اپنوں پر آوازے کسنے والے چاہے کتنی ہی بلند آہنگی سے طالبان کو اغیار کے ایجنٹ سے لے کر حکمت سے عاری ہونے تک کی بے نقط سناتے رہیں' لیکن حقیقت یہی ہے کہ وہ سب کے سب دین دشمنوں کی نظر میں طالبان ہی رہیں گے۔

اس صورت حال میں اہل دین کے لیے سوچنے کا مقام اور فکر کی بات اگر ہے تو بس یہی ہے کہ وہ شریعت کا علم تھامیں اور صلیبیوں سے جہاد کے لیے صف بستہ اور کمر بستہ ہوں۔ تمام تر اختلافات کو بھلا کر علمائے دین کو اپنا رہبر اور مقتدا بنا کر صرف اور صرف شریعت کے نفاذ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ایک برادری بنیں۔ وقتی مصلحتوں کی چادریں اتار پھینکنے کا وقت ہے، دانش وحکمت کے پردوں میں چھپے خوف اور رعب سے نجات حاصل کرنے کا وقت ہے کہ جو اللہ رب العالمین کا بندہ ہے اُسے مخلوق کا خوف کیوں لاحق ہو!!!

معذرتیں پیش کرنے والے جتنی چاہیں معذرتیں پیش کریں، عذر تراشنے والے لاتعداد عذر تراشیں اور خوف اور رعب میں مبتلا ہوکر، غیروں کے ساتھ مل کر، اپنوں پر آوازے کسنے والے چاہے کتنی ہی بلند آہنگی سے طالبان کو اغیار کے ایجنٹ سے لے کر حکمت سے عاری ہونے تک کی بے نقط سناتے رہیں' لیکن حقیقت یہی ہے کہ وہ سب کے سب دین دشمنوں کی نظر میں طالبان ہی رہیں گے۔

یہ امر نوشتۂ دیوار ہے کہ ان نعروں اور تقریروں سے بات بننے والی نہیں۔ اب صلیبی بالفعل ریاست پاکستان میں آچکے ہیں، صرف بلیک واٹر اور سفارت خانوں کی شکل میں ہی نہیں' حکمرانوں، سیاست دانوں، انتظامیہ کے افسران، ذرائع ابلاغ کے ہرکاروں اور وردی والے غلاموں میں سے ہر کسی کے پیچھے وہ بیٹھے ہیں۔ براہِ راست اُن کے احکامات سے ہی حکومت بھی چل رہی ہے اور اپوزیشن بھی۔ فوج اور سیکورٹی ادارے تو پہلے ہی سے اُن کے ہاتھ کی چھڑی اور بازو کی گھڑی ہیں۔

یہ تمام قوتیں چاہے افراد ہوں یا تنظیمات، مدارس ہوں یا دیگر دینی ادارے' جو اس بات سے مکمل متفق اور یکسو ہوں کہ موجودہ نظام ایک باطل اور طاغوتی نظام ہے جس نے ناصرف انسانوں کو مسائل ومصائب میں مبتلا کیا ہے بلکہ یہ خالق کائنات سے بھی شرک اور کفر پر مبنی ہے اسی لیے تو سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ بھی نظر نہیں آرہا۔ اجتماعی طور پر پوری قوم ایک مصیبت اور عذاب کی کیفت میں مبتلا کردی گئی ہے، اُن کے تمام عناصر کے لیے ایک پانچ نکاتی مجوزہ لائحہ عمل پیش خدمت ہے، جس میں ترمیم واضافہ کی گنجایش یقیناً موجود ہے۔

1- موجودہ عدالتی نظام جو ظالمانہ اور استحصالی نظام بھی ہے 'بغیر ماانزل اللہ' پر اس کی ساری عمارت کھڑی ہے اس لیے یہ شرکیہ بھی ہے اور کفریہ بھی۔ اس نظام کا کلی طور پر رد کیا جائے، تقریروں اور تحریروں میں بھی اور عملی طور پر علمائے کرام اپنی مساجد میں شرعی عدالتوں کا نظام رائج کریں۔ نفاذ شریعت کی طرف ایک اہم قدم ہوگا، تدریجاً یہ شرعی عدالتیں ہی شریعت کے نفاذ کی صورت میں پورا نظام عدل وقسط سنبھالیں گے۔ اسی طرح سودی معاشی نظام کا بھی مکمل مقاطع کرتے ہوئے علمائے کرام کی نگرانی میں بیت المال طرز کے ادارے قائم کیے جائیں جو امانتوں کی حفاظت کریں۔ اسی نہج پر معاشرتی نظام کو بھی شریعت کی راہ نمائی میں استوار کرتے ہوئے ہر قسم کے غیر شرعی ملبوسات، رسوم ورواج، عریانی وفحاشی، ذرائع ابلاغ کی گندگی اور جسم فروشی جیسی لعنتوں کا معاشرے سے خاتمہ کرنے کے لیے اقدام کرنا ضروری ہیں۔

2- الولاء والبراء (دوستی ودشمنی) کے شرعی احکامات کو پرزور طریقے سے بیان کرتے ہوئے 'نظام وقت کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنا اور امت کی ذمہ داریوں' پر زعمائے دین قلم وزبان سے ملت کی راہ نمائی کا فریضہ ادا فرمائیں۔

3- موجودہ نظام اور اس کے کارپرداز جس طرح صلیبیوں کی غلامی میں اسلام سے جنگ لڑ رہے ہیں، اس جنگ کو صرف اور صرف کفر واسلام کی جنگ کے تناظر میں پیش کرتے ہوئے صلیبیوں کے فوجی اڈوں، ترسیل رسد کے حوالے سے مکمل آگاہی حاصل کرنا اور پھر ملت کے سامنے اس بارے میں شرعی حکم بیان کرنا نیز صلیبی غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور دنیا بھر میں خلافت علی منہاج النبوۃ قائم کرنے کے لیے جہاد کی استعداد حاصل کرتے ہوئے شرعی بنیادوں پر جہاد فی سبیل اللہ کے مبارک عمل کے لیے صف بندی کرنا، راہ نمایانِ امت کے لیے ناگزیر ہے۔ نیز یہ کہ نوجوانانِ ملت' علمائے کرام کی راہ نمائی میں معاشرے میں سرطان کی طرح پھیلے ہوئے منکرات اور ظلم کا قلع قمع کرنے کے لیے گروہ منظم کریں' جو آہستہ آہستہ طالبان کی صورت اختیار کرجائیں گے۔

4- جمہوریت اپنی ذات میں ایک نظام ہے اور اس نظام یا اس کے اجزا کے ساتھ شریعت اسلامیہ کی پیوندکاری کسی طور پر ممکن نہیں۔

(بقیہ صفحہ 34 پر)

یہودی پروٹوکولز اور جہاد مخالف معاصر پروپیگنڈا

محمد لوط خراسانی

کائنات کی سب سے بڑی حقیقت 'رب باری' کے بیان کردہ حقائق کو صرف نسل اور وہن کی بنا پر جھٹلا دینے والے کوتاہ بینوں کے لیے کیا کوئی دلیل قابل قبول ہوسکتی ہے؟ ان حقائق کے علاوہ بھی کیا خیر وشر کو ماپنے کا کوئی قابل اعتماد پیمانہ ہوسکتا ہے؟ قرآن و سنت میں بیسیوں بار پیرایہ بدل کر اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ یہود ونصاریٰ' اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں، مگر کیا کریں اس دور جدید کا' جس میں ابن علقمی ، میر جعفر اور میر صادق کی روحانی اولاد حکمرانی سے لے کر دانش وری تک اپنے کافر آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ہر کام سرانجام بھی دے رہی ہے اور اسلام کی بنیادوں کو کھودنے کے باوجود مسلم معاشروں میں معزز و معتبر بھی ہے۔

قرآن وسنت کے بیان کردہ حقائق کے علاوہ یہود ونصاریٰ کے اس بغض وعناد کے تاریخی شواہد بھی موجود ہیں اور اکثر وبیشتر اس کے مظاہر نظر آتے رہتے ہیں۔ اسلام کو صفحۂ ہستی سے نابود کردینے (معاذ اللہ) کے عزائم اور منصوبے ترتیب دینا' ان پر کوئی تہمت نہیں ہے، بلکہ حقیقت ہے۔ انہی میں سے ایک یہودی داناؤں کے خفیہ منصوبے (Jews Protocols) ہیں (جن کو علما کے گھرانوں سے تعلّق رکھنے والے بعض ناخلف جھوٹ قرار دینے پر مصر ہیں)۔ اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ اس دستاویز کی ان کی طرف نسبت غیر مستند ہے اور اس بدطینت قوم سے ایسے فساد کی توقع محال ہے تو بھی حقیقت یہ ہے کہ فکر وفلسفے سے لے کر عملی میدان تک نگاہ دوڑائیں تو عصری منظر نامے میں اسلام دشمنی کے تانوں بانوں کے تمام نقوش انہی کے مطابق ابھرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ایمان، انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کا مسئلہ:

عالمی کفری نظام جو لبادہ اوڑھ کر بلاد اسلامیہ پر بھی مسلط ہے اپنے لیے حقیقی خطرہ بننے والے منہج کے حاملین کو بنیاد پرست مسلمان کہتا ہے جبکہ اسلام کے نزدیک یہ عقیدے کا مسئلہ ہے' اقرار توحید کا بنیادی تقاضا ہے اور ایمان کی قوت اور کمزوری کی درجہ بندی ہے۔ نبی ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو کسی برائی (منکر) کو دیکھے تو ہاتھ سے روکے پھر اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے''۔

علما لکھتے ہیں کہ سب سے بڑا منکر کفر ہے۔ پس اہل اسلام کے نزدیک چیزوں کو ماپنے کا پیمانہ کفار یا ان سے متاثر اہل فکر ودانش کے وضع کردہ معیارات نہیں ہیں بلکہ حق کا پہلا اور آخری معیار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ دانش ور جتنی چاہیں بھاری بھرکم اور دل موہ لینے والی اصطلاحات وضع کرلیں، کبھی ایمان کی تعریف نہیں کرسکتیں۔ یہ اہل اسلام کو ۱۔ بنیاد پرست ۲۔ قدامت پسند ۳۔ اعتدال پسند اور ۴۔ سیکولر (لادین) مسلمانوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ جبکہ شریعت میں دو ہی تقسیمیں ہیں کہ ایمان یا تو قوی ہوتا ہے یا کمزور ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ امور ایسے ہوتے ہیں جن کا ارتکاب کرنے پر وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں بھلے اس کا نام عبداللہ یا یوسف ہو اور اسلام کے بعض شعائر پر عمل کرنے والا ہی کیوں نہ ہو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ وہ کفار (یہود ونصاریٰ) کی وضع کردہ اصطلاح سیکولر عیسائی یا سیکولر یہودی کے مطابق سیکولر مسلمان نہیں ہوگا بلکہ مرتد ہوگا جس کا اسلام کے ساتھ دور پرے کا کوئی تعلّق باقی نہیں بچتا۔

جو شخص کفر کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو جائے' ان کی فکر، نظام اور معاشرت ہر چیز سے بے زاری اور برأت کا اظہار کرے، نفاذ اسلام کی راہ میں رکاوٹ، کفر کے ایجنٹ، طواغیت کے حق حکمرانی کا شرعی بنیادوں پر انکار کرے اور کتاب وسنت سے مستنبط شرعی احکامات کو بجالاتے ہوئے اقتدار پر ان طواغیت کے غاصبانہ قبضے کو ختم کرنے کی شرعی جدوجہد کرے وہ قوی ایمان کا حامل مومن ہے۔ اب کفار اس کو چاہے بنیاد پرست مسلمان کہیں اور ان کے ایجنٹوں کے درباری مولوی' مرجئہ بھلے ان کو خارجی ہونے کا طعنہ دیتے رہیں۔ اس کے برعکس مذکورہ مسائل میں جو شخص رخصتیں ڈھونڈے، خلاف سنت مصلحتیں تلاش کرے اور ان حالات میں شرعی تقاضوں کو پورا کرنے میں پیچ میچ کرے وہ سنت کے پیمانے میں کمزور ایمان کا حامل مومن ہے۔ یہ ''اصحاب علم'' خواہ اس کو قدامت پرست یا معتدل مسلمان کی درجہ بندیوں میں تقسیم کرتے رہیں۔

جدید پروٹوکولز کا ایک حصّہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اس وقت ایک غیر یقینی اور ہیجانی دور سے گزر رہا ہے۔ اسے اندرونی اور بیرونی دونوں اطراف سے اپنی اقدار، شناخت اور اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے میں بہت شدید کشمکش کا سامنا ہے۔ اسلام کے مختلف طبقات فکر اپنے اپنے طور پر فکری اور اساسی بالادستی کے لیے کوشاں ہیں جس کی وجہ سے دیگر اقوام عالم کی معیشت، سیاست اور حفاظتی نظام پر بھی سخت منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ چنانچہ اقوام مغرب اس صورت حال کو سمجھنے، اس کے نتائج کو پرکھنے اور ان پر اثر انداز ہونے کی کوششیں تیز کررہی ہیں۔

آیندہ سطور میں یہودی پروٹوکولز کے کچھ نکات اختصار کے ساتھ ذکر کیے جائیں گے اور عصری تناظر میں ان میں سے چند کی تشریح کی جائے گی تاکہ دردمند دل رکھنے والے مخلص مسلمانوں کے دلوں میں اس شیطانی میڈیا نے مجاہدین کے متعلّق جو شکوک وشبہات پیدا کردیے ہیں' ان کا ازالہ ہوسکے۔

آج سے تقریباً سوا سو (125) سال قبل صہیونی داناؤں نے اپنے خفیہ مقاصد کی

تکمیل کے لیے جو منصوبے ترتیب دیے تھے وہ انیسویں صدی کے اوائل میں اتفاقیہ طور پر منظر عام پر آ گئے۔ان تجاویز اور منصوبوں کو انگریزی زبان میں پروٹوکولز کہا جاتا ہے۔

ظاہر میں ترقی یافتہ قومیں(امریکہ اور یورپ جو آج تہذیب کی معراج پر پہنچ جانے کی دعوے دار ہیں)اور تمام بین الاقوامی برادری ایک ایسی اسلامی دنیا پسند کریں گے جو باقی ماندہ دنیا کے نظام سے میل کھاتی(Compatible) ہو،جمہوریت پسند اور ترقی پسند ہو۔سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلامی دنیا میں ایسے لوگوں اور طبقات کی ٹھیک ٹھیک شناخت کی جائے اور ان کی امداد و حوصلہ افزائی کرنے کا بہترین طریقہ ڈھونڈا جائے جو کافی مشکل ہوگا۔ اس کے لیے فی الوقت ہم مسلمانوں کو چار بڑے گروہوں میں بانٹ سکتے ہیں۔

ا۔بنیاد پرست:

جو سخت اسلامی خلافت کا نظام چاہتے ہیں اور جمہوریت و مغربی کلچر مسترد کرتے ہیں۔اس مقصد کے لیے وہ جدید ٹیکنالوجی کو اپنانے کے حق میں ہوں۔

(دنیا میں خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے لیے مصروف عمل مجاہدین سے جدید سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کے علمبرداروں کو یہی خطرہ ہے کہ یہ جدید ریاستی نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور موجودہ جمہوری ریاستی نظام کے تحت کسی بھی زاویے سے قومی دھارے (Main Stream) میں آنے کے روادار نہیں ہیں۔کوئی ان کا نام القاعدہ رکھے،افغان طالبان یا پاکستانی طالبان،کافران سب کے باہمی تعلق سے واقف ہیں اور ان کو ایک ہی قوت سمجھتے ہیں۔اگر یہ گروہ اقوام متحدہ کے منشور(Charter of United Nations) سے منظور شدہ آئین و دستور کے تحت کام کرنے والی کسی بھی تنظیم میں شامل ہو جائے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اس صورت میں دنیا کے''امن'' کو لاحق خطرات بھی ختم ہو جائیں گے کیونکہ یہی وہ واحد حل ہے جس سے کفرواسلام کے ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت (Compatibility) اور رواداری کی راہ میں حائل رکاوٹیں ختم ہوسکتی ہیں اور مغرب کے توسیع پسندانہ عزائم کی سدراہ ہٹ جائے گی)۔

۲۔قدامت پسند:

وہ مسلمان جو خالص اسلامی معاشرہ چاہتے ہیں اور جدید زمانے کی ہر تبدیلی اور ہر چیز کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۳۔جدت پسند:

ایسے مسلمان جو اسلامی دنیا کو جدید ترقی یافتہ دنیا کا حصّہ دیکھنا چاہتے ہیں اور اسلامی عقاید و قوانین کو زمانے کے مطابق تبدیل کرنے کے حق میں ہیں۔

۴۔لادین و سیکولر:

وہ نام کے مسلمان جو معاشرے کو الگ خانوں میں رکھنا اور مذہب کو ہر شخص کا ذاتی معاملہ قرار دینا چاہتے ہیں

تمام بنیاد پرست مغرب کے دشمن کی حد تک مخالف ہیں لہٰذا ان کی مدد کرنا غلط ہوگا۔قدامت پسند عام معتدل رویہ رکھتے ہیں۔ان کے ساتھ محدود باہمی مفاہمت والا تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔جدت پسند اور سیکولر دونوں مغرب کی پالیسیوں کے قریب تر ہیں۔سیکولر طبقہ خاص طور پر اپنے آزادانہ خیالات کی وجہ سے عام لوگوں میں خاصا ناپسند ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ کھل کر اپنے خیالات کا پرچار کرنے سے ڈرتا ہے۔لہٰذا اپنے مقاصد کے حصول کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ کار زیادہ کارگر ثابت ہوگا۔

- O جدت پسندوں کو سب سے پہلے سپورٹ کیا جائے۔
- O ان کے خیالات اور تحریروں کو رعایتی نرخوں پر شائع کیا جائے۔
- O انہیں عوام الناس اور بچوں کے لیے لکھنے پر اکسایا جائے۔
- O ان کے خیالات اور تحریروں کو اسلامی تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے۔
- O انہیں عوامی رابطے کے پلیٹ فارم مہیا کیے جائیں۔
- O (دارالکفر میں بھی ایسے لوگوں کے سیمنارز منعقد کروائے جاتے ہیں،ادارے بنانے میں ان کی معاونت کی جاتی ہے،ان کی کتابوں کی تقریباتِ رونمائی کا بھی انتظام کیا جاتا ہے)۔
- O ان کے فتووں اور خیالات کو عوام تک پہنچانے میں زیادہ سہولیات و مواقع مہیا کیے جائیں۔

(حال ہی میں طاہر القادری کی کتاب''دہشت گردی اور فتنہ خوارج'' کی تقریب رونمائی دارلکفر میں ہوئی ہے)۔

- O لادینیت اور سیکولرازم کو مسلمان نوجوانوں میں ایک متبادل سوچ کے طور پر پیش کیا جائے۔
- O بنیاد پرستوں کے مقابلے میں قدامت پسندوں کی حمایت کی جائے۔
- O قدامت پسندوں اور بنیاد پرستوں میں اتحاد نہ ہونے دیا جائے۔
- O صوفی ازم کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اسے مقبول کیا جائے۔

☆ جہاد سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کفر نے ماضی میں بھی اپنے ایجنٹ پید اکیے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔''سر''سید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی ایسوں کی مدد و تعاون سے بھی وہ اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہا۔اسی تسلسل کی ایک کڑی کفار کا پسندیدہ''صوفی ازم'' بھی ہے جس کے بارے میں پروٹوکولز کے علاوہ رینڈ کارپوریشن کی ایک رپورٹ 2003ء بھی آچکی ہے کہ خالص شرعی بنیادوں پر استوار،دنیا سے بے رغبتی پر مبنی اور للّٰہیت کے حامل تصوف'جس کے حاملین جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے کے ساتھ ساتھ مجاہدین کی صفوں میں بھی نظر آتے ہیں' کے بالمقابل ایک نیم اسلامی بلکہ غیر اسلامی تصوف پروان چڑھایا جائے۔اس تصوف کی بنیادیں اہل بدعت سے حاصل کی جائیں جن کی تان صوفی ڈانس پر آ کر ٹوٹتی ہے۔اس تصوف کی حکومتی سطح پر سرپرستی کی جائے اور بلاد اسلامیہ بالخصوص جہاد پر جہادی بیداری زیادہ ہے وہاں امریکی امداد پر تصوف کے ادارے قائم کیے جائیں۔پاکستان میں بھی ایک ایسا ہی ادارہ قائم ہوا جس کا اولین سربراہ''حضور پیرانِ پیر چوہدری شجاعت حسین شاہ صاحب'' تھا۔چند دن قبل''فرقہ ملامتیہ'' سے تعلّق رکھنے والے

رافضی ''امیر المومنین'' زرداری نے بھی اسی صوفی ازم کو پروان چڑھانے کے بات کی ہے۔ بنیاد پرستی (جہادی روح) کو ختم کرنے کی ان کاوشوں پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صادق آتا ہے۔

جس کا مفہوم یہ ہے: ''جہاد بارش کے قطروں کی مانند تروتازہ رہے گا اور ایک وقت آئے گا کہ لوگ کہیں گے اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کیا کوئی ایسا بھی کہہ سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جس پر اللہ،اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انسانوں کی لعنت ہو''۔

بنیاد پرستوں کی مخالفت اور مقابلے کا لائحہ عمل:

O ان کی اسلامی سوجھ بوجھ کو غلط ثابت کیا جائے اور اخلاقی مسائل کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔

(بنیاد پرستوں کی بصیرت اور فہم کے بارے میں کفار کے ساتھ ساتھ صرف معتدل اور روشن خیال اعتدال پسند ہی شکوک وشبہات نہیں پھیلاتے بلکہ کچھ قدامت پسند حلقوں کی طرف سے بھی یہی کیا جاتا ہے۔جس کا عمومی پیرائیہ اظہار یہ ہوتا ہے کہ ''ان کے مطالبات تو درست ہیں لیکن طریقہ کار درست نہیں ہے،ان کو مسائل کا درست فہم نہیں ہے'')۔

O بنیاد پرستوں کا تعلّق لاقانونیت اور غیر قانونی گروہوں سے ثابت کیا جائے۔

(تمام دنیا پر مسلط نظام کے تحت بننے والے قوانین خواہ عالم کفر کے ہوں یا مسلم ممالک کے' وہ غیر اسلامی ہیں لہٰذا بنیاد پرست (مجاہدین) ایسے تمام قوانین سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور ان قوانین کی پاس داری کرتے ہوئے کی جانے والی جدوجہد کو بے مقصد اور فضول سمجھتے ہیں۔چنانچہ معترضین ان کی سرگرمیوں کو غیر قانونی کہتے ہیں اور ان کو لاقانونیت پھیلانے والے عناصر سے تعبیر کرتے ہیں)۔

O میڈیا میں بنیاد پرستوں پر جھوٹے الزامات لگا کر ان کا زور وشور سے پرچار کیا جائے۔

(آج ''اپنوں'' کی مخالفانہ کوششوں کا نکتہ ارتکاز یہی ہے کہ بنیاد پرستوں (مجاہدین) پر جھوٹے الزامات لگا کر ان کو کفار کا ایجنٹ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔

O یہ ظاہر کیا جائے کہ بنیاد پرست حکومت کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔

(یہ پروپیگنڈہ تو بڑی شدومد کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس میں بسا اوقات تو وہ صحافی حضرات بھی شامل ہو جاتے ہیں جو کبھی کبھار کسی ''مناسب'' دلیل کی عدم دستیابی پر بادل نخواستہ جہاد کی حمایت کر بیٹھتے ہیں۔اس دوران وہ بات کو اس طرح سے بنائیں گے کہ'' جناب نیا زمانہ ہے!اس کے اپنے تقاضے ہیں،جن کو پورا کرنے کے لیے پورا عصری نظام وجود میں آیا ہے لہٰذا بنیاد پرست اس نظام کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہیں!اس کو چلانے کی اہلیّت نہیں رکھتے!اسی وجہ سے وہ اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں''۔اس پروپیگنڈے میں جدید روشن خیال مذہبی سکالرز اور پروفیسر صاحبان پیش پیش ہوتے ہیں جو اس نظام کی بدولت اپنی ''آدھے تیتر آدھے بٹیر'' کی حقیقت پر پردہ ڈالنے میں کامیاب ہیں)۔

O بنیاد پرستوں کی کارروائیوں کو بزدلانہ قرار دیا جائے تاکہ وہ لوگوں میں ہیرو کی بجائے شیطان کے نام سے مشہور ہو جائیں۔

(یہ سب کچھ بھی معاصر میڈیا میں ہو رہا ہے۔اس عمل میں حکومت سے لے کر سیاسی قائدین تک سب شامل ہیں جو ڈرون حملوں کو موثر بنانے کے لیے پاکستانی فوج کی مخبری، جاسوسی،شہری اور دیہاتی آبادیوں پر دور مار توپوں (Artillary) ،فضائیہ کے F-16 اور B-52 بمبار طیاروں اور کوبرا ہیلی کاپٹروں کی بم باری کو نہایت جراتمندانہ اور دلیرانہ اقدام قرار دیتے ہیں اور اگر اس کے ردعمل میں مجاہدین (بنیاد پرست) ان مرتدین اور ظالمین سیکورٹی فورسز کو نشانہ بنائیں تو ان کو بزدلانہ کارروائی قرار دیتے ہیں۔المیہ یہ ہے کہ حکومت کے ساتھ ساتھ یہ سرکاری ودرباری مولوی بھی خالص فوجی اڈوں بالخصوص جی ایچ کیو پر ہونے والے حملوں جن میں ہلاک ہونے والے تمام کے تمام فوجی تھے اور میریٹ جس میں 174 امریکی فوجی ہلاک ہوئے' اس کو بھی بزدلانہ کارروائی قرار دیتے ہیں اور خود'' بیٹھ رہنے والیوں کے ساتھ اپنے بیٹھ رہنے کو پسند کر لینے (القرآن) کو بہادری اور شجاعت قرار دیتے ہیں'')۔

O بنیاد پرستوں کو مشترکہ دشمن کے طور پر پیش کیا جائے۔

(ابرہۂ عصر امریکہ،اس کی سرکردگی میں لڑنے والے کفار اور بلاد اسلامیہ میں اُن کے مختلف زاویوں سے حواری' سب کے سب آج یک زبان ہو کر کہہ رہے ہیں کہ بنیاد پرست ہمارے مشترکہ دشمن ہیں یعنی'' ہم سب مل کر دہشت گردی کے عالمی تصور (Global Phenomenon) کے خلاف لڑ رہے ہیں)۔

O اس سوچ کو کھلم کھلا فروغ دیا جائے اور سرپرستی کی جائے کہ اسلام میں مذہب اور حکومت دو الگ الگ چیزیں ہیں اور اس سے کسی کے ایمان وعقائد پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ان باتوں پر عمل کرتے ہوئے یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اس سے کہیں اپنے مطلوبہ اور متعلقہ لوگوں کو نقصان نہ پہنچے۔

☆ (آج پرویز مشرف کو بھی پوری سیکورٹی فراہم کی جاتی ہے اور دار الکفر میں طاہر القادری ایسوں کی حفاظت کا بھی پورا انتظام ہے)

☆☆☆☆☆

اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو جبکہ تمہارے فوجی ہمارے سرزمینوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتل عام کر رہے ہیں،اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور ویٹی کن میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے اُن کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو۔اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنی جان ومال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں۔(شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ)

عراق میں ''جمہوریت کا تسلسل'' اور مجاہدین اسلام

محمد عبید زبیر

اللہ تعالیٰ نے جہاد وقتال کے پورے نظام میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ حق و باطل کی کشمکش میں کبھی بھی پلڑے کا جھکاؤ مستقل طور پر ایک فریق کی جانب نہیں رہتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کمزوروں کی مدد بھی کرتا ہے، اُس کی ذات کی خاطر پوری دنیا سے بھڑ جانے والے بیچ میدان میں اُس کی نصرت کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں، توّکل کرنے والے اپنے رب کی تائید کے مناظر بھی دیکھتے ہیں اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش کی بھٹیوں میں ڈال کر، کٹھنائیوں کی گھاٹیوں سے گزار کر، مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا کر کے اور وقتی ہزیمت سے دوچار کر کے آزماتا ہے۔ اس سارے عمل کا مقصد وحید یہی ہوتا ہے کہ ان تمام مراحل کو استقامت کے ساتھ انگیز کر کے کندن بن جانے والے لوگ ہی امامت و قیادت کے منصب تک پہنچیں اور دین مبین کے نفاذ کی سعادت اُنہی افراد کو نصیب ہو کہ جن کی ثابت قدمی اور اولوالعزمی اپنی مثال آپ ہو، جن کا احکامات الٰہی پر کاربند رہنے کا جذبہ ہر آزمائش کے ساتھ مزید مستحکم اور پختہ تر ہو۔ یہی افراد زمین کا نمک ہوتے ہیں اور ایسے ہی عزم واستقامت کے پیکر، بارگاہِ ایزدی میں اس قابل سمجھے جاتے ہیں کہ اُنہیں قیام دین اور نفاذ شریعت کا علمبردار بنایا جائے۔

امیر المومنین ابوعمر بغدادی حفظہ اللہ نے عراق میں انتخابات کے دوران کرفیو کا اعلان کرتے ہوئے ووٹ ڈالنے والوں کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ اُنہوں نے واضح کیا کہ اسلامی حکومت نے الیکشن کے دوران ملک بھر میں صبح چھ بجے سے شام چھ بجے تک کرفیو کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔

سرزمین دجلہ وفرات، عراق میں یہود ونصاریٰ کے مقابل عزیمت کی داستانیں رقم کرنے والے ابطال کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ فلوجہ، بغداد، صلاح الدین، بعقوبہ، تکریت، موصل، الانبار، سامرا، بابل اور دیالا سمیت ارض الرافدین کے ہر صوبے اور چھوٹے بڑے شہروں میں صلیبی امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے سرِ غرور کو پیوند خاک کرنے والے ان مجاہدین نے اللہ کی توفیق وتائید سے کامل 7 سال تک کفر کی آندھیوں کا مقابلہ کیا۔ اسد الرافدین شیخ ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ کی صورت میں ایسا جری قائد اُنہیں میسر آیا کہ جس نے اپنے قلیل مجاہد ساتھیوں کے ساتھ مل کر صلیبی ممالک میں اُن کے نامراد فوجیوں کی تابوت بند لاشوں کی روانگی کا ایسا مبارک سلسلہ شروع کیا جو آج تک جاری ہے۔ اس سارے عرصے میں عراق کی تحریک جہاد نے بہت سے نشیب وفراز دیکھے۔ عروج وکامرانی کا دوردورہ بھی ہوا، صلیبیوں کے مقابل مجاہدین کو ایسی ایسی فتوحات نصیب ہوئیں جو کہ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ کا باعث بنیں، روافض (شیعہ) کے فتنے نے پوری شدت سے سر اٹھایا اور اُنہوں نے صلیبیوں سے تعامل وتعاون کے ذریعے اپنا تاریخی ابلیسی کردار خوب اچھی طرح نبھایا، مختلف ناموں اور مختلف قیادتوں کی زیر قیادت برسر پیکار مجاہدین میں اتحاد و اتفاق کا روح پرور منظر سامنے آیا، دولۃ العراق الاسلامیہ قائم ہوئی، امیر المومنین شیخ ابوعمر البغدادی اور اُن کے ساتھیوں کی مجاہدانہ اوصاف پر مبنی جہادی قیادت یہود ونصاریٰ کے لیے ڈراؤنا خواب بن گئی۔ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ وَاللّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (سورہ البقرہ: آیت 249)۔

''بارہا ایک گروہ قلیل اللہ کے حکم سے بڑے گروہ پر غالب آیا''۔

جب امریکہ اور اُس کے صلیبی وصیہونی اتحادیوں نے عسکری میدان میں خود کو بے بس پایا اور مجاہدین اسلام نے اُن کی ہر محاذ پر خوب گت بنائی تو مکروفریب کے جال بچھائے گئے، میدان جنگ میں پٹ جانے کے بعد یہودی سرمایہ دار میدان عمل میں آئے اور مقامی قبائلی زعما کو ڈالروں کے سحر میں جکڑنے کا منصوبہ تشکیل پایا۔ اس طرح جو کام میدان کارزار میں نہیں ہوسکا، وہی کام حرص مال ومتاع کے داعیہ کو ابھار کر لیا گیا۔ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حقیقت کا روپ دھارنے لگے کہ ''میری امت کا فتنہ مال ہے''۔ ''وہن'' کی بیماری میں مبتلا طبقات کے لیے دنیا اپنی پوری رنگینیوں اور رعنائیوں کے ساتھ آموجود ہوئی۔ اس ساری صورت حال اور بدلتے ہوئے حالات نے مجاہدین کی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب کیے۔ مجاہدین کی صفوں میں موجود مفاد پرست، موقع پرست اور چڑھتے سورج کے پجاری آہستہ آہستہ حبِ دنیا کے آگے سپر ڈالتے چلے گئے اور اللہ رب العالمین کی سچّی کتاب قرآن حکیم کے الفاظ اس صورت حال پر صادق آنے لگے۔

وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاس (سورہ آل عمران: آیت 140)

''یہ (ناکامی اور کامیابی کے) دن ہیں جنہیں ہم باری باری گردش دیتے ہیں لوگوں کے درمیان''۔

ان حالات میں بھی، جنہیں اللہ کی توفیق ومدد حاصل رہی اور جنہیں جنتوں کے حصول کے شوق نے جنون میں مبتلا کیے رکھا، اُن کا شعار اب بھی یہی تھا کہ اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ۔ یہی استقامت کے کوہ گراں اس آزمائش میں بھی اپنے رب کے احکامات کو سینوں سے لگائے ڈٹے رہے۔ ساری دنیا میں امریکی منصوبے کی کامیابی کے ڈھنڈورے پیٹے جانے لگے۔ لیکن قربانیوں کی لازوال داستان رقم کرنے والوں، ابوغریب

کے عقوبت خانوں کی تاریکیوں کو بے پناہ جبر و تشدد کے ماحول میں بھی اللہ اکبر کبیرا کے نعروں سے نورانی فضاؤں میں بدل دینے والوں، فلوجہ کی گلیوں اور بازاروں میں صلیبیوں کو ذلت وخواری کا مزہ چکھانے والوں کی نظریں اب بھی صرف ایک ذاتِ الٰہ پر تھیں۔اُن کے لیے اللہ رب العزت کا یہ فرمان دلوں کی ڈھارس بندھانے اور قدموں کو ثبات دینے کے لیے کافی تھا کہ إِن تَكُونُواْ تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّهِ مَا لاَ يَرْجُونَ وَكَانَ اللّهُ عَلِيماً حَكِيماً (سورہ النساء: آیت 104)

''اگر تم تکلیف اٹھاتے ہو تو بے شک وہ (تمہارے دشمن) بھی تکلیف اٹھاتے ہیں جیسے تم اٹھاتے ہو لیکن تم اللہ سے ایسے اجر کی امید رکھتے ہو، جس کی وہ توقع نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ ہر بات جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے''۔

پہلے پہل پال بریمر کی صورت میں امریکی ہرکارہ عراق پر مسلط کیا گیا۔ پھر ایاد علاوی کا نام' ذلت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے والوں کی سربراہی کے لیے سامنے آیا۔ عبوری طور پر وزیر اعظم بنائے جانے والے ایاد علاوی نامی مہرے کا کھیل ختم ہوا تو 2005 میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام رچائے جانے والے انتخابی ڈرامہ کے نتیجے میں ایک رافضی کافر ابراہیم جعفری کو وزیر اعظم نامزد کیا گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد باہمی چپقلش کی وجہ سے اُسے منظر عام سے ہٹا دیا گیا اور اُس کی جگہ ایک دوسرا رافضی کافر' نوری المالکی (وزیر اعظم) کی صورت میں بغداد کا 'وائسرائے' مقرر کیا گیا جبکہ اپریل 2005 کو ایک کردلیڈر' جلال طالبانی صدر بنا۔

2009 کے وسط میں اعلان کیا گیا کہ صدام حکومت کے خاتمے کے بعد دوسرے انتخابات اگلے سال منعقد ہوں گے اور یہ اقوام متحدہ کی بجائے عراقی حکومت کروائے گی۔ انتخابات کے لیے 16 جنوری 2010 کی تاریخ طے کی گئی۔ 9 دسمبر 2009 کو سیکورٹی صورت حال کی وجہ سے انتخابات کی نئی تاریخ کا اعلان کیا گیا، جس کے مطابق اب انتخابات کی تاریخ 16 جنوری کی بجائے 6 مارچ رکھی گئی۔ تاہم چند ہی گھنٹوں بعد یہ اعلان ہوا کہ حتمی تاریخ 6 مارچ کی بجائے 7 مارچ ہوگی۔ 2005 میں 275 نشستوں کے لیے الیکشن ہوئے تھے جبکہ اب کی بار 325 نشستوں پر انتخابات ہوئے۔

23 جنوری 2010 کو امریکی نائب صدر جوزف بائیڈن عراقی سیکورٹی کی بگڑتی ہوئی صورت حال اور انتخابی ڈھونگ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے بغداد پہنچا۔ بغداد پہنچنے کے بعد اُس نے کہا ''امریکہ چاہتا ہے کہ عراق میں انتخابات کا انعقاد پرسکون ماحول میں ہوتا کہ وہاں سے فوجی انخلا شروع ہو سکے''۔ بائیڈن کے سکیورٹی مشیر ٹونی بلینکن کا کہنا تھا کہ ''میرا نہیں خیال کہ امریکہ یا دوسرے ممالک عراق کے اس طرح کے مسائل حل کر سکتے ہیں، اگر عراق مسائل کو حل کرنے کے لیے ہمارے سے مدد مانگتا ہے تو ہم وہ فراہم کر سکتے ہیں، منصوبے کے مطابق فوجیوں کا انخلا رواں سال اگست سے شروع ہو جائے گا اور اگلے برس تک ساری فوج کو نکال لیا جائے گا''۔ یاد رہے کہ امریکہ اور صلیبی اتحادی' عراق کے 18 میں سے 14 صوبوں کا کنٹرول نمائشی طور پر عراقی نیشنل آرمی کے حوالے کر چکے ہیں۔

دولۃ العراق الاسلامیۃ کے امیر المومنین ابو عمر البغدادی حفظہ اللہ نے 7 مارچ کو ہونے والے انتخابات کو سیاسی جرم قرار دیتے ہوئے ان انتخابات کا انعقاد روکنے کیلئے تمام ممکن ذرائع استعمال کرنے کی دھمکی دی تھی۔ 34 منٹ اور 22 سیکنڈ دورانیے کا یہ آڈیو پیغام القاعدہ کے میڈیا نے تیار کر کے انٹرنیٹ پر جاری کیا۔ پیغام میں ابو عمر البغدادی نے کہا کہ دولۃ کے مجاہدین نے ان انتخابات کا انعقاد روکنے کیلئے تمام جائز ذرائع استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن میں بنیادی اہمیّت عسکری ذرائع کو حاصل ہے۔ اُنہوں نے عراق میں انتخابات کے دوران کرفیو کا اعلان کرتے ہوئے ووٹ ڈالنے والوں کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ اُنہوں نے واضح کیا کہ اسلامی حکومت نے الیکشن کے دوران ملک بھر میں صبح چھ بجے سے شام چھ بجے تک کرفیو کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔

ان انتخابات میں حصّہ لینے والی جماعتوں رسیاسی اتحادوں کی اکثریت روافض سے تعلّق رکھتی تھی۔ ان سیاسی اتحادوں کا مختصر تعارف اس طرح ہے:

1- قائمة انتلاف دولة القانون (اسٹیٹ آف لاء کولیشن)

عراق کے وزیر اعظم نوری المالکی (شیعہ کافر) کی سرکردگی میں قائمة انتلاف دولة القانون (اسٹیٹ آف لاء کولیشن) ہے۔ اس اتحاد میں کل 34 سیاسی جماعتیں اور دیگر شخصیات شامل تھیں، اس اتحاد میں نوری المالکی کی حزب الدعوۃ، حسین ابراہیم صالح الشھرستانی کی المستقلون، مہدی صالح الحسنی کی القائمة الوطنية کے علاوہ عراق کی دیگر شیعہ سیاسی جماعتیں بھی شامل تھیں۔

2- انتلاف الوطنی العراقی (عراقی نیشنل الائنس)

اس الائنس میں کل تیس سیاسی جماعتیں موجود ہیں جو تمام شیعہ مذہب سے تعلّق رکھتی تھیں۔ اس الائنس میں سید عمار الحکیم کی سپریم کونسل آف اسلامک، مقتدیٰ الصدر کی مہدی ملیشیا، سابق وزیر اعظم ابراہیم جعفری، احمد چلابی کی نیشنل ریفارمر پارٹی کے علاوہ عراقی نیشنل کانگریس سمیت حزب فدائیان شامل تھیں۔

3- قائمة التحالف الكردستاني (کردستان الائنس)

قائمة التحالف الكردستاني (کردستان الائنس) عراقی صدر جلال طالبانی کی رہنمائی میں انتخابات میں حصّہ لے رہا تھا۔ یہ اتحاد مجموعی طور پر تیرہ سیاسی جماعتوں پر مشتمل تھا۔ اس اتحاد میں قابل ذکر جماعتوں اور شخصیات میں اتحاد الوطنی الکردستانی کا جلال طالبانی، حزب الاشتراکی الدیموقراطی کا سربراہ مسعود برزانی شامل تھے۔

4- قائمة العراقيه (عراقی الائنس)

قائمة العراقيه (عراقی الائنس) کے الائنس میں کل بیس سیاسی جماعتیں شامل تھیں جو کہ سابق وزیر اعظم اور بعث پارٹی (کمیونسٹ نظریہ کی حامل جماعت) کے رہنما ایاد علاوی کی سربراہی میں انتخابات میں حصّہ لے رہی تھیں۔ اس الائنس میں تجدد پارٹی کے طارق الہاشمی، نیشنل ٹالک کے صالح المطلق، ریفارمر اینڈ جسٹس موومنٹ کے عجیل یاور شامل تھے۔

5- انتلاف الوطنی العراقی (عراقی نیشنل الائنس)

انتلاف الوطنی العراقی (عراقی نیشنل الائنس) میں کل اڑتیس سیاسی جماعتیں

شامل تھیں، اس الائنس میں عراقی وزیر داخلہ جواد البولانی جو کہ معروف رافضی کافر ہے' جبکہ دیگر لوگوں میں شیخ احمد ابو ریشا، احمد عبد الغفور السیمارائی، اور صحوہ ملیشیا کے رہنما بھی شامل تھے۔

6- عراقی اکاڈز

یہ واحد سنی انتخابی اتحاد تھا جو مجموعی طور پر ارتداد کے راستے پر چلنے والی چار سنی جماعتوں پر مشتمل تھا، جس میں الحزب الاسلامی العراقی کے اسامہ تکریتی، موجودہ اسپیکر ایاد السماوائی کے علاوہ قومی اسمبلی کے ممبرز بھی شامل تھے۔

انتخابات کے موقع پر سیکیورٹی کے 'انتہائی سخت' انتظامات کیے گئے، تمام سرحدیں سیل تھیں، بغداد ائیر پورٹ بند تھا اور گاڑیوں کی نقل و حرکت پر مکمل پابندی تھی۔ بغداد میں دو لاکھ سے زائد سیکیورٹی اہلکار تعینات تھے۔ انتخابی عمل کے دوران شدید حفاظتی تدابیر کے باوجود بغداد میں گرین زون ایریا میں مارٹر فائرنگ کی گئی جس میں 45 افراد ہلاک ہو گئے۔

دولۃ العراق الاسلامیۃ کے امیر المومنین ابو عمر بغدادی حفظہ اللہ نے واضح طور پر اعلان کیا کہ 7 مارچ کو ہونے والے انتخابات سے عراق کے سنی اکثریتی صوبوں کے عوام قطعی طور پر لاتعلق رہے ہیں۔ 24 منٹ کے آڈیو بیان میں اُنہوں نے فرمایا کہ حالیہ انتخابی ڈھونگ کو عراق کے سنی عوام نے مسترد کر دیا ہے۔ یہ انتخابات اور ان کے نتائج مجاہدین کے لیے سرے سے کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور ان انتخابات کی بنیاد پر قائم ہونے والی امریکی کٹھ پتلی حکومت بھی سابقہ حکومتوں سے ذرہ برابر مختلف نہیں ہوگی اور مجاہدین' عراق میں رافضی حکومت کے خلاف بھی اُسی طرح کارروائیاں جاری رکھیں گے جس طرح صلیبیوں کے خلاف جاری رکھے ہوئے ہیں (ان شاء اللہ)۔

دوسری طرف امریکی سرپرستی میں شیعہ اتحاد کی '' کامیابی'' پر ایران کی مسرت بھی دیدنی ہے۔ ایرانی روافض کی باچھیں کھلی جا رہی ہیں، ایران نے عراقی انتخابات میں شیعہ اتحاد کی برتری پر وزیر اعظم نوری المالکی اور دیگر اتحادیوں کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ '' عراق میں جلد نئی حکومت تشکیل دے دی جائے گی''۔ 16 مارچ کو ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان رحیم میمن ہراسات نے کہا '' شیعہ اتحاد کی انتخابات میں برتری خوش آئند ہے اور پوری ایرانی قوم عراقی عوام کی اس خوشی میں برابر کی شریک ہے''۔

اس الیکشن کے نتائج جو بھی ہوں، ایک بات بالکل واضح ہے کہ امریکہ عراق سے اگلے سال واپسی کا رختِ سفر باندھ رہا ہے۔ بحر اوقیانوس کے پانیوں میں تیرتے ہوئے امریکی بحری بیڑے 7 سال پہلے عراق پر حملہ آور ہونے آئے تھے تو عجب طمطراق اور رعونت سے اعلان کیا گیا تھا کہ '' ہم عراق کو آزاد کروائیں گے، جمہوریت کا تحفہ دیں گے وغیرہ وغیرہ''۔ آج 7 سال بعد عراق جس قدر آزاد ہے اور وہاں جمہوریت کا جس طرح دور دورہ اُس کی حقیقت ہر صاحبِ بصیرت کے سامنے عیاں ہے۔ دینِ اسلام کے ازلی دشمن یہود و نصاریٰ' اپنے فطری اتحادیوں' روافض (شیعہ) کو اپنے تئیں عراق پر مسلط کر کے گھر کی راہ لے رہے ہیں۔ یہ رافضی کفار کا ٹولہ عراق کے مسلمانوں پر پچھلے سات سال میں بے انتہا مظالم توڑ چکا ہے۔ ایران میں بیٹھا مقتدیٰ الصدر ہو یا نوری المالکی، عمار الحکیم ہو یا ابراہیم جعفری اور جواد البولانی یہ تمام مجرمین عراق میں صلیبیوں کے معاون و مددگار رہے ہیں اور آج بھی صلیبیوں کے ہمراہ مجاہدین کے مقابل موجود ہیں۔

فلوجہ، بغداد، صلاح الدین، بعقوبہ، تکریت، موصل، الانبار، سامرا، بابل اور دیالا سمیت ارض الرافدین کے ہر صوبے اور چھوٹے بڑے شہروں میں صلیبی امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے سرِ غرور کو پیوندِ خاک کرنے والے ان مجاہدین نے اللہ کی توفیق و تائید سے کامل 7 سال تک کفر کی آندھیوں کا مقابلہ کیا۔

ان تمام کا یوم حساب اب بہت قریب آ گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً Oإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً (سورہ الم نشرح: آیت 6-5)۔'' تو بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے''۔ یہ تو اللہ احکم الحاکمین کی دائمی سنت کے قطعی خلاف ہے کہ وہ مجاہدین کی قربانیوں کو رائیگاں جانے دے......

ابوغریب جیل کی نور اور فاطمہ جیسی بہنوں کی آہ و بکا آج بھی امت کے دردِ دل رکھنے والے بیٹوں کو تڑپا رہی ہے، فلوجہ کے شہیدوں کا قرض اب بھی مجاہدین کے کندھوں پر باقی ہے، شیخ ابو مصعب الزرقاوی شہیدؒ کے تیار کردہ فدائین آج بھی مستعد و تیار ہیں اور اللہ کی نصرت کے ساتھ کفر کے اماموں پر ایک مرتبہ پھر رعب و دہشت طاری کر کے اُنہیں ابدی جہنّم کی نذر کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں پر محض اُسی کی توفیق سے پورا اترنے والے مجاہدین اب صیقل تلوار بن چکے ہیں۔ خوش خبریوں کے دور عنقریب آنے کو ہے۔ عراق کے تمام شہروں، قصبوں اور دیہات میں تحریک جہاد منظّم ہو رہی ہے۔ مجاہدین روزانہ کی بنیاد پر اپنی کارروائیوں میں صلیبی فوجیوں اور روافض کو شکار کر رہے ہیں اور اب کی بار یہ لہر اس عزم و ولولہ سے اٹھے گی کہ تمام بلادِ عرب جہاد کی بابرکت ہواؤں سے فیض یاب ہوگا۔ جزیرۃ العرب، اردن، شام، مصر، لبنان، فلسطین سمیت تمام عالم عرب میں ہر سو جہاد کی یہ پکار گونجے گی۔ خوش خبری ہے امت کے لیے کہ ایک طرف خطہ خراسان سے جہادی بیداری کی لہر اٹھ رہی ہے اور دوسری طرف عرب کے صحراؤں سے یہ صدا بلند ہو رہی ہے

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

پس امت کے ہر پیر و جواں کو چاہیے کہ قافلہ چھوٹنے سے پہلے زادِ سفر باندھے اور اُن قدموں کے ساتھ قدم ملا کر منزل مراد کی جانب رواں دواں ہو کہ جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ '' جو قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں' اُنہیں جہنّم کی آگ نہیں چھوئے گی''۔

☆☆☆☆☆

صلیبی غلام، جھوٹ کی مشینیں

مصعب ابراہیم

جھوٹ کے بل بوتے پر اگر فتوحات کے دروازے کھولے جا سکتے، عیاری و مکاری کے سہارے اپنی ہزیمت کو چھپایا جا سکتا، دجل و فریب کے گرُ آزما کر اگر معرکے سر کیے جا سکتے تو آج امریکہ، اُس کے حواری اور غلامِ اسلام کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے والوں کو ملیا میٹ کر چکے ہوتے!!! کذب و افترا کی بنیاد پر جنگیں جیتنے کے خواب دیکھنے والے آج ہر محاذ پر رسوا کن شکست کا سامنا کر رہے ہیں۔ افغانستان کی سرزمین یہود و نصاریٰ کے لشکروں کے لیے وہی منظر پیش کر رہی ہے جو صدیوں قبل فرعون کے لشکر کے لیے بحرِ قلزم کے پانیوں نے رب کائنات کے حکم سے پیش کیا تھا۔ اسی طرح خطۂ پاکستان میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ وفا کا دم بھرنے والے غلامانِ صلیب بھی مجاہدین کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو کر دم واپسیں کی کیفیت سے دوچار ہیں۔

پاکستان کے مقتدر طبقے نے کفار کے مقابلے میں ابطالِ امت کا ساتھ دینے کی بجائے کفر کے مورچوں کو مضبوط کیا اور امت مسلمہ کے خلاف موجودہ صلیبی جنگ میں خود کو اہلِ صلیب کی کامل سپردگی میں دے دیا۔ اس کے نتیجے میں مجاہدین نے بھی اللہ کی توفیق و نصرت سے ان خائنین امت کو کچوکے لگانا شروع کیے۔ 'ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ' کے عملی مظاہر اُس وقت دیکھنے کو ملتے ہیں، جب مجاہدین کے ہر وار پر یہ صلیبی غلام بلبلا کر رہ جاتے ہیں۔

> پرویز کیانی نے 30 مارچ تک وزیرستان آپریشن ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے پہلے سوات و ملاکنڈ میں بھی آپریشن "ختم" ہو چکا ہے۔ لیکن سوات و ملاکنڈ میں مجاہدین عالیشان پوری استقامت سے موجود بھی ہیں اور دن بدن اپنی کارروائیوں میں تیزی بھی لا رہے ہیں۔

میدانِ عمل میں بے بسی و لاچاری کا نمونہ بننے والے اب مکر و فریب کے ذریعے بازی کو اپنے حق میں پلٹنا چاہتے ہیں۔ مردِ میدان بن کر مقابلہ کرنے کی بجائے جھوٹ کی بنیاد پر کھڑے کیے جانے والے قلعوں میں اپنے آپ کو محصور کرنے والے گمان کیے بیٹھے ہیں کہ اُن کا مکر و فریب اُن کے کسی کام آ سکے گا۔

یہی وجہ ہے کہ اپنی پٹی ہوئی فوج کو عوام الناس کے سامنے میدان کارزار کے فاتح کے روپ میں دکھانے کے لیے ابلاغی میدان (میڈیا) میں کذب بیانی کی ایسی ایسی مثالیں قائم کی گئیں کہ جن کے تجزیے کا ارادہ کیا جائے تو اخلاق، اقدار اور مروت کی حامل لغت بھی اپنا دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے کہ اُس کے پاس ایسے الفاظ ہی مفقود ہیں جن کے ذریعے کذب و افترا کی ان کہانیوں کا تجزیہ کیا جائے۔

سوات و وزیرستان سمیت تمام قبائلی علاقوں میں پاکستانی فوج کے مظالم کی گواہی اُن علاقوں میں بسنے والا ہر فرد دے سکتا ہے۔ جس طرح امریکہ اور صلیبی اتحادی اپنی ساری خون آشامیوں کے باوجود افغانستان میں رسوا کن شکست کا طوق گلے میں ڈالے پھرتے ہیں بالکل اسی طرح غلامانِ امریکہ بھی اپنے تمام تر ظلم و ستم کے باوجود پاکستان میں جنگ ہار چکے ہیں۔ یہ قوتیں اب اس ہاری ہوئی جنگ کا پانسا کذب و افترا کے ذریعے پلٹ دینا چاہتی ہیں۔ ان ساری چال بازیوں اور مکاریوں کا دوسرا بڑا مقصد معاشرے میں مجاہدین کے خلاف منفی رائے کو پروان چڑھانا، مجاہدین کے حوصلوں کو توڑنا اور مجاہدین سے ہمدردی رکھنے اور تعاون کرنے والے افراد میں مایوسی و بددلی پھیلانا ہے۔ جھوٹ کی ابلاغ و تشہیر کے لیے کارپردازانِ ریاستِ پاکستان کو اپنے آقاؤں کی پشت پناہی بھی حاصل ہوتی ہے اور ملکی و بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کی حمایت و تائید بھی۔ "دانش ور"، تجزیہ کار، کالم نگار، اداریہ نویس، ٹی وی اینکر پرسنز، سب صف بستہ حکومت کی مدد کے لیے ہمہ وقت تیار و مستعد رہتے ہیں۔

مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈہ کی اسی تشہیری مہم اور کذب بیانی کی حالیہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ ان تمام مثالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ باطل اور طاغوتی نظام جھوٹ کی بنیاد پر ابلاغی مہم چلا کر اپنی بقا کی آخری جنگ لڑ رہا ہے اور محاذوں پر شکست کو گلے لگانے کے بعد بوکھلاہٹ میں ایسے تضاداتِ قول و عمل کا مرتکب ہوتا ہے کہ ظاہر بین آنکھیں بھی اس کی بے چارگی اور بے بسی کا مذاق اڑاتی محسوس ہوتی ہیں۔

اگست 2009 میں امیر تحریک طالبان پاکستان بیت اللہ محسودؒ کی شہادت کے فوراً بعد شیطان ملک اور اسی قبیل کے دیگر کریہہ الصورت و سیرت افراد نے چلا چلا کر آسمان سر پر اٹھا لیا کہ "بیت اللہ محسود کی ہلاکت کے بعد تحریک طالبان پاکستان کی سربراہی کے لیے ہونے والی شوریٰ کے موقع پر فائرنگ کے تبادلے میں حکیم اللہ محسود، ولی الرحمٰن محسود، قاری حسین احمد، مولوی گل بہادر اور ملا نذیر ہلاک ہو گئے ہیں"۔ اس کے بعد ایک جانب سے یہ درفنطنی چھوڑی گئی کہ "کروڑوں روپے کے بیت المال پر جھگڑے کے نتیجے میں حکیم اللہ محسود اور ولی الرحمٰن محسود ہلاک ہو گئے ہیں"۔ اس جھوٹ پر ور قبیلہ کے ارمانوں پر اوس تب پڑی جب امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ تحریک طالبان پاکستان کے نئے امیر مقرر ہو گئے اور کئی دنوں تک جاری رہنے والا یہ طوفان بدتمیزی اُس وقت تھما جب چند صحافی حضرات کیمپ میں امیر حکیم

اللہ محسود اور ولی الرحمٰن محسود سے بالمشافہ مل کر آئے۔ لیکن شرم وحیا سے عاری اس گروہ سے وابستہ افراد نے اس سارے عمل میں ذرہ برابر سبکی محسوس نہ کی اور ڈھٹائی کی تمام حدود سے گزرتے ہوئے ''میں نہ مانوں'' کی رٹ لگائے رکھی۔ شیطان ملک ایک اور دور کی کوڑی لایا کہ ''حکیم اللہ محسود ہلاک ہو چکا ہے، منظر عام پر آنے والا اُس کا کزن ہے جسے افغانستان سے بلوایا گیا ہے''۔ اس حالت کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ مسلسل جھوٹ بولتے چلے جانے سے نہ صرف انسان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے بلکہ اُس کا حاسۂ فہم وادراک بھی جواب دے جاتا ہے اور انسان ایسی بے تکی ہانکنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا۔

14 جنوری 2010 کو شمالی وزیرستان کے علاقے شکتوئی میں ہونے والے ڈرون حملے کے بعد یہ خبر گردش کرنے لگی کہ اس حملے میں امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ شہید ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ نے آڈیو بیان میں تردید کی تو امریکی حکومتی ذرائع ابلاغ کی طرف سے شک ظاہر کیا گیا کہ اس میں تاریخ کا تذکرہ نہیں ہے، جس سے اس بیان کے تازہ ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ 16 جنوری کو امیر محترم کا آڈیو بیان سامنے آیا جس میں وہ اپنی شہادت کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''آج 16 جنوری ہے اور 14 جنوری کو جس جگہ میزائل حملہ ہوا 'میں وہاں نہیں تھا۔ مجاہدین ان افواہوں پر کان نہ دھریں جو میڈیا پہلے دن سے پھیلا رہا ہے، اگر مسجد میں امام نہیں ہوں گے تو کیا وہاں نماز نہیں ہوگی؟ اگر شیخ اسامہ، ملا محمد عمر یا میں نہ بھی ہوں تو کیا آپ کا جہاد چھوڑنا جائز ہے؟ میڈیا کو ہماری مساجد و مدرسے، ہمارے بچے، خواتین اور ضعیف العمر شہدا دکھائی نہیں دے رہے۔ ہم اپنے دین کے دفاع، مسجد و مدرسے کے دفاع، ملت کے دفاع کے لیے لڑ رہے ہیں، جسے دہشت گردی کہا جا رہا ہے''۔

اس کے باوجود کچھ ہی دنوں بعد سرکاری طور پر نشر کی جانے والی خبروں، شیطان ملک کے دعووں (جن کے مطابق مذکورہ واقعہ میں امیر حکیم اللہ محسود ہی نہیں قاری حسین بھی شہید ہو گئے) اور بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے تجزیہ نگاروں کی آرا میں صریح تناقض اور تضاد سامنے آیا۔ 31 جنوری کو الجزیرہ ٹی وی نے بتایا ''پاکستان کے سرکاری ذرائع نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں سرگرم شدت پسند تنظیم طالبان کے سربراہ حکیم اللہ محسود امریکی ہوائی حملے میں ہلاک ہو گئے ہیں''۔ سرکاری ٹی وی نے دعویٰ کیا کہ ''حکیم اللہ محسود 14 جنوری کو ہونے والے ڈرون حملے میں زخمی ہو گئے تھے، جنہیں علاج کی غرض سے اورکزئی ایجنسی منتقل کیا گیا اور اُن کے علاج کے لیے ایک ڈاکٹر کو بھی اغوا کیا گیا لیکن وہ 26 جنوری کی رات 8 بجے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گئے اور اُنہیں اورکزئی ایجنسی کی تحصیل ماموزئی میں سپرد خاک کر دیا گیا''۔ تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان محترم اعظم طارق نے امیر حکیم اللہ محسود کی شہادت کی اطلاعات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ''وہ زندہ اور محفوظ ہیں۔ اُن کی شہادت کی خبریں پھیلانے کا مقصد طالبان کی صفوں میں اختلافات پیدا کرنا ہیں، لیکن ایسے لوگ اپنے عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے''۔

9 فروری کو دوبارہ باسی کڑھی میں ابال آیا اور اب کی بار امیر محترم کی شہادت کی خبر کچھ یوں نشر کی گئی ''حکیم اللہ محسود ہلاک، میزائل حملے میں شدید زخمی ہونے کے بعد اُنہیں علاج کی غرض سے کراچی لے جایا جا رہا تھا، لیکن ملتان کے قریب وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گئے اور اُن کی میت کو پاراچنار پہنچا دیا گیا ہے''۔

اس موقع پر بی بی سی جیسا اسلام اور جہاد کا کھلم کھلا مخالف، ''سچائی ہر زاویہ سے نشر کرنے کا اعزاز رکھنے'' اور صحافتی آداب پر'' دیانت داری سے عمل پیرا'' ادارہ بھی درج ذیل الفاظ کہنے پر مجبور ہو گیا۔ بی بی سی کا نامہ نگار رفعت اللہ اورکزئی 10 فروری کو لکھتا ہے'' حکیم اللہ کی ہلاکت 'تیسری مرتبہ': گزشتہ دو ہفتوں کے دوران یہ تیسری بار ہوا ہے کہ ذرائع ابلاغ نے شدت پسند کمانڈر حکیم اللہ محسود کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ سب سے پہلے انہیں جنوبی وزیرستان میں مارا گیا، پھر اورکزئی ایجنسی میں ان کی تدفین کی گئی اور اب کی بار تو ٹیلی ویژن چینلوں نے حد کر دی۔ اب نہ قبائلی علاقے اور نہ صوبہ سرحد بلکہ اس بار ان کی موت کی خبر پنجاب کے ایک شہر (ملتان) سے دی گئی۔ کل تو ایک رپورٹر نے یہاں تک کہہ دیا کہ حکیم اللہ محسود کو ملتان سے بذریعہ جہاز کراچی لے جانے کا پروگرام بنایا گیا تھا لیکن وہ اس سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا''۔

> **جس طرح امریکہ اور صلیبی اتحادی اپنی ساری خون آشامیوں کے باوجود افغانستان میں رسوا کن شکست کا طوق گلے میں ڈالے پھرتے ہیں بالکل اسی طرح غلامانِ امریکہ بھی اپنے تمام تر ظلم وستم کے باوجود پاکستان میں جنگ ہار چکے ہیں۔**

6 ماہ کے عرصے میں ایک ہی فرد کے مکین، شکتوئی، اورکزئی اور کراچی جاتے ہوئے ملتان میں ''ہلاک'' ہونے کی ''مصدقہ اطلاعات'' سامنے آتی ہیں۔ یہ صورت حال اُن افراد کے لیے سوچنے اور غور وفکر کرنے کی دعوت دے رہی ہے کہ جن کے ذہن میڈیا کے سحر میں گرفتار ہیں اور جن کے نزدیک میڈیا کے بیان کردہ'' حقائق'' پر من وعن ایمان لانا اور یقین کرنا از حد ضروری ہے۔

2010 کے آغاز میں القاعدہ کے راہ نما شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ کے بارے میں یہ خبر اچھالی گئی کہ وہ ڈرون حملے میں شہید ہوئے ہیں حالانکہ شیخ ابو یحییٰ 'بفضلہٖ تعالیٰ تندرست وتوانا' محاذوں پر موجود ہیں اور مجاہدین کی قیادت فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد 22 فروری کو خبر آئی کہ'' افغان طالبان کی کوئٹہ شوریٰ کے ایک اور رکن مولوی عبدالکبیر کو گرفتار کر لیا گیا، افغانستان میں طالبان کے ایک اور اعلیٰ کمانڈر اور صوبے ننگرہار کے سابقہ گورنر مولوی عبدالکبیر کو شمال مغربی پاکستان کے شہر نوشہرہ سے پاکستانی خفیہ اداروں نے گرفتار کر لیا ہے''۔ جبکہ امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے مولوی عبدالکبیر کی گرفتاری کی تردید کرتے ہوئے

کہا کہ ''مولوی عبدالکبیر بحفاظت افغانستان میں موجود ہیں اور مجاہدین کے ہمراہ صلیبیوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اُن کی گرفتاری سے متعلّق جھوٹی خبروں کو پھیلانے کا مقصد مجاہدین کے حوصلوں کو پست کرنا ہے''۔

5مارچ2010 کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے مطلع کیا گیا کہ تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر مولوی فقیر محمد، تحریک طالبان افغانستان کے کمانڈر قاری ضیاالرحمٰن اور سوات میں تحریک طالبان کے کمانڈر محمد فاتح سیکورٹی فورسز کی کارروائی میں شہید ہو گئے ہیں۔ خبر ملاحظہ ہو: ''مہمند ایجنسی میں گولہ باری سے طالبان کمانڈر مولوی فقیر، قاری ضیا اور کمانڈر فاتح سمیت 30 جنگجو ہلاک اور 2 ٹھکانے تباہ ہو گئے۔ گزشتہ روز مہمند ایجنسی کی تحصیل پنڈیالی کے علاقے انیزری میدان میں سکیورٹی فورسز نے گن شپ ہیلی کاپٹروں سے عسکریت پسندوں کے ٹھکانوں پر شدید شیلنگ کی، جس سے 30 عسکریت پسند ہلاک ہو گئے۔ مولوی فقیر کالعدم تحریک طالبان پاکستان کا نائب امیر تھا جبکہ افغان کمانڈر قاری ضیاالرحمٰن کا تعلّق افغانستان کے صوبے کنڑ سے بتایا جاتا ہے اور وہ کئی سال سے باجوڑ میں اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے تھا۔ کمانڈر فاتح کا تعلّق سوات کے علاقے مٹہ سے بتایا جاتا ہے اس کا اصل نام عمر رحمٰن تھا اور وہ کالعدم تحریک طالبان کے عسکری ونگ کا سربراہ اور شوریٰ کا رکن بھی تھی''

شیطان ملک اس موقع پر بھلا کیسے خاموش رہ سکتا تھا، اب کی بار یوں گویا ہوا ''مجھے حیرت ہوگی اگر مولوی فقیر زندہ بچا ہو۔ امید ہے کہ ایک دو دن میں ہلاکت کی باقاعدہ تصدیق ہو جائے گی۔ ہمارے پاس خفیہ اطلاعات ہیں کہ جس وقت حملہ ہوا اس وقت مولوی فقیر ایک اور کمانڈر ضیا الرحمان کے ہمراہ شدت پسندوں کے ٹھکانے کے تہہ خانے میں ایک اجلاس میں مصروف تھا''۔

ایک ہفتے کے اندر اندر ہی جھوٹ کے تار و پود بکھرنے لگے اور 12 مارچ کو مولوی فقیر محمد نے صحافیوں سے خود رابطہ کر کے بتایا کہ ''وہ علاقہ چھوڑ کر کہیں نہیں گئے ہیں۔ میں بالکل زندہ سلامت ہوں اور میرے ساتھی قاری ضیاالرحمان اور فاتح محمد بھی خیریت سے ہیں''۔ انہوں نے کہا کہ جس جگہ پر شیلنگ کی گئی تھی وہاں وہ اور ان کے ساتھی موجود ہی نہیں تھے تو پھر وہ ہلاک کیسے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس حملے میں جس مکان کو نشانہ بنایا گیا تھا وہاں ایک خاتون ہلاک اور چند دوسرے عام شہری زخمی ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اب بھی باجوڑ ایجنسی میں اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہیں اور وہ علاقہ چھوڑ کر کہیں نہیں گئے ہیں۔

8مارچ کو ایک اور واقعہ کی ''رونمائی'' کی خبر سننے کو ملی۔ خبر کچھ اس طرح تھی ''اسامہ کا قریبی ساتھی یحییٰ غدن کراچی سے گرفتار: اسامہ بن لادن کے قریبی ساتھی اور القاعدہ کے کمانڈر یحییٰ غدن کو کراچی سے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یحییٰ غدن امریکی شہریت رکھتا ہے۔ آدم غدان کئی ناموں مثلاً یحییٰ آدم اور اعظم الامریکی کی حیثیت سے بھی جانا جاتا ہے''۔

> **یہ باطل اور طاغوتی نظام جھوٹ کی بنیاد پر ابلاغی مہم چلا کر اپنی بقا کی آخری جنگ لڑ رہا ہے اور محاذوں پر شکست کو گلے لگانے کے بعد بوکھلاہٹ میں ایسے تضاداتِ قول و عمل کا مرتکب ہوتا ہے کہ ظاہر بین آنکھیں بھی اس کی بے چارگی اور بے بسی کا مذاق اڑاتی محسوس ہوتی ہیں۔**

اس خبر کو تمام اخبارات و ٹی وی چینلز والے لے اڑے اور ایک سے بڑھ کر ایک ''تفصیلات و حقائق'' سامنے آنے لگے۔ جبکہ معلومات میں رسوخ کا عالم یہ تھا کہ عزام الامریکی کے نام سے مجاہدین کی صفوں میں معروف جہادی قائد کو 'اعظم الامریکی' کا نام دیا گیا! اُن کی ماضی کی زندگی سے ''پردے'' اٹھائے جانے لگے، شجرہ نسب اور حالات زندگی کا تذکرہ ہونے لگا اور آخر میں ساری کہانی کو گھما پھرا کر اس نکتہ پر مرکوز کر دیا گیا کہ ''ہائی ویلیو ٹارگٹ پر قابو پا لیا گیا، سی آئی اے کو مطلوب اہم ترین افراد میں سے ایک فرد کو پکڑ لیا گیا''۔ عالمی میڈیا نے بھی اس خبر کو 'بریکنگ نیوز' کے طور پر چلایا۔ سب سے معتبر سمجھے جانے والے انگریزی اخبار Dawn نے باقاعدہ فخریہ کہا کہ امریکی میڈیا اس خبر کو سب سے پہلے نشر Break کرنے پر ہمارا شکر گزار ہے۔ غلاموں کی کارکردگی آقاؤں کو سرشار کیے جا رہی تھی۔ دو طرفہ 'مبارک بادوں' کے سلسلے شروع ہو چکے تھے لیکن دو دن بعد ہی جشن کا مزہ اُس وقت کرکرا ہو گیا جب یہ معلوم ہوا کہ گرفتار شدہ فرد عزام الامریکی نہیں ہے بلکہ اُن سے مشابہت رکھنے والا کوئی اور ''امریکی دہشت گرد'' ہے۔ خدا جانے پاکستان کے ''زیرک، عقل مند اور حالات کی نبض پر ہاتھ رکھنے والوں'' کی عقلیں گھاس چرنے چلی جاتی ہیں جو اس طرح کی خبریں نشر کر کے پہلے پہل آقاؤں سے شاباش اور ''ویل ڈن'' کی تھپکی لیتے ہیں۔ بعد ازاں حقیقت منکشف ہونے پر آقاؤں کی طرف سے جس ''سلوک'' سے فیض یاب ہوتے ہیں اُس کی اصل حقیقت تو شاید کسی وقت گھر کا کوئی بھیدی طشت از بام کر دے۔

'جھوٹ کو اس تواتر سے بولو کہ وہ سچ سمجھا جانے لگے' یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس پر یہ ساری بودی عمارت کھڑی ہے۔ مجاہدین کے خلاف عامۃ المسلمین کو برگشتہ کرنے کے لیے اُن کی ایسی تصویر کشی کی جا رہی ہے جیسے ظلم و عدوان اور تشدد و تعذیب کی ساری انتہائیں مجاہدین کے ہاں آ کر ختم ہوتی ہیں۔ کبھی طالبان کو ''ظالمان'' کہا جاتا ہے، کبھی ''کرائے کے قاتل'' جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے، کبھی ''جہادی نہیں فسادی کہو'' کا حکم سنایا جاتا ہے، کبھی ''یہ مسلمان تو کیا انسان کہلانے کے بھی حقدار نہیں'' کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ یہ تمام القابات آصف زرداری، شیطان ملک، الطاف حسین، میاں افتخار حسین، سلمان تاثیر، فاروق ستار، قمر الزماں کائرہ جیسے قبیح اور خبیث الفطرت افراد کی طرف سے عطا کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک کی فرد جرم کی طوالت کئی کئی دفتروں پر محیط ہو سکتی ہے۔ یہ تمام کے تمام عادی مجرم ہیں، شراب و زنا ان کی گھٹی میں پڑا ہے، اخلاقیات سے عاری، تعیّشات اور حرام کاری و حرام خوری کے رسیا اور بدعنوانی میں بے مثال ہیں۔

(بقیہ صفحہ 43 پر)

پاکستانی سیاست، صحافت اور سیکورٹی اداروں میں امریکی ملازمین

سلسبیل مجاہد

پاکستان کی امریکی غلامی کی ایک طویل تاریخ ہے، اس تاریخ میں پاکستانی حکمرانوں کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا بلکہ اس غلامی کے گرویدہ حکومتی کارندے ایک سے بڑھ کر ایک کردار ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی حکومتی اور سیاسی حلقوں سمیت سیکورٹی اداروں میں ہمیشہ سے امریکی مہروں کو لا کر بٹھایا جاتا رہا ہے اور ان کی خدمات سے مستفید ہونے کے لیے ایسے تمام افراد کو ہر قسم کا فری ہینڈ بھی دیا جاتا رہا ہے۔ اس صورت حال میں جب کہ ایک طرف صلیبی فوجوں کی براہ راست امت مسلمہ کے اوپر چڑھائی ہے اور کوشش ہے کہ ہر اسلامی تشخص واقدار کو ختم کر دیا جائے ایسے میں امریکی مفادات کے خاطر اپنے دین وایمان بیچنے والوں کی ایک لمبی قطار بھی سامنے آتی ہے جو کہ اس جنگ میں اہم صلیبی مہروں کی حیثیت سے سامنے لائے جا رہے ہیں۔ جنگوں کا محاذ اب صرف میدان جنگ تک محدود نہیں رہا بلکہ اس کا دائرہ سیاسی، سماجی، نظریاتی محاذوں تک پھیل چکا ہے۔ امریکہ بیک وقت ان تمام محاذوں پر کام کر رہا ہے اور اپنے مہروں کے ذریعے اس کامیابی کی تلاش میں سرگرم ہے جس کا ملنا اب صرف خواب ہی ہے۔ تاہم اس مقصد کے لیے اب امریکہ نے اپنے پسندیدہ افراد کو براہ راست بھرتی کر کے اہم جگہوں تک پہنچا رہا ہے۔

اس جنگ کا ہراول دستہ میڈیا ہے، پاکستان میں میڈیا نے امریکی مفادات کی جنگ میں کس طرح رائے عامہ کو ہموار کیا ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ لال مسجد، سوات میں نظام عدل کے نفاذ سے لے کر مجاہدین کی کردار کشی، حالات کو مسخ کرنا، سیکولر اور امریکہ کے پے رول پر کام کرنے والے افراد کے ذریعے لوگوں کو عدم یکسوئی کا شکار کرنا دراصل امریکی ایجنڈہ ہی ہے۔ خبروں سے لے کر ٹاک شوز کے ہنگاموں تک جو کچھ بھی آتا ہے ان میں کہیں بھی اسلامی نظریاتی اور دینی وابستگی نظر نہیں آتی بلکہ نفرت وعداوت کے ساتھ ساتھ سیکولر عناصر کا واویلا ہی سنائی دیتا ہے جو اسلام کے چھا جانے اور مجاہدین کے قدموں کی چاپ سن کر پاگل سے ہو چکے ہیں۔ گمراہ ذہنوں کی گندگیوں کو سامنے لا کر ہر ایک کا ذہن پراگندہ کرنے کا یہ کام خواہ مخواہ یا بغیر کسی منصوبہ بندی کے نہیں کیا جا رہا ہے! اس جنگ میں امریکی دلچسپی کا یہ حال ہے کہ حالیہ اطلاع کے مطابق امریکہ نے پاکستانی میڈیا میں 1.4 ارب ڈالر کی اشتہاری مہم چلانے پر غور کیا ہے تاکہ انتہا پسندی اور دیگر مسائل کا مقابلہ کیا جا سکے دوسرے لفظوں میں اپنے مقاصد کو حاصل کیا جا سکے۔ اس کام کے لیے پاکستانی میڈیا میں پیش کیے جانے والے ٹاک شوز کے میزبانوں اور بڑے اخبارات سے رابطوں کو ترجیح دی جا رہی ہے تاکہ وہ امریکی ایجنڈے کے مطابق کام کر سکیں۔

چند ہفتوں قبل امریکی سفارت خانے میں منعقد ہونے والی تقریب میں سی آئی اے اور بلیک واٹر کے اہلکاروں کے ساتھ ہماری ''دختران نیک اختر'' کی جو شرمناک تصاویر منظر عام پر آئی ہیں وہ اس حقیقت کی تصدیق کے لیے کافی ہیں کہ کون کون کس طرح امریکہ کی جنگ میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ شوکت پراچہ (پی ٹی وی)، عاصمہ شیرازی (اے آر وائی)، مہر بخاری (سما ٹی وی) اور صائمہ محسن (ڈان نیوز) وغیرہ کی محفل جام وجم میں رونق افزائی اور نائونوش کے مناظر جس کہانی کو بیان کر رہے تھے وہ صلیبی جنگ کی کہانی کا ایک اہم باب ہے۔ ان تمام افراد کی سیکولر ذہنیت، اسلام بیزاری اور ان کے پروگرام جس طرح مجاہدین پر زہریلے تیر برسانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں سب پر عیاں ہے۔

ذرائع ابلاغ کی اس جنگ میں امریکہ کا کردار کوئی نیا نہیں، خلیج کی جنگ میں امریکی چینل 'سی این این' نے پنٹاگون سے خصوصی معاہدہ کر کے براہ راست جنگ کے مناظر دکھائے اور پوری دنیا کو امریکہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ عین اسی نہج پر آج عراق وافغانستان میں یہی حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ عراق وافغانستان میں امریکہ کو جس ہزیمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا جاتا صورتحال کو چھپانے کے لیے پست ذہنیت کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں حال ہی میں پاکستانی صحافیوں کے ایک وفد نے امریکہ کا دورہ بھی کیا ہے۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق امریکہ نے اپنے مفادات سے وابستہ پیغامات کو پھیلانے کے لیے 25 کروڑ ڈالر مختص کر دیے ہیں۔

دسمبر 1993 میں ایک فرنچ رسالہ 'لے مونڈ ڈپلومیٹ' نے ایک مضمون واضح طور پر لکھا تھا کہ'' اسلام کے خلاف جنگ صرف فوجی میدان میں نہیں ہو گی بلکہ ثقافتی اور تہذیبی میدان میں بھی معرکہ آرائی ہو گی''۔ ان دجالی ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ میدان صحافت میں بھی امریکہ نے اپنے لوگ پلانٹ کر رکھے ہیں جو برقی ابلاغ کی طرح پرنٹ میڈیا میں وہی کام کر رہے ہیں جو چمکتی اسکرینوں میں ہو رہا ہے۔ روز کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجیے تو معلوم ہو جائے گا کہ نہایت ہی آسان وسادہ حقیقت کو بھی اس طرح توڑ موڑ کر پیش کیا جاتا ہے کہ سچ کا جھوٹ اور جھوٹ کا سچ بن جاتا ہے۔ بڑے بڑے نامور صحافیوں میں شمار ہونے والے افراد کی معلومات کا بھی یہی حال ہے کہ انہیں بھی عام آدمی کی طرح اصل صورت حال کا کوئی علم نہیں ہے۔ جس طرح عام فرد اطلاعات ومعلومات کے لیے ان لوگوں کی طرف دیکھتا ہے اُسی طرح یہ نامور افراد بھی اپنے کالموں کا پیٹ بھرنے، خبروں میں تیزی لانے اور آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اسی طرف رخ کیے ہوئے ہیں۔ لہذا معلومات کی غلط نوعیت نے جو ابلاغی مہم چلا رکھی ہے وہ عدم یکسوئی کے زنجیری عمل کی طرح ہے، اور یہی صلیبیوں کو مقصود بھی ہے۔ صہیونی پروٹوکول کے بارہویں باب میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ'' ہم دنیا میں ابلاغ کے زور پر اپنا تسلط قائم کریں گے اور ہماری منظوری کے بغیر ادنیٰ سے ادنیٰ خبر بھی سماج تک نہیں پہنچ سکتی۔

اس مقصد کے لیے یہودیوں نے اپنی خبر رساں ایجنسیاں قائم کیں اور آج دنیا بھر میں اطلاعات کے لیے انہی اداروں پر انحصار ہے۔ یہ مشہور ومعروف ایجنسیاں چاہے

تو ایک مرتی ہوئی بطخ کو اہم ترین ایشو بنادیں اور نہ چاہیں تو عراق، افغانستان، صومالیہ، چیچنیا، فلسطین میں ہونے والے امریکی مظالم ابوغریب، گوانتاناموبے، بگرام جیلوں اور عقوبت خانوں میں ظلم ودہشت انگیز کارروائیوں کو بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل کردیں۔ افسوس کہ کفار کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ''کلمہ گو'' بھی ان جرائم میں برابر کے شریک ہیں۔لیکن بات صرف میڈیا اور اس کے متعلقہ اداروں تک ہی ختم نہیں ہوتی ہے خود رو پودوں کی طرح اُگ آنے والی این جی اوز کا حال اس سے بھی برا ہے۔ یہ تنظیمیں اپنے فلاحی کاموں کی آڑ میں براہ راست امریکہ سے فنڈڈ ہیں جن میں سے نجی سیکورٹی کمپنی کے نام سے بلیک واٹر کی تنظیم کافی مشہور ہے۔امریکہ اس وقت تقریباً ایک ارب ڈالر کی لاگت سے اسلام آباد میں دنیا کا سب سے بڑا سفارت خانہ بنا رہا ہے، چونکہ یہ سفارت خانہ دنیا کا سب سے بڑا سفارت خانہ ہے اُس لیے اس کی سیکورٹی کے نام پر بلیک واٹر کے ایک ہزار افراد پاکستان میں اعلانیہ طور پر داخل ہوں گے، غیر اعلانیہ افراد کی تعداد کا شمار کیا جاسکتا ہے!!!

امریکی ایجنسیاں بڑی تعداد میں پاکستانی ملٹری افسروں، دانشوروں اور حتیٰ کہ صحافیوں کو بھی بھاری رقوم کا لالچ دے کر خفیہ بھرتی کر رہی ہیں۔ یہ بااثر افراد میڈیا میں امریکہ کا مقدمہ لڑنے کے لیے معلومات، تجزیہ اور تعلقات فراہم کریں گے۔ پولیس افسران کو براہ راست خریدا جا چکا ہے۔سیکورٹی اداروں میں لاتعداد ایسے افراد کی ہے جو بلاواسطہ امریکی ہدایات پر کام کرتے ہیں، حامد سعید کاظمی جس کے بارے میں لاہور کے امریکن قونصلیٹ کے سابقہ پرنسپل آفیسر برائن ڈی ہنٹ کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ ''یہ جنوبی پنجاب میں ہمارا نمائندہ ہے''۔ خود شیطان ملک امریکی لے کی دھن پر جس طرح رقصاں ہے اُس کا نظارہ قابل دید ہے۔غرض یہ کہ صحافت، سیاست، سیکورٹی اداروں میں امریکہ براہ راست داخل ہو چکا ہے۔روز روز امریکہ کے اعلیٰ حکومتی نمائندوں کا آنا اور مصروف ترین دن گذارنا یونہی نہیں ہے، شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار ہرکارے حافظ قرآن، نمازی وتہجد گزار لوگوں کو پکڑ پکڑ کر حوالے کر رہے ہیں، خواتین تک کو نہیں چھوڑا جا رہا ہے۔ جن کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ ''خدا کا نام لیتے ہیں اس زمانے میں''۔

علیحدگی پسند تحریکوں کے علاوہ لسانی بنیادوں پر قائم ہونی والی تنظیموں کی کاشت و نشوونما بھی امریکی سرپرستی میں جاری ہے۔اس سلسلے میں کراچی میں اہم صلیبی مہرہ ایم کیو ایم اور سرحد میں اے این پی ایک ہی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ مذہبی رواداری کے نام پر طاہر القادری اور میڈیا میں پیش کیے جانے والے بیشتر لوگ اسی قبیل کے ہیں۔علیحدگی پسند تنظیموں کے کافی ارکان کو فلوریڈا سینٹم آفس کی سیر بھی کروائی گئی ہے۔ کچھ ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ موجودہ حکومت یو ایس نیوی بیس کے پروپوزل سے متعلقہ امور پر نیول ہیڈ کوارٹرز سے مشاورت کی جا رہی ہے تا کہ افغانستان میں اندرونی و بیرونی تمام راستوں پر نظر رکھی جاسکے۔

کفر اپنی چالیں چلنے میں مصروف ہے، اللہ کے جانباز تن تنہا صرف اللہ کے بھروسے پر اُس کے مقابل ہیں، معرکہ جاری ہے، صفیں چھٹ رہی ہیں۔اور ہر قسم کی ابتلا و آزمایش کو انگیز کرتے ہوئے محض ایک اللہ کے نام پر ڈٹ جانے والے اپنے رحیم و کریم رب کا یہ وعدہ ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں بھولے کہ ''زبردست چال تو صرف اللہ رب العالمین ہی کی ہے''۔اور یہ خوش خبری بھی کہ ''تم ہی غالب ہو گے اگر تم مومن ہو''۔آل عمران

☆☆☆☆☆

بقیہ: شریعت کے نفاذ اور صلیبیوں سے جہاد کے لیے اتحاد امت ناگزیر ہے

دنیا بھر میں اور خود پاکستان کے صوبہ سرحد میں عملاً بھی تجربہ ہو چکا ہے کہ متحدہ مجلس عمل کی حکومت نظام میں کوئی جوہری تبدیلی نہیں لاسکی بلکہ ایک 'حسبہ بل' کو ہی وفاق میں بیٹھے شیطان کے چیلوں نے منظور اور نافذ نہ ہونے دیا کجا کہ پوری شریعت اسلامی۔گوکہ یہ عملاً ناممکن ہے کہ جمہوریت اور شریعت ایک دوسرے کی ضد ہیں تو پھر یہ کیسے اکٹھے چل سکتے ہیں۔اسلام کے غلبے کے لیے کام کرنے والوں کے لیے ازحد ضروری ہے کہ وہ اس پورے نظام کا فہم حاصل کریں اور پھر اس کا بطلان عامۃ المسلمین کے سامنے بیان کریں نیز اس سلسلے میں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ صلیبی قوتیں ہر جگہ جمہوریت ہی کا نفاذ کیوں چاہتی ہیں؟ عراق ہو یا افغانستان، صومالیہ ہو یا الجزائر ہر مقام پر ان کا مطلوبہ ہدف جمہوریت ہی کا نفاذ ہے اور وہاں جمہوریت کو شریعت کی ضد نہ سمجھنے والے بالآخر امریکی چھتری تلے قائم اصل جمہوریت میں شامل ہو گئے ہیں!!!

5- دنیا بھر میں کفر سے برسرپیکار فی سبیل اللہ مجاہدین چاہے وہ القاعدہ کے نام سے ہوں یا طالبان یا کسی اور نام سے، اُن کو اپنا سمجھنا، اپنا بنانا اور ان پر طعن وتشنیع کے تیر برسانے سے کُلّی طور پر اجتناب کرنا اُن کے ذمہ داران کے بارے میں پاسِ ادب ملحوظ رکھنا تمام مخلصین امت کے لیے ضروری ہے تا کہ کفریہ قوتیں کہیں یہ نہ خیال کر بیٹھیں کہ ان مجاہدین کو امت کی تائید حاصل نہیں اور بقیہ تمام امت تو ہماری غلامی کے لیے تیار بیٹھی ہے، صرف یہ لوہے کے چنے ہیں جو آہنی دیوار بنے ہوئے ہیں۔اگر یہ نہ ہوں تو پھر ہمارے لیے دنیا جہاں کے تمام در و بام کھلے ہیں۔

اب ہر طبقہ ہائے زندگی کے اُن افراد کے لیے جو صلیبیوں کی غلامی سے انکاری ہوں' ناگزیر ہے کہ وہ شریعت کے نفاذ کے لیے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے متحد و معاون ہوں ۔ گویا کہ افغانستان کی طرز پر پاکستان بھی نئی صف بندی کا متقاضی ہے۔ وہاں امیر المومنین ملا محمد عمر (نصرہ اللہ) کی قیادت میں پوری ملتِ افغاناں' طالبان بن گئی۔ یہاں پاکستان میں بھی یہی مطلوب ہے کہ پوری ملت طالبان کے قالب میں ڈھل جائے۔تبلیغی جماعت کے بھائیوں اور بزرگوں اور وفاق المدارس سے ملحقہ اداروں سے بھی یہی تقاضا ہے، خانقاہوں کے صاحبانِ طریقت سے بھی یہی اپیل ہے، جمعیت علمائے اسلام، جماعت اسلامی اور جمعیت اہل حدیث کے زعما و کارکنان سے بھی یہی استدعا ہے، ایقاظ و محدث جیسے فکری اداروں سمیت اہلسنت والجماعت، تحفظ ختم نبوت، تنظیم اسلامی، تحریک خلافت وحزب التحریر کے اصحابِ حل وعقد سے بھی یہی درخواست ہے۔اپنی ساری وابستگیوں کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے ہر کوئی کفر کے لیے طالبان بن جائے۔یہی وقت کا تقاضا ہے اور اگر یہ وقت گزر گیا تو پھر سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

☆☆☆☆☆

کیا ڈرون میزائل حملے امریکہ کو بچا سکیں گے؟؟؟

ڈاکٹر ولی محمد

وَقَالَ الْمَلأُ مِن قَوْمِ فِرْعَونَ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ Oقَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللّهِ وَاصْبِرُواْ إِنَّ الأَرْضَ لِلّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَO(سورہ الاعراف: آیت 128-127)

''اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اُس کی قوم کو چھوڑ دے گا کہ وہ زمین میں فساد مچائیں اور تیرے اور تیرے معبودوں (کی بندگی) کو چھوڑ دیں؟ فرعون نے کہا ہم ضرور قتل کروائیں گے اُن کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے اُن کی عورتوں کو اور یقیناً ہمیں اُن کے اوپر اقتدار حاصل ہے۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو۔ یقیناً زمین اللہ ہی کی ہے اور اپنے بندوں میں سے وہ جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور آخرت کی کامیابی تو صرف ڈرنے والوں کے لیے ہے''۔

قرآن حکیم کی یہ آیات مبارکہ اہل ایمان اور ان کے بالمقابل طاغوت اور اس کے ہم نواؤں کے جس آفاقی طرز عمل کی نشان دہی کر رہی ہے۔ اس کی مثال ہمیں تاریخ کے ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی نصرت سے بہرہ مند لیکن دنیاوی اسباب و اقتدار سے تہی، قلیل لوگوں کے کسی گروہ نے جھوٹے خداؤں اور دنیاوی اسباب و اقتدار پر قابض ان کے پوجنے والوں سے جب بھی برأت کا اظہار کیا ہے تو یہ طواغیت اور عباد الطّواغیت بھڑک اٹھے اور اپنی مادی قوت کے کبر میں مبتلا ہو کر اہل ایمان کو نیست و نابود کر دینے کی دھمکیاں دیں۔ اور کئی دفعہ تو ان دھمکیوں پر عمل کر دکھایا۔ لیکن اس کے جواب میں مؤمنین نے صبر و استقامت اور توکل علی اللہ پر مبنی جس طرز عمل کا مظاہرہ کیا اس کی بھی ایک سے بڑھ کر ایک مثال تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔

فرعون ونمرود، اصحاب الاخدود سے لے کر بدر و احد اور احزاب کی جنگوں میں اپنی قوت جھونک دینے والے قریش مکہ تک، ہر دور میں اہل کفر کا وطیرہ یہی رہا کہ حق کو پھلتا پھولتا دیکھ کر شدت غیض وغضب سے اپنی پوری کی پوری مادی قوت اور اسباب لے کر اہل ایمان پر پل پڑے گویا ان کا نام و نشان ہی دنیا سے مٹا دیں گے۔ لیکن ہر دور میں ان کا انجام ایک سا ہی رہا۔ یعنی دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں دائمی ہلاکت۔

قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ Oالنَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ Oإِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ Oوَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ Oوَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ O (سورہ بروج آیت 3 تا 8)

''خندقوں والے مارے گئے، وہ آگ تھی ایندھن والی، جب کہ وہ لوگ اس کے آس پاس بیٹھے تھے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ جو کر رہے تھے اس کو اپنے سامنے بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ یہ لوگ ان مسلمانوں سے (کسی اور گناہ) کا بدلہ نہیں لے رہے تھے۔ سوائے اس بات کے وہ اللہ غالب و لائق حمد کی ذات پر ایمان لائے تھے''۔

دوسری جانب اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں کامیابی اور عزت سے سرفراز کیا۔ ہر چند کہ اس کی صورتیں مختلف ادوار میں مختلف رہیں۔ کبھی تو ان کے صبر و استقامت کا بدلہ اللہ نے دائمی جنت اور آخرت میں سرفرازی کی صورت میں دیا اور کبھی دنیا میں بھی ان کو تمکین فی الارض سے نوازا۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُO (سورہ البروج آیت 11)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اُن کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، یہی ہے بہت بڑی کامیابی''۔

عہد حاضر میں جاری حق و باطل کا معرکہ بھی اب اس نہج پر پہنچ چکا ہے جہاں پیروان ابلیس اہل ایمان کے بالمقابل اپنی قوت صرف کر دینے کے باوجود شکست زدہ ہو کر زچ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اپنے فطری تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی سعی لاحاصل میں لگ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طاغوت عصر امریکہ اپنے تمام تر معاشی، انسانی و مادی وسائل کو موجودہ صلیبی جنگ میں جھونک چکا ہے۔ اہل ایمان کے ہاتھوں شکست کی ذلت سے دوچار امریکہ کے جنگی جنون کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ دنیا کی کل آبادی کے محض 4 فی صد پر مشتمل اس ملک کا عسکری یا جنگی بجٹ دنیا بھر کے دفاعی بجٹ کا 40 فی صد ہے۔ دنیا کی اس وحشی قوم نے جو معلوم تاریخ میں انسانیت کی سب سے بڑی قاتل ہے۔ 14 لاکھ 45 ہزار ''سورما'' پال رکھے ہیں جو دنیا کے 7 میں سے 6 براعظموں میں پھیلے

افغانستان اور عراق کی جنگوں میں خرچ کیے گئے 10 کھرب ڈالر اس کے کسی کام نہیں آئے بلکہ الٹا اس کے لیے وبال جان بن چکے ہیں۔ جس فضائی قوت پر اسے بہت زیادہ ناز اور بھروسہ تھا اس کا حال یہ ہے کہ صرف افغانستان میں گزشتہ 8 سالوں میں مجاہدین نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے کم از کم 63 ہیلی کاپٹر اور 17 دوسرے جہاز مار گرائے۔ جبکہ گرائے جانے والے ڈرون طیاروں کی تعداد بھی درجنوں میں ہے۔

ہوئے ہیں۔جبکہ 12 لاکھ نیشنل گارڈز اس کے علاوہ ہیں جن کو ضرورت کے وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔اوران میں سے4 لاکھ اس وقت فعال ہیں۔8,023 ٹینکوں، 23,661 بکتر بند گاڑیوں،10,646 جنگی جہازوں، 5,772 ہیلی کاپٹر اور190 بحری جنگی جہازوں پر مشتمل دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت امریکہ اپنے تمام تر کبر ونخوت کے ساتھ اپنے ہمراہ دنیا بھر کی فوجوں کو لیے2001ء میں جب30 سالہ جنگ سے تباہ حال افغانستان میں پر پل پڑا تھا تو اس وقت دنیا تھر تھر کانپ رہی تھی کہ کہیں ہمارا بھی 'تورابورا' نہ بن جائے۔2001ء میں کون جانتا تھا کہ دنیا کو پتھر کے زمانے میں دھکیل دینے کی دھمکیاں دینے والا امریکہ سنگلاخ پہاڑوں کی اس سرزمین میں اس قدر بری طرح الجھ جائے گا کہ 8 سال تک ڈالروں اور بارود کی بارش برسانے کے باوجود واپسی کا محفوظ راستہ تک پانے سے قاصر ہے۔

ان آٹھ سالوں میں امریکہ اوراس کے حواریوں نے کوئی جنگی حربہ اور ہتھیار ایسا نہیں چھوڑا جو نہتے افغانوں پر آزمایا نہ گیا ہو۔تہذیب کے ان جھوٹے علمبرداروں کی وحشت ودرندگی کی مکمل داستان تو شاید کبھی تاریخ کا حصّہ بنے لیکن اس کی چند سرخیاں ہی رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہیں۔جنگ کے پہلے6 ماہ میں صلیبی اتحادیوں نے افغانستان کی سرزمین پر20,000 سے زاید میزائل اور بم برسائے،جن میں جوہری مواد سے لیس ڈیزی کٹر بموں سے لے کر5000 پونڈ تک وزنی بنکر بسٹر اور کلسٹر بموں کے علاوہ کروز میزائل بھی شامل ہیں۔ان وحشیانہ بم باریوں میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔صلیب کے یہ پجاری اپنے پیش رووں کی مانند اپنے انجام سے غافل تھے لیکن اللہ تو ان کے اعمال اور اہل ایمان کے صبر سے واقف ہے اوراس کا فرمان ہے ان بطش ربک لشدید'' بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے''(سورہ البروج:12)

چنانچہ صلیبی اتحاد بھی اللہ رب العزت کی پکڑ میں آ گیا۔اس کی ساری کی ساری ٹیکنالوجی،جنگی سامان حرب اور مقامی وسائل دھرے کے دھرے رہ گئے۔صلیبی اتحاد چوہوں کی مانند افغانستان کے چوہے دان میں پھنس کر رہ گیا ہے۔نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کے مصداق اللہ کے شیروں کے شکنجے میں پھنسا طاغوت عصر امریکہ شدت تکلیف وغضب سے کبھی چنگھاڑتا ہے تو کبھی اپنی سونڈ زمین پر پٹختا ہے۔مالی سال2011 کے لیے امریکی کانگریس میں پیش کیا جانے والا بجٹ ایسی ہی ایک چنگھاڑ ہے۔اس بجٹ میں دفاع کے لیے708 ارب ڈالر تجویز کیے گئے ہیں۔جن میں سے کم از کم200 ارب ڈالر براہ راست عراق اور افغانستان کی جنگوں پر خرچ ہوں گے۔علاوہ ازیں اس بجٹ میں اہم بات یہ ہے کہ ڈرون طیاروں کے آپریشن کو75 فیصد تک بڑھانے کے لیے وسائل مختص کیے گئے ہیں۔فی الوقت امریکی افواج کے پاس بغیر پائلٹ طیاروں کے37 Orbit ہیں۔جبکہ ایک Orbit میں4 ڈرون شامل ہوتے ہیں۔مجوزہ بجٹ میں ان orbits کو65 تک بڑھانے کا عندیہ دیا گیا ہے۔امریکی فوجی سربراہ مائیک مولن کے مطابق انٹیلی جنس کی بنیاد پر کارروائیاں کرنے کے لیے ڈرون طیارے ہمارا ایک موثر ہتھیار ہیں۔

بغیر پائلٹ ڈرون طیاروں کے استعمال اوران کی استعدادکار میں اضافے کا یہ امریکی اعلان دراصل اس بات کا اعتراف ہے کہ ان کے تمام ہتھیار اور حربے اس جنگ میں ناکام ہو گئے ہیں اوران کا تمام تر انحصار ڈرون حملوں پر رہ گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دو ماہ سے شمالی وجنوبی وزیرستان میں بھی صلیبی ڈرون طیاروں کے ذریعے میزائلوں کی بارش کی جارہی ہے۔2010 کے آغاز سے لے کر اب تک کم وبیش50 میزائل حملے ڈرون کے ذریعے کیے جاچکے ہیں اور آئے روز مزید حملے بھی جاری ہیں۔لیکن کیا یہ ڈرون حملے امریکہ کو اس تباہی اور ذلت کے مہیب سمندر میں غرق ہونے سے بچاسکیں گے جو اللہ قادر مطلق کی سخت پکڑ کی بدولت اس کا مقدر بن چکا ہے؟

قرائن بتاتے ہیں کہ طاقت کے نشے میں چور،کمزور قوموں پر ظلم ڈھانے والا امریکہ اب اللہ کی پکڑ میں آچکا ہے اور وہ پکڑ تو ایسی سخت ہے کہ ڈرون حملے تو کجا پوری کائنات کی تمام طاقتیں مل کر بھی کسی ظالم کو اس پکڑ سے نہیں بچاسکتیں۔گرفتِ الٰہی کی علامات کچھ یوں ہیں کہ سپر پاور ہونے کی دعوے دار دنیا کی اس مغرور اور متکبر قوم کا سیاسی،معاشی وعسکری ہر طرح سے جنازہ نکل چکا ہے۔امریکی معیشت تباہی کے اس دہانے پر پہنچ چکی ہے کہ ایک امریکی ماہر معیشت کے بقول عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ جب کوئی امریکہ کو قرض دینے پر بھی تیار نہیں ہوگا جبکہ ریزرو کے نام کی کوئی چیز پہلے ہی نہیں بچی۔

2011 کا مجوزہ بجٹ مسلسل تیسرا بجٹ ہے جو1 ٹریلین ڈالر(یعنی10 کھرب ڈالر)سے زاید خسارے کے ساتھ پیش کیا گیا۔2011 کا متوقع بجٹ خسارہ تقریباً13 کھرب ڈالر اور2010 اور2009 کا بجٹ خسارہ بالترتیب16 کھرب ڈالر اور15 کھرب ڈالر تھا۔امریکہ کا قومی قرض120 کھرب ڈالر تک پہنچ چکا ہے اوراس معاشی بدحالی کے نتیجے میں بے روزگاری کا ایک سیلاب امڈ آیا ہے اور بے روزگاری کی شرح تقریباً10 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔بنکوں کے قرض ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے3 لاکھ سے زاید امریکی خاندان بے گھر ہوکر پناہ گزینوں کی مانند کیمپوں اور خیموں میں رہنے پر مجبور ہیں۔

دوسری جانب عسکری لحاظ سے بھی امریکہ نہ صرف شکست سے دوچار ہے بلکہ زوال کا شکار بھی ہورہا ہے۔افغانستان اور عراق کی جنگوں میں خرچ کیے گئے10 کھرب ڈالر اس کے کسی کام نہیں آئے بلکہ الٹا اس کے لیے وبال جان بن چکے ہیں۔جس فضائی قوت پر اسے بہت زیادہ ناز اور بھروسہ تھا اس کا حال یہ ہے کہ صرف افغانستان میں گزشتہ8 سالوں میں مجاہدین نے امریکہ اوراس کے اتحادیوں کے کم از کم63 ہیلی کاپٹر اور17 دوسرے جہاز مار گرائے۔جبکہ گرائے جانے والے ڈرون طیاروں کی تعداد بھی درجنوں میں ہے۔افغانستان میں مارے جانے والے امریکہ،اتحادیوں اور افغان فوجیوں کی تعداد لگ بھگ40 ہزار ہے،یہ الگ بات ہے کہ وہ حقیقت سے نظریں چراتے ہوئے اس تعداد کو تسلیم نہیں کرتے۔اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ روبہ زوال امریکہ اور اُس کے حواریوں کی اس بدترین شکست کے منظرنامے کو محض ڈرون حملوں کے ذریعے بدلا جاسکتا ہے اور ڈرون طیارے امریکہ کے لیے فتح کی علامت بن سکتے ہیں تو اُسے اس خیالی دنیا سے باہر آنا چاہیے۔پس نوشتہ دیوار بہت واضح ہے کہ امریکہ بہت جلد شکست خوردگی کے عالم میں سوویت یونین کی مانند ریزہ ریزہ ہوکر تاریخ کے اوراق میں تحلیل ہوجائے گا۔ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

امریکہ کا انجام! ویت نام اور افغانستان

انور یوسف

اگر ہم 1973 کے ویت نام اور 2010 کے افغانستان کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو دونوں میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آئے گا۔ ویسے ہی بیانات اور عوام کی وہی نفرتیں۔ لوگوں کے وہی احساسات اور امریکی فوجیوں کی وہی حالتیں۔ ویسے ہی دورانِ جنگ ایک امریکی صدر کی انتخابات میں شکست اور آج کے حالات بھی اسی طرح کے۔ جنگ کا انجام بھی وہی نظر آرہا ہے اور عرصہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے۔

یادش بخیر ویت نام میں امریکی فوجیں باقاعدگی سے 1962 میں آنا شروع ہوئیں۔ 1963 تک 25 ہزار امریکی فوجی آچکے تھے۔ 1964 میں یہ تعداد 60 ہزار ہوگئی۔ ویت نام کے گوریلوں نے امریکی فوجیوں پر حملے شروع کردیے۔ 7 فروری 1965 کو ان گوریلوں نے ایک بڑا حملہ کیا جس میں امریکہ کے 36 فوجی مارے گئے۔ اس حملے کے بعد امریکی صدر جانسن نے ویت نام میں اپنی فوجیں مزید بڑھا دیں۔ اپریل 1965 تک یہ فوجیں 5 لاکھ 43 ہزار 400 ہوگئیں۔ جنوبی ویت نام فوجی چھاؤنی میں تبدیل ہوگیا۔ ساحل اور ایئر پورٹ امریکی کنٹرول میں چلے گئے۔ تمام بڑے شہروں کے حساس علاقے امریکیوں نے اپنے قبضے میں لے لیے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اب امریکہ ویت نام سے نہیں جائے گا لیکن ویت نامیوں نے چھاپہ مار کارروائیوں کے ذریعے امریکیوں کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ ویت نام میں امریکی جانی و مالی نقصانات اس سطح پر پہنچ گئے کہ امریکی صدر جانسن امریکیوں میں غیر مقبول ہوگیا اور 1969 کے الیکشن میں شامل ہونے سے انکار کردیا جس کے نتیجے میں رچرڈ نکسن امریکہ کا صدر منتخب ہوگیا۔

نکسن نے اقتدار سنبھالا تو دو راستے تھے۔ وہ ویت نام سے اپنی فوجیں واپس بلوا لے یا پھر جنگ جاری رکھے۔ پہلے راستے کے انتخاب میں امریکہ کی جگ ہنسائی کا خوف تھا جبکہ دوسرے کے انتخاب پر مزید نقصان کا اندیشہ تھا۔ نکسن نے دوسرے راستے کا انتخاب کیا۔ اس نے ویت نام میں اپنی فوج بڑھا دی اور بارود پھینکنے کی مقدار میں اضافہ کردیا۔ جس کے نتیجے میں شمالی ویت نام کے دو شہروں ہنوئی اور ہائی فونگ پر 11 دنوں میں ایک لاکھ بم گرائے گئے جو دنیا کی تاریخ میں بموں کی سب سے بڑی تعداد تھی لیکن جس دن بموں کی یہ بارش کی گئی، اسی روز ویت نامیوں نے چھاپہ مار کارروائیوں کا نیا سلسلہ شروع کردیا۔ یہ وہ دن تھا جب دنیا جان گئی کہ امریکہ ویت نام کی جنگ ہار چکا ہے۔ رچرڈ نکسن بھی اس حقیقت سے واقف ہوگیا۔ لہٰذا 27 جنوری 1973 کو ہار مان لی اور ویت نام سے فوجیں نکالنے کا اعلان کردیا۔ ویت نام سے امریکی فوجوں کا انخلا بہت عبرت ناک تھا۔ دنیا نے امریکی فوجیوں کو ہیلی کاپٹروں سے لٹک کر بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اس جنگ میں 60 ہزار امریکی فوجی مارے گئے، 3 لاکھ زخمی ہوئے اور ایک لاکھ کے لگ بھگ لاپتا ہوگئے۔ 7 لاکھ فوجی نفسیاتی مریض بن گئے، جن میں سے ایک لاکھ نے ذہنی دباؤ میں آکر خودکشی کرلی۔ ان دنوں امریکہ میں ان تمام خاندانوں (جن کے افراد ویت نام میں جنگ لڑتے رہے تھے) کو خصوصی ہدایات دی گئیں کہ وہ ان افراد کو اکیلا نہ چھوڑیں اور ان کے قریب ایسی کوئی چیز نہ رہنے دیں جس کے ذریعے وہ خودکشی کرسکیں۔ اس جنگ کے آخر میں صدر نکسن نے کہا تھا ''دنیا کی کوئی فوج کسی فوج کو شکست دے سکتی ہے لیکن وہ عوام کو زیر نہیں کرسکتی''۔

اب آتے ہیں افغانستان کی طرف۔ نائن الیون کے بعد 13 ستمبر 2001 کو امریکہ نے طالبان سے القاعدہ کے خاتمے اور اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ انکار پر 14 ستمبر کو افغانستان پر خونیں یلغار کے لیے 7 ہزار مختلف افراد کو ایف بی آئی میں بھرتی کیا۔ 7 اکتوبر 2001 کو افغانستان پر حملہ کردیا گیا۔ طالبان شہروں سے نکل کر پہاڑوں پر چلے گئے اور وہیں سے گوریلا جنگ کا آغاز کردیا۔ اب کوئی دن نہیں گزرتا جب نیٹو افواج پر حملے نہ ہوتے ہوں۔ طالبان کے ایک ایک حملے میں درجنوں امریکی مر رہے ہیں۔ کل کی خبر ہے ''صوبہ کنڑ میں امریکی فوج پر حملے کرکے 14 اتحادیوں کو ہلاک کردیا گیا''۔

جس طرح ویت نام میں امریکی فوجیوں پر حملے ہوتے، وہ بے بس ہوجاتے اور پھر غصّے کے عالم میں عام لوگوں کو مارنے لگتے تھے بعینہٖ جب امریکی و اتحادی افواج طالبان کو کسی بھی طریقے سے ختم نہ کرسکیں تو امریکی و نیٹو افواج کے کمانڈر بوکھلا گئے۔ بوکھلاہٹ کے عالم میں افغان عوام پر ہی اندھادھند بمباری شروع کردی۔ حتیٰ کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر بمباری کی گئی اور شہید ہونے والوں کے جنازوں تک پر میزائل برسائے گئے۔ دو دن قبل بھی امریکی طیاروں کی وحشیانہ بمباری سے 150 کے قریب افغان شہری شہید ہوئے۔

میرے سامنے کئی تصاویر پڑی ہیں، ایک تصویر میں افغانستان سے اپنے ملک لوٹنے والا ایک فوجی بھی احتجاجی مظاہرے میں شامل دکھایا گیا ہے۔ دوسری میں امریکی فوجی اپنے ساتھیوں کی لاشیں وطن پہنچنے پر بے اختیار رو رہا ہے اور افغانستان جانے سے صاف انکار کررہا ہے۔ جس طرح ویت نام میں امریکی فوجیوں کو اتنی مار پڑی کہ وہ ایک عرصے تک ذہنی اور نفسیاتی ہسپتالوں میں علاج کرواتے رہے اسی طرح طالبان کے تابڑتوڑ حملوں نے امریکی فوجیوں کو ذہنی اور نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ امریکی فوج کے نگرانوں کا کہنا ہے افغانستان سے واپس آنے والے فوجیوں میں ''دماغی بیماری'' کی وبا پھیل چکی ہے۔ ان فوجی اور آرمی نیشنل کے اہل کاروں میں سے 38 فیصد دماغی اور نفسیاتی امراض میں مبتلا ہیں۔ یہ بیمار فوجی نسیان کے مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ان کے چلنے پھرنے کا طریقہ بتاتا ہے کہ وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہو رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۔۔۔ پر)

کارٹونسٹ کی موت پر یورپ کی خاموشی

پروفیسر متین الرحمان

ڈنمارک کا کارٹونسٹ کرٹ ویسٹر گارڈ پراسرار حالات میں اپنے انجام کو پہنچا۔ یہ وہی کارٹونسٹ تھا جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون بنائے تھے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا مرتکب ہوا تھا۔ وہ خود اور وہ اخبار جس نے یہ کارٹون شائع کیے تھے، پوری دنیا کے مسلمانوں کے شدید احتجاج کے باوجود اپنے کیے پر نادم نہیں تھے۔ تمام ہی مسلم ممالک میں کروڑوں مسلمانوں کے احتجاج کا ان پر اور نہ ان کی حکومت پر کوئی اثر ہوا۔ پوری مسلم دنیا سے اُسے انتقامی پیغامات بھی موصول ہوئے، جواباً حکومت نے اُس کے لیے سخت حفاظتی انتظامات کیے، مگر اُسے احتیاط کا مشورہ نہیں دیا۔

بالآخر پراسرار حالات میں آتش زنی کے ایک واقعے میں جل کر اس کارٹونسٹ کی ہلاکت ہوگئی۔ سعودی عرب کے ایک عربی اخبار نے پچھلے دنوں اپنی ایک تحقیقی خبر میں اس واقعے کا انکشاف کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ ڈنمارک کے حکام اپنی سی کوشش کر رہے ہیں کہ اس خبر کو خفیہ رکھا جائے کیونکہ تاحال انہیں اس بات کا سراغ نہیں ملا ہے کہ وہ آگ کیوں کر لگی، جس میں اہانت رسول کا مرتکب کارٹونسٹ جل کر خاک ہو گیا۔ یہ آگ کیسے بھڑکی اور یہ صرف اس کمرے تک ہی کیوں محدود رہی، جس میں کارٹونسٹ موجود تھا۔

ابتدائی تحقیقات کے مطابق اہانت رسول کے مرتکب اس کارٹونسٹ کو مکمل حفاظتی انتظامات کے ساتھ ایک کمرہ دیا گیا تھا، اسے پوری دنیا کے مسلمانوں کی طرف سے جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں وصول ہوئی تھیں۔ ان دھمکیوں کا پس منظر یہ تھا کہ نہ صرف یہ اہانت آمیز کارٹون صرف ایک اخبار میں ایک مرتبہ شائع ہوئے بلکہ ان کو پورے یورپ کے اخبارات نے بار بار شائع کر کے مسلمانوں کو مشتعل کیا تھا اور اس طرح پورے یورپ نے اپنی اسلام دشمنی پر مہرِ تصدیق ثبت کی۔ فروری 2008 میں تین عرب باشندوں کی گرفتاری اس الزام کے تحت عمل میں آئی کہ وہ کرٹ کے قتل کی ایک سازش میں ملوث تھے۔ ایک صومالی شہری کو اس الزام کے تحت گرفتار کیا گیا تھا کہ اس نے کرٹ کو چاقو گھونپ کر مار ڈالنے کی کوشش کی تھی لیکن کرٹ کے مکان پر متعین پہرہ داروں نے بروقت کارروائی کر کے اتفاقی طور پر اسے بچالیا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سب سے پہلے یہ اہانت آمیز خاکے ڈنمارک کے اخبار جی لینڈ پوسٹن میں شائع ہوئے تھے اور اسی اخبار سے یہ خاکے دوسرے متعدد اخبارات مین شائع ہوئے اور کچھ اخبارات نے یہ خاکے ایک سال بعد پھر شائع کیے۔ مسلم دنیا میں ان خاکوں کی اشاعت پر شدید احتجاج ہوا۔

عرب اخبار کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق متنازعہ کارٹونسٹ کی جل کر ہلاکت کا واقعہ کچھ روز قبل رونما ہوا۔ اطلاع کے مطابق اس پراسرار آتش زنی سے ویسٹر گارڈ بری طرح زخمی ہوا اور موقع پر ہی ہلاک ہو گیا لیکن عالمی صلیبی ذرائع ابلاغ اس بارے میں پراسرار طور پر بالکل خاموش ہیں اور کسی اخبار نے اہانت رسول کے مرتکب کارٹونسٹ کی اس عبرت ناک موت کی خبر شائع نہیں کی۔ سعودی اخبار کی اطلاع کے مطابق اس واقعے کے عینی گواہ بھی موجود ہیں، جنہوں نے اس عبرک ناک واقعے کی تصدیق کی ہے۔ ڈنمارک کے حکام اب تک اس حادثے کی توجیہ سے قاصر ہیں اور انہیں اس واقعے اور آتش زنی کے کسی سبب کا سراغ نہیں ملا ہے۔ تاہم انہوں نے یہ مفروضہ ذہن میں رکھتے ہوئے تحقیقات کا آغاز کیا ہے کہ اہانت رسول کے مرتکب کارٹونسٹ کو ہلاک کرنے کی کوئی بیرونی سازش بھی ہوسکتی ہے، جو کامیاب ہوئی۔

کل بارہ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے اس قبیح عمل میں شریک تھے، لیکن کرٹ کے سوا باقی تمام افراد عوام الناس کے غیظ و غضب سے بچنے کے لیے اپنی شناخت گم کر کے زیر زمین چلے گئے۔ صرف کرٹ ہی نے برسرزمین رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مسلمانون کے غم و غصّے کے باجود کرٹ نے متعدد بار سرعام اس صورت حال پر کسی تاسف کا اظہار نہیں کیا، بلکہ یہ کہا کہ جو کچھ میں نے کیا اس پر مجھے کسی قسم کی شرمندگی نہیں ہے۔ بالآخر اس اظہار سرکشی پر اللہ کے عذاب نے اسے آگھیرا اور نارِ جہنّم نے اس کے کمرے کو تمام تر احتیاطی تدابیر کے باوجود جلا کر خاک کر دیا اور کرٹ کسی بیرونی انسانی مدد کے پہنچنے سے پہلے ہی جہنّم واصل ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

☆☆☆☆☆

تحریک طالبان حلقہ محسود کے علاقے وضیستان میں ہونے والی چند کارروائیاں......ایک نظر میں!!!

۲۶ محرم: مائن کی کارروائی میں ایک ڈاٹسن تباہ اور دوسری بڑی گاڑی کھائی میں جا گری۔ تقریباً ۴۵ فوجی مرے۔

۵ صفر: سنائپر کی کارروائی میں ایک فوجی افسر مرا۔

۱۸ صفر: بی ایم کی ایک کارروائی۔ نقصان کا پتہ نہیں چلا۔

۲۰ صفر: سنائپر کی کارروائی میں ۴ فوجی مردار۔

۲۵ صفر: مائن کی کارروائی میں فوجی اعداد وشمار کے مطابق ۷ اور عوام کے مطابق ۱۲ فوجی مردار ہوئے۔

۲۹ صفر: بی ایم کی دو کارروائیاں۔ نقصان کا پتہ نہیں چلا۔

آپریشن مشترک کا بھانڈا پھوٹ گیا

آصف جیلانی

تقریباً چار ہفتے قبل امریکہ، برطانیہ اور کینیڈا کی 15 ہزار فوج نے صوبہ ہلمند میں ''طالبان کے گڑھ'' مرجہ پر جس دھوم دھڑ کے سے ''آپریشن مشترک'' شروع کیا تھا اس کا اب بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔ اب یہ انکشاف ہوا ہے کہ امریکی فوجوں نے افغانستان میں اپنی فوجی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے اور امریکی رائے عامہ کو دھوکا دینے کے لیے ہلمند میں مرجہ میں طالبان کے گڑھ کو فتح کرنے کا یہ ڈھونگ رچایا تھا۔ امریکی نیشنل سیکورٹی پالیسی کے ماہر اور ممتاز فوجی تاریخ دان گیرتھ پورٹر نے ایشیا ٹائمز میں یہ انکشاف کیا ہے کہ ہلمند صوبے میں مرجہ نام کا کوئی شہر نہیں جس کے بارے میں امریکی فوجوں اور امریکی میڈیا نے دعویٰ کیا تھا کہ مرجہ 80 ہزار سے ایک لاکھ نفوس کی آبادی والا شہر ہے اور طالبان کے اس مضبوط گڑھ کی فتح افغانستان میں طالبان کے خلاف جنگ میں ایک اہم تاریخی موڑ ہے۔ اب امریکی فوجی حکام نے بھی اپنا نام ظاہر کیے بغیر یہ اعتراف کیا ہے کہ ہلمند میں مرجہ نہ تو کوئی شہر ہے اور نہ قصبہ، بلکہ یہ ایک دیہی علاقہ ہے جہاں کاشت کاروں کے گنے چنے مکانات ہیں۔ بین الاقوامی ترقیات کے لیے آب پاشی کے شعبے میں کام کرنے والی امریکی ایجنسی کے ایک ماہر رچرڈ اسکاٹ' جو 2005 تک اس علاقے میں کام کرتا رہا ہے، کہتا ہے کہ خالص زرعی علاقہ ہے جو 125 مربع میل پر پھیلا ہوا ہے جہاں کئی دیہات ہیں۔ اس علاقے میں مرجہ کی اہمیت وہاں ایک مسجد اور بازار کی وجہ سے ہے۔ خود افغانستان میں لوگوں نے پہلی بار طالبان کے مضبوط گڑھ کی حیثیت سے مرجہ کا نام 2 فروری کو سنا جب امریکی فوج کے کمانڈروں نے دعویٰ کیا کہ 80 ہزار کی آبادی کے شہر مرجہ پر چار سو سے لے کر ایک ہزار تک طالبان سیاہ مورچہ بند ہیں جن سے امریکی اور نیٹو کی افواج کی گھمسان کی لڑائی ہوگی۔ اس کے بعد امریکی اور برطانوی اخبارات نے مزید مبالغہ سے کام لیا اور مرجہ کو طالبان کے زیر کنٹرول ایک اہم شہر قرار دیا اور آبادی ایک لاکھ 25 ہزار بتائی۔ 12 فروری کو جب ''آپریشن مشترک'' شروع ہوا تو امریکی فوج کے ترجمان نے مرجہ کو ایک بڑا شہر قرار دیا اور دو دن کے بعد دعویٰ کیا کہ مرجہ شہر کے بیشتر علاقے پر امریکی فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس دوران امریکی میڈیا نے مرجہ کو 80 مربع میل میں پھیلا ہوا شہر قرار دیا جس میں ان کے کہنے کے مطابق تین بڑے بازار ہیں۔ افغانستان میں نیٹو افواج کے امریکی اعلیٰ کمانڈر جنرل میک کرسٹل نے بھی یہ تاثر دیا کہ آپریشن مشترک کا تمام تر زور طالبان کے گڑھ مرجہ پر تھا۔ اب یہ بھانڈا پھوٹ گیا ہے کہ امریکی فوجوں نے ایک فرضی شہر کو طالبان کا گڑھ قرار دے کر امریکی رائے عامہ پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انہیں افغانستان میں طالبان کے خلاف جنگ میں فتح حاصل ہو رہی ہے۔ دفاعی امور کی امریکی ممتاز صحافی سارہ فلاونڈر نے اس ہفتہ کے اوائل میں اعتراف کیا ہے کہ مرجہ کی جنگ دراصل عوامی رابطے کی مہم کا ایک حصّہ تھی اور اس کا مقصد امریکی عوام کو یہ باور کرانا تھا کہ افغانستان کی جنگ جیتی جا سکتی ہے اور اس تاثر کو رد کرنا تھا کہ امریکہ افغانستان کی جنگ نہیں جیت سکتا جس میں اب تک (امریکی میڈیا کے مطابق) ایک ہزار کے قریب امریکی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں۔

مرجہ کی فرضی جنگ پر پردہ ڈالنے اور برطانوی فوج کو اس کی کامیابی پر شاباش دینے کے لیے برطانیہ کے وزیر اعظم گورڈن براؤن نے پچھلے دنوں ہلمند کا دورہ کیا تھا اور اُس کے فوراً بعد امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے گزشتہ پیر کو بڑی عجلت میں کابل کا دورہ کیا۔ اس دورے میں صدر کرزئی اور جنرل میک کرسٹل سے ہنگامی صلاح مشورے کے دوران یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مرجہ کی فتح کے بعد قندھار پر امریکی اور برطانوی فوج کے ایک بڑے حملے کی تیاری کی جا رہی ہے، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ اس حملے میں ابھی کئی مہینے لگیں گے۔ اسی دوران یہ اعلان کیا گیا کہ صدر اوباما نے افغانستان فتح کرنے کے لیے جو 30 ہزار امریکی بھیجنے کا اعلان کیا تھا اُن میں سے ابھی صرف 6 ہزار فوجی افغانستان پہنچ سکے ہیں۔ دو ہفتہ قبل مرجہ کی چند گنی چنی دکانوں کے بازار میں افغان فوج کا جھنڈا لہرا کر اس ''شہر'' کو فتح کرنے کے اعلان کے بعد کوئی خبر نہیں آئی کہ آپریشن مشترک کا کیا بنا؟ آپریشن مشترک کے آغاز پر یہ بلند و بانگ دعوے کیے گئے تھے کہ یہ آپریشن اپنی نوعیت کا منفرد آپریشن ہے کیونکہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ اور وہاں سے طالبان کو کھدیڑنے کے بعد افغان فوج کنٹرول سنبھالے گی اور انتظامیہ قائم کر دی جائے گی۔ ابھی تک یہ واضح نہیں کہ طالبان کے زیر کنٹرول کتنے علاقوں کو خالی کرایا گیا ہے اور کتنے علاقوں میں افغان فوج نے کنٹرول سنبھال لیا ہے، افغان انتظامیہ کی بات تو الگ رہی۔ آپریشن مشترک کے آغاز پر ''اعتدال پسند طالبان'' کے ساتھ مذاکرات اور انہیں اقتدار میں شریک کرنے کی کوششوں کا بھی اعلان کیا گیا تھا۔ مقصد اچھے اور برے طالبان کے درمیان فرق نمایاں کرنا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب ''برے طالبان'' نکلے سوائے حزب اسلامی کے چند گنے چنے عناصر کے، جنہوں نے طالبان کے خلاف جنگ میں افغان فوج کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں اب کوئی شک نہیں رہا کہ افغانستان میں صدر اوباما کے کمانڈروں کی نئی حکمت عملی بے سود اور ناکام ثابت ہوئی ہے اور جلد انہیں افغانستان سے مراجعت کی راہ تلاش کرنی ہوگی۔

آپریشن مشترک کے آغاز پر ''اعتدال پسند طالبان'' کے ساتھ مذاکرات اور انہیں اقتدار میں شریک کرنے کی کوششوں کا بھی اعلان کیا گیا تھا۔ مقصد اچھے اور برے طالبان کے درمیان فرق نمایاں کرنا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب ''برے طالبان'' نکلے سوائے حزب اسلامی کے چند گنے چنے عناصر کے، جنہوں نے طالبان کے خلاف جنگ میں افغان فوج کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

رنگِ گل اڑا اڑا بوئے گل لٹی لٹی

محترمہ عامرہ احسان

صلیبی جنگ کے ڈھنڈروچی، نقارچی، توپچی بنے، دہشت گردی کے جھوٹے نام پر ہم اب لاہور' کراچی میں ثمرات سمیٹ رہے ہیں۔کیا امریکہ جو دہشت گردی کا جدِ امجد ہے اس کی 50 ریاستوں میں سے کوئی ایک بھی ان منظر ناموں کا عشرِ عشیر بھی پیش کرسکتی ہے جو ہمارے ہاں ہر روز تخلیق ہو رہے ہیں؟

اُدھر امریکہ' قبائل پر ایک وقت میں پانچ ڈرون بھیج کر آبادیوں اور بستیوں کو خون میں لتھیڑ دیتا ہے۔ وہاں نہ میڈیا کی ٹیمیں ہجوم کرتی ہیں نہ لحہ لحہ کی خبر۔ ہر خبر پر نظر اور سبقت لی جانے کی مارا ماری ہوتی ہے نہ ایمبولینس چیختی چلاتی المناک مناظر کے غم کی منظر کشی میں حصّہ ڈالتی ہیں۔ بلکہ ابھی ایک ڈرون حملے کے زخمیوں، لاشوں کو ملبہ ہٹا کر نکالنے کا کام ٹوٹے دلوں اور خونچکاں ہاتھوں سے عوام خود کر رہے ہوتے ہیں تو اگلا ڈرون حملہ انہیں بھی شہادتوں سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ تعداد ڈبل ہو جاتی ہے۔ مزید بچے یتیم، عورتیں بیوہ، نوجوان، بوڑھے بلاتخصیص واصل بحق ہو جاتے ہیں۔ یہاں نہ پولیس، نہ ریسکیو ٹیمیں، نہ سرکار، نہ روتی عورتیں، زخمی بچے دکھانے کا اہتمام۔ان علاقوں میں لوگوں نے صرف پاکستان میں پیدا ہونے کا جرم کیا ہے۔حق ان کا ڈرون حملوں اور میزائلوں کے سوا اور کوئی نہیں۔اس علاقے میں صرف وہ ہو رہا ہے جو علامہ اقبالؒ نے ان کی غیرتِ دینی کے علاج کے طور پر طنزاً فرمایا تھا... ملّا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو۔

لہٰذا ملّا حضرات جہاں جہاں پیدا ہوتے، پلتے بڑھتے، کفر کے سینے پر مونگ دلتے ہیں وہاں اب میزائل، برسٹ مار کر نیا پاکستان تخلیق ہو رہا ہے(ڈرون حملوں پر مکمل ہم آہنگی ہے حکومت پاکستان، امریکہ اور عوام میں) جس میں روشن خیال اسلام، ہوگا (اگر ہوگا!) قرآن وسنت والے اسلام کا وقت لد گیا۔ڈرون حملوں پر ہی بس نہیں۔آئے روز قبائل میں گولیوں سے بھونی گئی لاشیں پڑی ملتی ہیں۔ دہشت گرد مارے گئے ماورائے عدل و قانون!

انگریز کو برصغیر میں قدم جمانے کے لیے اس طبقے سے نجات پانے کے لیے بڑی تکلیف اور رسوائی سے گزرنا پڑا تھا۔علماء کو پھانسیاں دیں، کالے پانی بھیجا(اب بھی بلیک واٹر آیا تو اسی کام کے لیے تھا لیکن ہم نے خود ہی اس کا کام آسان کر رکھا ہے) قید و بند،عقوبت خانوں میں علما کو اذیتوں سے گزارا گیا۔توپوں کے دہانے پر رکھ کر داغا گیا۔اب یہ تمام کام عین ہماری اپنی سرکار، اس کی بندوقیں، اس کے اہلکار، اس کے خفیہ ادارے کر رہے ہیں۔ یہ کام ٹھیکے پر ہو رہا ہے۔ٹھیکیدار، مستری رمزدور حکومت فراہم کرتی ہے۔ڈالر امریکہ فراہم کرتا ہے۔ بلکہ جو کام انگریز بھی نہ کر پایا وہ بھی ہم نے کر ڈالا۔لیکن ذرا ٹھہریئے ان جرائم میں صرف حکومت اور اس کے تمام مقتدر ادارے ہی ملوث نہیں۔

پارلیمنٹ، اپوزیشن، عوام الناس بھی اپنا پورا حصّہ ڈال رہے ہیں۔کہیں زبان و عمل سے اور کہیں اپنی خاموشی، غیر جانبداری (پاکستان لٹتا ہے تو لٹ جائے ہم اس جنگ میں غیر جانبدار ہیں)۔آخر ایسا کیوں ہے کہ ایک ناقابل یقین، حیرت انگیز خبر چھپے اور اخبار کے گوشے میں چپکی بیٹھی رہے۔اس پر کوئی ردعمل، جنبش تک نہ ہو۔ ملاحظہ فرمایئے۔ایک قومی اخبار میں مورخہ 10 مارچ کو شائع ہونیوالی یہ خبر: پاکستانی وزارت داخلہ نے ملک بھر میں قائم امریکی اور برطانوی سفارت خانوں کو نادرا کے کمپیوٹر سمیت تمام موبائل کمپنیوں کا ڈیٹا فراہم کردیا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ نادرا اور موبائل کمپنیوں کے سسٹم کی فراہمی کے بعد ان سفارتخانوں میں تعینات غیر ملکی کسی بھی پاکستانی کے قومی شناختی کارڈ نمبر سے اس کے پورے خاندان، نام اور موبائل سے استعمال ہونے والی تمام سموں کی معلومات سمیت ان کی لوکیشن (محل وقوع) کا بھی پتہ کرسکیں گے، ہم کم از کم یہ جاننے کا حق تو رکھتے ہیں کہ ہمارے کوائف کفر کے ہاتھ اس صلیبی جنگ میں آپ نے کتنے کے بیچے۔دام کتنے لگے؟ یا امریکہ سبھی طرف مُفتا لگا رہا ہے؟ امریکہ وزارت داخلہ کا میکہ ہوگا آپ اپنے کوائف فراہم کردیتے آپ نے کس کی اجازت سے، کس بل، کس آرڈیننس کے تحت انہیں ہماری نجی زندگی میں جھانکنے کی اجازت دی؟ ہماری بہو بیٹیوں کے نام، کوائف تو آپکے ادنیٰ اہلکار جگہ جگہ ہمارے گھروں، تفتیشی اداروں میں بے دھڑک جگالی کرتے رہے۔لیکن اب یہ سب کچھ صلیبیوں کے ہاتھ آپ نے کس کی اجازت سے بیچا؟

پارلیمنٹ کہاں ہے؟ لاکھوں لگا کر کروڑوں اربوں بنا کر، اثاثے ڈکلیئر کرتے وقت یہ بے چارے غریب غربا ارکان پارلیمنٹ کس دن کے لیے منتخب ہوئے تھے؟ جمہوریت کا یہ ڈھونگ جو رچا رکھا ہے ہمیں کیا دے رہا ہے؟ ناکے، دھماکے، بھوک ننگ، ذلت و رسوائی، راز افشانی؟ اس قوم کو کتنا عرصہ مزید الّو بنا کر اپنا الّو سیدھا کیا جائیگا؟

ہر پاکستانی کے کوائف حاصل کر کے اپنے مقاصد پورے کرنے ہم نے ان کے لیے آسان تر کردیئے ہیں۔ دو مہینے سے زائد عرصے سے تحریکی گھرانوں کے اغوا کیے جانیوالے بچوں کو لاپتہ کردیا گیا ہے (جن کے اٹھائے جانے کے بے شمار چشم دید گواہ موجود ہیں) اور ان پر بریگیڈیئروں پر حملے کی فرد جرم عائد کرنے اور کھینچ تان کر جیسے تیسے مزید حادثات میں ملوث کرنے کی سرتوڑ کوشش کی جارہی ہے۔

اگر شواہد موجود تھے تو فوری عدالت میں کیوں نہ پیش کیا گیا۔حافظ قرآن، پاکباز نوجوانوں پر الزامات تھوپ کر گردن زدنی قرار دیں اور اپنے آقاؤں کے سارے جرم دھو ڈالیں؟ کراچی میں بے دردی سے قیمتی علماء کی جانیں لمحوں میں لے لی گئیں۔ یہ تو دہشت گردی نہیں؟ حالانکہ ''پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے'' کے

مصداق یہ مفتی حضرات اور علما اوران کا کم عمر پاک باز حافظ بیٹا کس جرم میں مارے گئے؟ یہ ان ایجنڈوں کے راستوں کی چٹانیں تھیں جو اس وقت غیر ملکی سفارتخانوں کے ذریعے پاکستان میں آگے بڑھائے جا رہے ہیں۔ ان چٹانوں کا پاش پاش کیا جانا ضروری تھا۔ اخبارات میں دوسری طرف چھپنے والی زنانہ تصاویر دیکھیے۔ پاکستان کو کس رنگ میں رنگے جانے کا ایجنڈا ہے؟ 10 مارچ کے ایک انگلش اخبار میں چھپنے والی ایک تصویر اگر کیپشن کے بغیر پڑھی جائے تو امریکہ یورپ کی جانی جائے گی لیکن یہ تصویر لاہور کے ایک فائیو سٹار سکول کی جوان لڑکیاں راولپنڈی آرٹس کونسل میں پرفارم فرما رہی ہیں' منی سکرٹ میں ملبوس قطار میں کھڑی برہنہ ٹانگوں اور برہنہ بازوؤں سمیت جسم کی نمائش کرکے شرحِ خواندگی کی شاید خدمت فرما رہی ہیں۔ تصویر میں موجود کوچ جو بانہیں اور باچھیں پھیلائے اس قوم کی بیٹیوں کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس کی شہریت کا تعین نہیں ہو سکا کس صلیبی دیس کا باشندہ ہے۔ برہنگی کی تعلیم ہی دینا مقصود ہے تو اس کے لیے والدین اتنی فیسیں بھر کر تعلیمی اداروں میں کیوں بھیجیں۔ عالم حیوانات اس تعلیم کے لیے کیا کافی نہیں ہے؟

ہم ایک تیزی سے تباہی کی طرف لپکتی ہوئی تہذیب سے لنڈے کا' اخلاقی گراوٹ کا یہ سامان خرید رہے ہیں جسے استعمال کرنے کے لیے انکے ہاں بھی افراد باقی نہیں بچے۔ فطرت سے جنگ کرکے یہ قومیں اب روبہ زوال اور شکست خوردہ ہے۔ فطرت سے جنگ جیتی نہیں جاسکتی۔ عورت سے اس کی نسوانیت چھین کر اسے نیم مرد بنا دیا اسے بے وقعت کر دیا۔ وہ اپنا حسن اور کشش کھو بیٹھی۔ اس لڑتی جھگڑتی مساواتی حقوق زدہ مخلوق سے دامن چھڑا کر مرد نے مرد کو شریک حیات بنالیا۔

فطرت سے ہر بغاوت کو قانون نے بھی روا قرار دے دیا۔ دنیا بھر کی آبادیاں کم کرواتے خود اپنی آبادیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ قوم کو کچھ دینے کے لیے اب نہ وہاں مائیں ہیں (صرف حقوق رسیدہ عورت ہے) نہ بچے۔ گودوں میں صرف بلیاں ہیں یا کتے۔ ایسے میں وہ امت جس کے پاس ان خزاں رسیدہ، منزل نا آشنا اقوام کو دینے کے لیے سبھی کچھ تھا۔ خود اپنی منزل کا نشان گم کر بیٹھی۔ اپنے رہبروں کو گولیوں سے بھوننے، روشنی کا پتہ بتانے والوں کی زندگی کے چراغ گل کرنے کے درپے ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ملک خداداد پاکستان ہمہ نوع آندھیوں کی زد میں ہے۔ علما کی شہادتوں میں کفر نما قوتوں کا پیغام وہی ہے کہ اسلام کی مالا جپنی چھوڑ دو۔ اب ملک میں اخلاقی انارکی کے دروس چلیں گے آرٹس کونسلوں کے جلو میں۔ اگر اسلام چاہئے تو وہ غامدی برانڈ ہوگا۔ ایسا اسلام جس میں سبھی کچھ ہو سوائے اسلامی اقدار و روایات و نظام زندگی۔ اگر تم نے یہ اسلام رد کر دیا آؤ تمہیں ایک اور برانڈ دے رہے ہیں۔ مولانا سعید جلالپوری کو جس جرم کی بھینٹ چڑھا دیا گیا وہ یہی تھا کہ بڑی محنت سے ایجنسیوں نے امریکہ کا پسندیدہ برانڈ، سات پردوں میں چھپا کر تیار کیا تھا جس سے بے شمار علم والے بھی دھوکہ کھانے کو تھے کہ انہوں نے اس چہرے سے نقاب الٹ دیا ایک اسلامی اخبار کے مفصل مضامین کے ذریعے (9–11 مارچ) زید حامد کے ہیرو کو زیرو کرنے کی پاداش میں دھمکیوں کے بعد انہیں خون میں نہلا دیا گیا۔ FIR بھی اسی حوالے سے کٹوائی گئی ہے۔ ختم نبوت پر چند اور پروانے نچھاور ہوگئے۔ خالص اسلام کو ختم کرنے، امریکی برانڈ کو پروان چڑھانے کی اس جنگ نے پاکستان کا سبھی کچھ لوٹ لیا۔ حتیٰ کہ اب تو ہمیں کرزئی بھی منہ چڑانے لگا ہے۔ صحافیوں نے ڈاکٹر عافیہ اور بچوں کے حوالے سے جب سوال کیا تو کرزئی نے ہمیں آئینہ دکھا دیا کہ آپ ہی افراد امریکہ کے حوالے کرتے رہتے ہیں۔ ملک آج اسی آگ میں جل رہا ہے۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ جماعتیں ملک وقوم اور اسلام کو بچانے، اس کی بقا اور سلامتی و ترویج کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ جماعت خود مطلوب و مقصود و محبوب بن جائے تو یہ بت بن جایا کرتی ہے۔ آج سبھی اپنے اپنے بت پوج رہے ہیں۔ اسلام کو نقصان پہنچنا گوارا ہے۔ اداروں، جماعتوں کا نقصان گوارا نہیں۔ یہ اسلام سے بھی ایک سنگین مذاق ہے۔

کان لگا کر تاریخ کی پکار سنئے صحابہؓ کا انداز تخاطب میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج امریکہ کے لیے قربانیاں دیتے ہم حال سے بے حال ہوگئے۔ اسلام کی بقا کی جنگ لڑنے والوں نے اس پکار پر اپنی جان، مال، اولاد، آبادیاں سبھی کچھ لٹوا دیا اور اب وہ سرخرو ہونے کو ہیں خواہ وہ طالبان کا افغانستان ہو یا ہمارے غیور قبائل۔ ادھر ہم امریکہ کی جنگ لڑتے اپنے زخم چاٹ رہے ہیں اب جنوبی پنجاب، کا ترانہ پڑھا جا رہا ہے۔ اللہ اب اس کی خیر کرے۔ ہم کوئی نیا محاذ نہ کھول بیٹھیں! پاکستان اور اسلام لازم وملزوم ہیں۔ دہشت گردی کے فریب سے دامن چھڑا کر پاکستان کی بقا اور تحفظ کے لیے اسلام کی طرف لوٹنا ہوگا۔ ورنہ صوبہ در صوبہ، شہر در شہر اس امریکی عفریت کے بھینٹ چڑھ جائیں گے۔ دہشت گردی کی خونخواری کیا کم ہے کہ صوبائی عصبیت اور لسانیت بھی پر پرزے نکالیں۔

رنگِ گل اڑا اڑا بوئے گل لٹی لٹی
بلبلیں قفس میں ہیں بوم نغمہ بار ہے
کیا عجب دیار ہے
تارِ عنکبوت کے جال ہیں بچھے ہوئے
لومڑی ہے گھات میں شیر کا شکار ہے
کیا عجب دیار ہے!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شایع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

وہ گرامی قدر اصحاب جو پورے یقین اور وثوق کے ساتھ اس نظام کو 'طاغوت' کہتے ہیں مگر حکم بغیر ماانزل اللہ کو 'کفر' کہنے میں بہت زیادہ تامل کرتے ہیں، غور فرمائیں کہ ایسا کر کے کیا وہ اپنی اس اساس ہی کو نہیں فوت کر لیتے جس پر اُن کی دعوت کھڑی ہے؟ اس نظام کو طاغوت ٹھہرائے جانے کی بنیاد اس کا حکم بغیر ماانزل اللہ پر عامل ہونا ہی تو ہے! اس نظام کا اور کون سا جرم ہے جس کی بنیاد پر اس کو طاغوت قرار دے دیا جائے، یہ اگر کفر نہیں تو پھر طاغوت کا لفظ بولنے کا کوئی بھی جواز نہیں رہ جاتا!

موت کا انتظار

اوریا مقبول جان

ستمبر 1965 کی ایک خبر میری یادداشتوں میں تازہ ہے۔ بھارت کے ایک طیارے نے وزیرآباد کے قریب ایک ٹرین پر بم برسائے جس میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی ایک طالبہ عابدہ طوسی شہید ہوگئی۔ اگلے دن کے اخبارات میں سب سے بڑی ہیڈ لائن یہی تھی اور اخبارات کے صفحے اس معصوم طالبہ کی تصویروں اور اُس کے والدین، بھائی بہن اور دوستوں کے تاثرات سے بھرے ہوئے تھے۔ پوری قوم ریڈیو پر اُس بچی کے بارے میں خبریں سنتی اور غیض وغضب میں بھارت سے انتقام کے جذبے سے ابلنے لگتی۔ جو مہذب گفتگو کرنے والے تھے ان کا غصہ ان کے چہرے اور جذباتی آواز میں جھلکتا اور جن کی زبان پر گالیاں عام تھیں وہ بے نقط سنانے لگ جاتے۔ یوں لگتا تھا ساری قوم اس مظلوم عابدہ کے بھائی بہن یا ماں باپ ہیں اور وہ اس بہیمانہ تشدد اور عالمی اخلاقیات کی دھجیاں بھی کرنے پر خوف ناک انتقام پر اترے ہوئے ہیں۔ لیکن میری یادداشتوں میں یہ تصویر ایک بار پھر جھلملانے لگ گئی جب میں نے جنوری 2008 میں پمز ہسپتال اسلام آباد میں زیر علاج ایک بچی کو دیکھا۔ نیلی آنکھیں، سنہری بال اور سفید رنگ والی یہ نو دس سال کی لڑکی، وزیرستان کے ایک گاؤں سے آئی تھی۔ میں اُس زمانے میں وزارت صحت میں جائنٹ سیکرٹری تھا۔ اس بچی کے گھر پر ڈرون سے میزائل پھینکا گیا تھا۔ اس کا پورا خاندان اس حملے میں شہید ہوگیا تھا، باپ اور ننھے ننھے بہن بھائی، صرف وہ اور اُس کی ماں زندہ بچ سکیں۔ میرا ایک ڈپٹی سیکرٹری جو اُسی علاقے سے تعلّق رکھتا تھا انسانی ہمدردی میں اس بے آسرا لڑکی کو اسلام آباد کے پمز ہسپتال لے آیا۔ اُسے کچھ ایسے زخم آئے تھے کہ اُس کی کہنی ناکارہ ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر عمران سکندر نے مصنوعی کہنی ڈال دی لیکن کچھ ایسے کیمیکل ان بموں میں شامل کیے گئے تھے کہ زخم بھرنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ وہ بچی آج بھی ان زخموں کی بہتری کی امید میں علاج کی اذیت سے گزر رہی ہے۔ لیکن یہ کس قدر بدنصیب بچی ہے کہ میڈیا کی چکا چوند اور کیمروں کی بھرمار کے باوجود نہ اُس کے گھر والوں میں سے شہید ہونے والوں کا کسی کو نام معلوم ہے اور نہ ان کی داستان کسی نے لوگوں تک پہنچائی ہے کہ ڈرون کی صورت موت سے پہلے یہ گھر کس طرح خوشیوں سے بھرا تھا۔ وہاں محبتیں کیسے سمٹ آئی تھیں۔ لیکن میڈیا کو تو کوئی اور کہانی کہنا تھی، کوئی اور زخم دکھانے اور کسی اور کو ظالم ثابت کرنا تھا اور وہ آج تک کر رہا ہے۔ لیکن میڈیا کو شاید اس بات کا ادراک نہیں کہ وزیرآباد میں بھارت کے جہاز سے شہید ہونے والی عابدہ طوسی اور ڈامہ ڈولا میں شہید ہونے والی نسیم بانو جسے امریکی طیارے کے میزائل نے نشانہ بنایا، اسی مملکت خداداد پاکستان میں سانس لیتی تھیں۔ انہیں سولہ کروڑ انسانوں کی بیٹیاں تھی۔ دونوں کو سرحد پار سے دشمن کے طیاروں نے نشانہ بنایا تھا۔ دونوں اسی قوم کی بیٹیاں تھیں جو اپنی سرحد کی حفاظت کی قسم اٹھاتی ہے۔ جس کے سیاست دان، فوجی جوان، افسر، ملازم سب کے سب یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم اس وطن کی جانب میلی آنکھ سے بھی نہیں دیکھنے دیں گے۔

یہ میلی آنکھ سے دیکھنے کا عمل اور سرحدوں کو ذلیل و رسوا کرنے کی واردات 18 جون 2004 میں شروع ہوئی۔ جب اس ملک پر ایک ایسا شخص حکمران تھا جو کہا کرتا تھا کہ وردی میری کھال ہے۔ وانا میں اس ڈرون حملے میں 5 افراد شہید ہوئے۔ 2005 میں دو حملے ہوئے جن میں دس لوگ شہید ہوئے۔ 2006 میں ڈمہ ڈولا کا وہ ڈرون حملہ تھا جو ستر سے زیادہ معصوم بے گناہ بچوں کی جان لے گیا۔ 2007 میں تین حملے ہوئے، 2008 میں عوام کو اقتدار منتقل ہوگیا اور اس مملکت کی سرحدیں کہیں زیادہ بے معنی ہوگئیں۔ اس سال 17 حملے ہوئے۔ [ڈرون حملوں کی یہ تعداد اصل کے مقابلے میں بہت کم ہے، اصل شمار میں ڈیڑھ سو سے زائد حملے اب تک ہو چکے ہیں: ادارہ] لیکن 2009 کا سال تو شاید ہماری غیرت وحمیت اور عزت ووقار کا جنازہ نکالنے کے لیے طلوع ہوا تھا۔ چوالیس حملے ہوئے اور سات سو آٹھ لوگ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ان سات سو آٹھ لوگوں میں پچانوے فیصد عام شہری، عورتیں اور بچے تھے۔ امریکی دعویٰ ہے کہ ہم نے 14 دہشت گرد بھی ہلاک کیے۔ حیرت ہے کہ اس سال پہلا ڈرون حملہ یکم جنوری کو ہوا اور آخری اکتیس دسمبر کو، تاکہ سال کا آغاز اور اختتام اس سرزمین پر جارحیت سے کیا جائے۔ 2010 کا آغاز بھی یکم جنوری کو ڈرون حملے سے کیا گیا اور دو ماہ دس دن یعنی دس مارچ تک 19 ڈرون حملے ہو چکے ہیں۔ یعنی ایک ہفتے میں دو بار اس سرزمین پر رہنے والوں کو بتایا جاتا ہے کہ عزت ووقار اور غیرت وحمیت جس چڑیا کا نام ہے وہ تمہارے اقتدار کے ایوانوں میں کب کی ذلت کی موت مر چکی ہے۔

میں عابدہ طوسی اور وزیرستان میں شہید ہونے والی بچیوں میں مدتوں مماثلت ڈھونڈتا رہا۔ میں سوچتا تھا کہ دونوں پر سرحد پار سے دشمن حملہ آور ہوا تھا۔ دونوں غیر ملکی جارحیت کا شکار ہوئیں تھیں۔ لیکن میری حیرت کا عالم عجیب تھا جب میں نے ٹائمز لندن کی فروری 2009 کی وہ تحقیقاتی رپورٹ دیکھی جس میں لکھا تھا کہ ہم نے گوگل ارتھ سے بلوچستان کے شمسی ایئر پورٹ کی وہ تصویریں حاصل کرلیں ہیں جس میں ڈرون طیارے ہینگروں سے باہر حملہ کرنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ شمسی کا یہ ایئر پورٹ خاران کے ضلع نوشکی کے نزدیک عرب شیخوں کے شکار کے لیے بنایا گیا تھا۔ میں جب 1984 میں وہاں سیٹلمنٹ ٹریننگ کر رہا تھا تو پورے علاقے کے پہاڑوں پر یہ عبارت تحریر تھی کہ شمسی میں امریکی اڈے بند کرو۔ لیکن اس خوف سے پر نعرے کو حقیقت میں پرویز مشرف نے بدلا۔ پہلے یہاں سے افغانستان پر حملے ہوتے رہے اور پھر اپنے ہی ملک کی سرزمین اس ایئر پورٹ سے اڑنے والے ڈرون طیاروں کی زد میں آکر لہولہان ہونے لگی۔ یہاں تو کوئی سرحد پار سے بھی نہیں آیا تھا۔ عابدہ طوسی کا نسیم بانو سے کیا مقابلہ۔ بھارت کا طیارہ اس ملک کے کسی ہوائی

اڈے سے تو اڑ کر نہیں آیا تھا۔ وہ تو بھارت سے آیا تھا اسی لیے تو ایئر فورس کے طیاروں نے اُس کا پیچھا بھی کیا تھا۔ پاکستان ایئر فورس کی ویب سائٹ پر اس پائلٹ کا نام اور طیارے کی قسم اور سرگودھا کے ایئر بیس کا ذکر بھی موجود ہے۔ لیکن یہاں تو دشمن ہم نے گھر میں بلا کر بٹھا رکھا ہے۔ ایسے میں نہ رگوں میں خون جوش مارتا ہے نہ غیرت وحمیت کا سوال ذہن میں کلبلاتا ہے۔ دشمن کو گھر میں بٹھانے اور اُس کا نہتے شہریوں پر وار کرنے کا یہ زخم پرانا ہے لیکن اسے بار بار کھرچ کھرچ کر تازہ کیا جاتا ہے۔ چند ماہ پہلے بلیک واٹر کے پاکستان میں آنے پر یہ دکھ تازہ ہوا لیکن چودہ مارچ 2010 کو نیو یارک ٹائمز کی اس کہانی نے ان ساری تصویروں کو ذہن میں دوبارہ زندہ کر دیا جو میرے جیسے کاسہ لیس اور غلام صفت حکمرانوں کے ملکوں میں نظر آتی رہیں۔ چلی سے ہنڈراس اور فلپائن سے تھائی لینڈ تک، ہر ملک کے شہریوں نے دیکھی ہیں۔ اخبار کے مطابق امریکی سی آئی اے کے اہم عہدے دار فرلونگ نے پاکستان میں مسلح جانبازوں کا پتہ چلانے اور انہیں قتل کرنے کے لیے ٹھیکے دار فرم میں بھرتی کی ہیں، جو میرے ملک میں ان جگہوں، علاقوں اور گھروں کے بارے میں معلومات اکٹھا کریں گی اور پھر وہ معلومات امریکی آرمی اور خفیہ ایجنسیوں کو فراہم کریں گی۔ یہ ٹھیکے دار بنیادی طور پر امریکی فوج کی پاکستان میں موجودگی اور سرعام دیکھے جانے کے خطرے سے بچنے کے لیے بھرتی کیے گئے ہیں۔ یہ لوگ کون ہیں، کوئی نہیں جانتا اور جان بھی کیسے سکتا ہے۔ امریکی سی آئی اے اپنے مرنے والوں کے نام کا ایک ستارہ دیوار پر نصب کرتی ہے لیکن بہت سے ایسے مردہ ایجنٹ ہوتے ہیں جن کا نام مرنے کے بعد بھی ظاہر نہیں کیا جاتا تاکہ اُس ملک میں ضمیر خریدنے کا سلسلہ جاری رہے۔ ان کے نام کا بے نام ستارہ وہاں لگا دیا جاتا ہے۔

جس ملک میں دشمن گھر میں آ بسے، قاتل ہماری سڑکوں اور چوراہوں پر دندناتا پھرے اور اُسے مرنے مارنے کی ایسی اجازت ہو کہ اُس کے ہاتھوں مرنے والوں کا کوئی نام تک نہ جان سکے۔ ان پیاروں کا انتقام پوری قوم کا انتقام نہ بننے دیا جائے۔ ان کی جاں بحق بیٹیاں کسی اخبار، ریڈیو یا ٹی وی چینل پر عابدہ طوسی نہ بن سکیں۔ جہاں زندہ بچ جانے والے اس بات پر شکر کریں کہ چلو آج کا دن خیریت سے گذرا اور جس قوم کی حالت قصاب کی دکان پر پنجرے میں بند مرغیوں جیسی ہو جائے کہ جب وہ ذبح کرنے کے لیے ایک مرغی نکالے تو باقی اطمینان کا سانس لیں کہ ہم بچ گئے۔ وہاں پنجرہ ایک دن قصاب کے ہاتھوں خالی ضرور ہوتا ہے۔ پتہ نہیں ہم میں سے کس نے کتنے دن اس پنجرے میں موت کا انتظار کرنا ہے!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: صلیبی غلام، جھوٹ کی مشینیں

بے ہودگی کی انتہاؤں پر پہنچ جانا ان کے ہاں عزت ومرتبہ کی علامت گردانا جاتا ہے اور ظلم وتعدی ان کا دل پسند مشغلہ ہے۔ اب ایسے افراد اُن پاک باز نفوس کے بارے میں زبانِ طعن دراز کریں تو اس پر صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ محض اللہ رب العزت کا حلم ہی ہے جو اُن کے اس طوفان مکر وفریب کو خوب خوب جانتے ہوئے بھی اِنہیں ڈھیل دیے جا رہا ہے۔ لیکن اللہ کی یہ ڈھیلی رسی جس وقت کھینچ لی جاتی ہے تو پھر نہ خزانۂ قارون اُسے مالک الملک کی پکڑ سے بچا سکتا ہے، نہ نمرود کا تکبر وغرور اُسے پیوند خاک ہونے سے بچا سکتا ہے، نہ فرعون کی خودسری اُسے غرقاب ہونے سے محفوظ رکھ سکتی ہے اور نہ ہی امریکہ کی چاکری عذاب الٰہی سے بچاؤ کا سامان فراہم کر سکتی ہے۔

اس تمام منظر نامے میں مجاہدین کے لیے اور اُن سے محبت رکھنے والے طبقات و افراد کے لیے واضح پیغام موجود ہے کہ ذرائع ابلاغ پر آنے والی جہاد مخالف خبروں، تبصروں، تجزیوں اور رپورٹوں پر کان نہ دھریں۔ اس تمام جھوٹی مہم اور کذب وافترا کا مقصد مجاہدین میں اختلاف پیدا کرنے، بے دلی اور مایوسی کو پروان چڑھانے اور دل شکستگی پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اپنی نگاہیں مسلسل اپنے اہداف پر رکھنی ہوں گی اور ولا يخافون لومة لائـم کے عملی کردار کو نبھاتے ہوئے اپنی پیہم ضربوں کے ذریعے اس طاغوتی نظام کی بنیادوں کو اکھاڑنے پر توجہ مرکوز رکھنی ہوگی۔ یہود ونصاریٰ کی خاطر اپنا سب کچھ وار دینے والوں کے ترکش خالی ہو چکے ہیں۔ ان کے تمام تر زہریلے پروپیگنڈے کے باوجود مجاہدین مخلصین اپنے اپنے محاذوں پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اُن کی نظر تو صرف ایک اللہ پر ہے اور وہی سب سے بڑا دست گیر اور فریاد رس ہے۔ وہ یہود ونصاریٰ کے ان غلاموں سے وہی بات کہتے ہیں جو حضرت عمر فاروقؓ نے ابوسفیانؓ (قبول اسلام سے قبل جب وہ کفر کے سالار تھے) سے غزوہ احد کے دن کہی تھی "اَللّٰہ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ" (اللہ تعالیٰ ہمارا ولی ومددگار ہے اور تمہارا ولی ومددگار سرے سے کوئی ہے ہی نہیں!!!)۔

پرویز کیانی نے 30 مارچ تک وزیرستان آپریشن ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے پہلے سوات وملاکنڈ میں بھی آپریشن "ختم" ہو چکا ہے۔ لیکن سوات وملاکنڈ میں مجاہدین عالیشان پوری استقامت سے موجود بھی ہیں اور دن بدن اپنی کارروائیوں میں تیزی بھی لا رہے ہیں۔ جنوبی وزیرستان میں آپریشن جاری رہے یا اپنی موت آپ مر جائے، مجاہدین افواج پاکستان کو وہاں بھی شکار کرتے رہیں گے اور پاکستان بھر میں غیر رسمی امریکی مراکز کو نشانہ بناتے رہیں گے تا آنکہ جھوٹ، ظلم وزیادتی، کذب وافترا اور اللہ سے بغاوت کی بنیاد پر کھڑی اس نظام کی عمارت زمیں بوس نہ ہو جائے اور اللہ کے بندے حتیٰ لا تکون فتنه ويكون الدين كله لله کے الفاظ کو برسر زمین حقیقی روپ دھارتے نہ دیکھ لیں۔

☆☆☆☆☆

ہمارا یہ معرکہ وجود میں ہی آنے کا نہیں جب تک ہم اپنے اُس اصل ہدف کا تعین نہیں کر لیتے جو یہاں طاغوت کا علم اٹھا کر کھڑا ہے یعنی ایسا بہر حال نہیں کہ ہم لوگوں کو بیچ سے ہٹاتے ہٹاتے ہر کسی کو ہی سامنے سے ہٹا دیں اور عملاً کوئی انسانی فریق ہی ہمارے سامنے نہ ہو، جس سے ہمیں یہ جنگ لڑنی ہے، سوائے کچھ تصوراتی اشیا کے مانند 'نظام'، 'قانون' اور 'طرز حیات' وغیرہ جبکہ ہم نظام اور قانون اور طرز حیات کے سرغنوں اور کار پردازوں کو اس جنگ سے الگ کر چکے ہوں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ علماء قرآن میں وارد اصطلاح 'طاغوت' کی جب تفسیر کرتے ہیں تو اس میں وہ کچھ ذی نفس مخلوقات کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً شیطان، جو اللہ کو چھوڑ کر اپنی عبادت کی دعوت دیتا ہے حاکم جائر جو اللہ کے قانون کی بجائے اپنا قانون چلاتا ہے، وہ شخص جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ پیشوا جس کی عبادت ہو اور وہ اُس پر راضی ہو، قرآن اور قصص انبیاء کو دیکھیں تو یہاں تو سب کچھ "زندہ اور مکلّف ہستیوں" کے گرد ہی گھومتا ہے۔

مزاحمت اور تقلید

معروف کالم نگار ہارون الرشید نے اپنے ایک حالیہ کالم میں فرمایا ہے کہ امت مسلمہ کی نجات کے لیے استعمار کی مزاحمت کافی نہیں، امتِ مسلمہ کے عروج کے لیے علم درکار ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہماری نجات صرف علم میں ہے۔ مگر ہارون الرشید صاحب کے بقول مسلمان علم کیسے پیدا کریں؟ ہمارے علماء تقلید میں مبتلا ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے طالبان کا حوالہ دیا ہے اور انہیں فرقہ پرست قرار دیتے ہوئے نرا مقلد قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ طالبان امیر المومنین کی بیعت پر اصرار کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بیعت کیوں، الیکشن کیوں نہیں؟ طالبان مسواک پر زور دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مسواک کی جگہ ٹوتھ پیسٹ کیوں نہیں؟ ہارون الرشید صاحب نے مزید فرمایا ہے کہ طالبان ایسے سوالات کا کیا جواب دیں؟ ملّا اپنے ذہن سے نہیں اپنے اساتذہ کے ذہن سے سوچتا ہے، اُس کے لیے فقہ ہی دین ہے اور اُس کا مکتبہ فکر ہی اس کا مذہب ہے۔

ہمارے یہاں ''سقوطِ بغداد'' کا ذکر بہت ہوتا ہے مگر بغداد کا منظر نامہ کم ہی بیان ہوتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ تاتاریوں کے زمانے کا بغداد جنرل پرویز مشرف یا جنرل کیانی کا پاکستان نہیں تھا۔ بغداد جنید بغدادیؒ اور منصور حلاج کے علم کا امین تھا۔ صرف بغداد میں اتنی جامعات تھیں کہ آج پورے عالم اسلام میں بھی اتنی جامعات نہیں ہیں۔ کہنے والوں نے کہا ہے کہ اُس زمانے کے ذہین طالب علم کا علم اتنا تھا جتنا علامہ اقبال کا۔ مگر اُس دور کے لوگوں کے علم میں یہ خرابی پیدا ہوگئی تھی کہ وہ اُن کے لیے ''قابل عمل'' نہیں رہ گیا تھا۔ جس وقت تاتاریوں نے بغداد کو تاراج کیا اُس وقت بھی عراق کے طول وعرض میں بڑے بڑے اولیا موجود تھے۔

اس قصے کی ثقاہت کا تو علم نہیں لیکن تذکرہ غوثیہ میں ہے کہ فریدالدین عطار بغداد سے کچھ فاصلے پر غالباً نیشاپور میں موجود تھے۔ تاتاری لشکر نیشاپور کی جانب بڑھا تو عطار نے اپنی خانقاہ میں سامنے رکھا پیالہ الٹ دیا۔ لمحہ بھر میں نیشاپور تاتاری لشکر کی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہوگیا۔ تاتاری لشکر حیران ہوا اور لوٹ گیا مگر اگلے دن پھر آیا۔ اگلے دن پھر عطار نے خانقاہ میں پیالہ الٹ دیا۔ شہر پھر غائب ہوگیا۔ تیسرے دن پھر یہی ہوتا مگر عطار کو ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ تاتاری لشکر نیشاپور میں داخل ہوا اور تاتاریوں کے ابتدائی حملوں میں جو لوگ شہید ہوئے ان میں عطار بھی شامل تھے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ایسے صاحبِ علم اور صاحبِ کرامت لوگوں کی موجودگی بھی بغداد کو تاراج ہونے سے نہ بچا سکی۔ عمل سے محروم علم کی فراوانی کسی کے کام نہ آسکی۔ سوال یہ ہے کہ اس منظر نامے میں مجرد علم اہم ہے یا علم پر عمل سے پیدا ہونے والی مزاحمت؟

بہادر شاہ کی دلّی بھی کوئی مذاق نہیں تھی۔ وہ ایک جانب قلی قطب شاہ سے میر تقی میر اور میر سے غالب تک کی عظیم اردو شاعری کی امین تھی۔ دوسری جانب وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے بے پناہ علم کی علامت تھی۔ دلّی تاراج ہو رہی تھی تو وہاں کم از کم ایسی سو شخصیات تھیں کہ پورے عالم اسلام میں اُن کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ان میں سے ایک شخصیت مولانا ایوب دہلوی بھی تھے جنہیں 'رازیٔ دوراں' کہا گیا ہے۔ مولانا کے علم کا یہ حال تھا کہ کسی نے اُن سے پوچھا کہ سنا ہے آپ مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ رہے ہیں۔ مولانا نے فرمایا: جی ہاں! آزاد ہمارے جوتے اٹھانے والوں میں شامل تھے۔ مگر دلّی میں علم کی ایسی بہتات بھی اُسے مفتوح ہونے سے نہ بچا سکی۔ اس کی ایک ہی وجہ تھی۔ دلّی کے مبلغ علم اور مبلغ عمل میں ایک فرق تھا۔ دلّی کا علم سو کلو تھا اور عمل ایک کلو۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو افغانستان میں برپا ہونے والا ''مزاحمتی عمل'' کوئی کھیل تماشا نہیں۔ سوویت یونین افغانستان میں داخل ہوا تھا تو کہا جاتا تھا کہ سوویت یونین جہاں جاتا ہے وہاں سے واپس نہیں آتا۔ اور کہنے والے غلط نہیں کہتے تھے۔ سوویت یونین کی تاریخ یہی تھی۔ مگر افغانستان کے مزاحمتی عمل نے سوویت یونین کو ایسا لوٹایا کہ سوویت یونین ہی باقی نہ رہا۔ سوویت یونین کی مزاحمت کرنے والوں کا ''علم'' یقیناً کم ہوگا مگر ان کے علم وعمل میں ہم آہنگی تھی۔ ان کا علم کم تھا مگر کھرا تھا۔ ان کا عمل بھی کم ہوگا مگر وہ بھی کھرا تھا۔ چنانچہ تاریخ بدل کر رہ گئی، صرف سوویت یونین کے حوالے سے نہیں، جہاد کے حوالے سے بھی۔ سوویت یونین کے خلاف مزاحمت سے پہلے جہاد ماضی کی یاد تھی، ماضی کا قصہ تھا اور اس کا ہمارے حال سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ مگر سوویت یونین کی مزاحمت کرنے والوں نے ماضی کو زندہ کر کے اسے زندہ حال بنا دیا۔

بلاشبہ نیا علم اجتہادی فکر سے پیدا ہوتا ہی، تقلیدِ محض سے نہیں۔ اسلامی تاریخ میں رومیؒ اور غزالیؒ اس کی بڑی مثالیں ہیں۔ برصغیر میں اس کی سب سے نمایاں مثال شاہ ولی اللہؒ ہیں۔ بلاشبہ مسلمانوں کو اجتہادی فکر اور اپنا علم پیدا کرنا چاہیے، لیکن تقلید مسلمانوں کا ایک بڑا اسہارا ہے۔

امریکا کے خلاف افغانستان میں ہونے والی مزاحمت سوویت یونین کے خلاف ہونے والی مزاحمت سے بڑھ گئی ہے۔ سوویت یونین کے خلاف مزاحمت میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ امریکا تھا، یورپ تھا، پاکستان تھا بلکہ سارا عالم اسلام تھا۔ لیکن امریکا کے

خلاف مزاحمت کا کوئی کھلا حامی و مددگار نہیں۔لیکن اس کے باوجود افغانستان میں صرف امریکا ہی نہیں پورے مغرب کو شکست ہوگئی ہے۔ یہ ایسی شکست ہے کہ اس شکست کی خبر کے عام ہونے سے امریکا اور یورپ ہی نہیں عالم اسلام کے حکمران بھی لرز رہے ہیں۔ انہیں خوف ہے کہ مزاحمت کی کامیابی ثابت ہوکر عوام تک پہنچ گئی تو عالم اسلام کی کایا کلپ ہوکر رہ جائے گی۔مگر ہارون الرشید صاحب مزاحمت کا ذکر اس طرح کر رہے ہیں جیسے یہ کچھ بھی نہ ہو۔ بلاشبہ مسلمانوں کو علم کی ضرورت ہے، مگر افغانستان میں ہونے والی مزاحمت ایسی ہے کہ اس نے عالم اسلام کی قلتِ علم کا بھی فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

لیکن تقلید کا معاملہ تو رہ ہی گیا۔ ہارون الرشید صاحب نے تقلید کو منفی اور قابل مذمت عمل کے طور پر پیش کیا ہے۔لیکن تقلید اپنی نہاد میں ایک مطلوب اور محمود عمل ہے۔تقلید کا مفہوم لفظ' معنی اور عمل کی صحت کے ساتھ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقلی کا عمل ہے۔ یہ ایک مخصوص دائرے میں معنی کو بار بار دریافت کرنے کی سعی ہے، اور بلاشبہ ہمارے روایتی علما نے یہ کام شاندار انداز میں کر کے دکھایا ہے۔اتنے بہترین انداز میں کہ دوسرے مذاہب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔تقلید کا عمل اُس وقت بھی مطلوب و محمود ہے جب معاشرے میں انتشار برپا ہو اور لوگ ایک معنی کو اس کی مختلف صورتوں میں پہچاننے کی صلاحیت سے محروم ہوگئے ہوں۔

پہلے سے طے شدہ دائرہ کار میں رہ کر علمائے کرام کو اجتہاد کرنا چاہیے۔اسلامی تاریخ میں رومیؒ اور غزالیؒ اس کی بڑی مثالیں ہیں۔ برصغیر میں اس کی سب سے نمایاں مثال شاہ ولی اللہؒ ہیں۔لیکن تقلید مسلمانوں کا ایک بڑا سہارا ہے۔اس سے اور کچھ نہیں تو ہماری مذہبی فکر کی روایت تو قائم و برقرار ہے اور پوری صحت کے ساتھ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہو رہی ہے۔ ہارون الرشید صاحب نے اس سلسلے میں بیعت اور الیکشن کو ایک دوسرے کا متبادل قرار دیا ہے اور مسواک اور ٹوتھ پیسٹ کو ہم معنی بنایا ہے۔لیکن انہیں شاید معلوم نہیں کہ ہماری تاریخ میں معنی اور اس کی صورت یا Form کے درمیان اکثر ایسا گہرا رشتہ پایا جاتا ہے کہ صورت یا Form کے بدلنے سے معنی بھی بدل کر رہ جاتے ہیں۔

ہارون الرشید کی بات کو مان لیا جائے تو کل کوئی اٹھے گا اور کہے گا کہ اصل بات تو ''عبادت'' کرنا ہے چنانچہ نماز تو ''گیان دھیان'' سے بھی ہوسکتی ہی، اس کے لیے رکوع اور سجدے کی کیا ضرورت ہی؟ لیکن ہم جانتے ہیں کہ نماز میں نماز کی روح اور اس کی ادائیگی کا طریقہ دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ مسواک اور بیعت کا بھی ہے۔ بے شک ٹوتھ پیسٹ سے منہ صاف ہوجاتا ہے مگر چونکہ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی استعمال نہیں فرمایا اس لیے اس میں وہ برکت اور تقدیس نہیں ہوسکتی جو مسواک میں ہے۔ ہارون الرشید غور کریں تو بیعت کا معاملہ اس سے بھی بڑا ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکہ کا انجام! ویت نام اور افغانستان

کئی ایک بولنے کی صلاحیت بھی کھو بیٹھے ہیں۔ بیمار فوجیوں کا علاج کرنے والی کمیٹیوں کا کہنا ہے کہ گزشتہ سال افغانستان سے واپس آنے والے 2 ہزار 5 سو فوجی ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔اس سال کے آخر تک مختلف بیماریوں اور امراض کا شکار فوجیوں کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچنے کا امکان ہے۔امریکی ادارہ صحت کے مطابق 2007 میں افغانستان سے واپس آنے والے 121 فوجیوں نے خودکشی کی جبکہ 2 ہزار 4 فوجیوں نے خودکشی کی کوشش کی لیکن انہیں ''انسداد خودکشی تنظیم'' نے بچالیا۔

جس طرح ویت نام جنگ میں امریکہ کو شدید مالی نقصان ہوا تھا، اس طرح اب بھی ہو رہا ہے۔اس خبر نے امریکیوں کے ہوش اڑا دیے ہیں کہ 2009 کے دوران امریکہ کے 45 ہزار مالیاتی ادارے دیوالیہ ہوگئے جن میں سے 6 وہ ادارے بھی ہیں جو سو سال پرانے تھے۔امریکی معیشت مسلسل زوال پذیر ہے۔جس طرح صدر جانسن 7 سال تک ویت نام جنگ لڑتا رہا، اسی طرح صدر بش 8 سال تک افغان جنگ لڑتا رہا لیکن کامیابی حاصل نہ کرسکا۔جس طرح جانسن کے سامنے دو راستے تھے اور اُس نے دوسرے راستے کو اختیار کیا، اسی طرح بش کے پاس بھی دو ہی راستے تھے، بش نے بھی دوسرے ہی کو اختیار کیا اور نتیجے کے طور پر 2008 کے امریکی انتخابات میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔جس طرح جانسن کے بعد نکسن امریکی صدر بنا تو اُس نے ویت نام میں فوجیں بڑھا دیں، اسی طرح بش کے بعد اوباما صدر بنا تو اُس نے بھی افغانستان میں 30 ہزار مزید تازہ دم امریکی فوجی بھیجنے کا اعلان کردیا۔اب لگتا یہی ہے کہ جس طرح نکسن نے بعد میں مجبور ہوکر فوجیں واپس بلوالیں۔اسی طرح موسم گرما میں ایک فیصلہ کن رن ضرور پڑے گا، جس کی تیاری طالبان اور امریکہ دونوں کر رہے ہیں لیکن بات پھر وہی ہے جس کا اعتراف ویت نام جنگ کے خاتمے پر نکسن نے کیا تھا ''فوج کو تو شکست دی جاسکتی ہے لیکن عوام کو نہیں''۔اور افغانستان میں تو طالبان کی صورت میں افغان عوام ہی یہ جنگ لڑ رہے ہیں۔لیکن ویت نام اور افغانستان کی جنگ میں جوہری فرق یہ ہے کہ ویت نامی اپنے باطل عقیدے کے لیے لڑ رہے تھے جبکہ افغانستان میں مجاہدین اللہ کی نصرت اور اُسی کے نظام کو غالب کرنے کے لیے جاں فشانی دکھا رہے ہیں اور دوسرا اہم اور اساسی فرق یہ ہے کہ ویت نام کے گوریلوں کی پوری کمیونسٹ دنیا حمایت کر رہی تھی اور مدد بھی......جبکہ شریعتِ اسلامی کے پاسداران کے خلاف ساری دنیا کا کفر متحد اور اکٹھا ہے اور اس کفر کے ساتھ ارتداد کا راستہ اختیار کرنے والے مسلم معاشروں کے حکمران بھی کھڑے ہیں لیکن صرف اور صرف اللہ کی نصرت اور مدد سے پوری کفری دنیا ناکام اور نامراد ہوگی اور جس طرح امریکہ کو ویت نام سے رسوا ہو کر نکلنا پڑا تھا اسی طرح افغانستان کی لہورنگ وادیوں سے بھی وہ رسوا ہو کر ہی نکلے گا۔ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

فراموش شدہ ''مقدس'' جنگ

شاہ نواز فاروقی

سربوں کے سابق رہنما راڈوان کرادچ نے ہالینڈ کے شہر ہیگ میں جنگی جرائم کے مقدمے میں بیان دیتے ہوئے یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ بوسنیا ہرزیگوینا کے مسلمانوں کے خلاف ان کی جنگ جائز اور ''مقدس'' تھی۔لیکن بوسنیا ہرزیگوینا کی جنگ کا معاملہ کیا تھا؟ بوسنیا ہرزیگوینا کی جنگ کو اب دو دہائیاں ہونے کو آرہی ہیں اور مسلم معاشروں میں ایک ایسی نسل سامنے آچکی ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ بوسنیا کی جنگ کے عنوان سے کبھی کوئی جنگ لڑی گئی تھی اور اس جنگ میں دو لاکھ سے زائد مسلمانوں کو قتل کردیا گیا تھا۔لیکن بوسنیا کی جنگ کی اہمیّت صرف یہی نہیں ہے۔اس جنگ کی تاریخی اہمیّت بھی ہے کہ آج جو کچھ افغانستان اور عراق میں ہورہا ہے اس کی ابتدا تو بوسنیا میں ہوئی۔عالم اسلام کے خلاف امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی صلیبی جنگ کا آغاز افغانستان یا عراق سے نہیں، بوسنیا سے ہوا تھا۔لیکن بوسنیا کا قصہ کیا ہے؟ افغانستان میں شکست کے بعد سوویت یونین ٹوٹ گیا اور اس کے کئی مسلم اور غیر مسلم مقبوضات آزاد ہو گئے، جنہیں مغرب نے فوراً ہی آزاد تسلیم کرلیا۔

سابق یوگوسلاویہ سوویت یونین کا مقبوضہ علاقہ نہیں تھا مگر وہ کمیونسٹ ملک ضرور تھا، اور سوویت یونین کے انہدام کے بعد یوگوسلاویہ کی کمیونسٹ حکومت ختم ہوگئی۔سوویت یونین کی طرح یوگوسلاویہ میں بھی کچھ مقبوضات تھے۔بوسنیا ہرزیگوینا ان مقبوضات میں سے ایک تھا۔بوسنیا مسلم اکثریتی علاقہ تھا اور اصولاً اسے بھی آزاد تسلیم کرلیا جانا چاہیے تھا،لیکن امریکہ اور یورپ ہی نے نہیں سوویت یونین نے بھی اسے آزاد نہ ہونے دیا۔امریکہ اور یورپ نے بوسنیا سے متصل علاقے کروشیا اور سوویت یونین نے بوسنیا کے پڑوسی سرب علاقے کی سفارتی، سیاسی، مالی اور عسکری مدد کی اور سرب اور کروایشیائی آبادیاں بوسنیا کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔اس جنگ میں اسامہ بن لادن اور خود پاکستان بالخصوص ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی بے انتہا مدد کی اور انہیں اس قابل بنایا کہ وہ اپنے سے کئی گنا طاقت ور سربوں اور کروایشیائیوں کا مقابلہ کرسکیں۔بوسنیا کے مسلمان اس مدد کے ذریعے جنگ میں فتح تو حاصل نہ کرسکے مگر وہ اپنے قومی وجود کو بڑی حد تک بچالے جانے میں کامیاب ہوگئے۔

بوسنیا کی جنگ 1992 میں شروع ہوئی اور تقریباً ساڑھے تین سال تک جاری رہی۔اس عرصے میں امریکہ اور یورپ سربوں اور کروایشیائی باشندوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی ہوتے دیکھتے رہے اور جب مسلمانوں کی آزادی کا امکان معدوم ہوگیا تو ان پر ایک ایسا امن معاہدہ مسلط کردیا گیا جس کے تحت بوسنیا کے مسلمان ایک طرح کی کنفیڈریشن کے تحت زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے۔آپ کو معلوم ہے کہ یہ منحوس معاہدہ بوسنیا کے مسلمانوں پر مسلط کرنے والا کون تھا؟ پاکستان اور افغانستان کے بارے میں امریکہ کا خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک۔لیکن اس جنگ کا مرکزی نکتہ کیا تھا؟ اس جنگ کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ اسے علاقائی اور قومی رنگ دیا گیا۔مگر جیسا کہ راڈوان کرادچ نے تقریباً دو دہائیوں کے بعد تسلیم کیا ہے، یہ جنگ اپنی نہاد میں صلیبی جنگ تھی۔اہم بات یہ ہے کہ یہ جنگ ایسے مسلمانوں پر مسلط کی گئی جن کی عظیم اکثریت کے عقائد کمزور تھے، عبادات لاپتہ تھیں، اخلاقیات معدوم ہوجانے کے خطرے سے دوچار تھیں۔یہاں تک کہ ان مسلمانوں نے اپنے نام بھی مقامی طرز کے رکھ لیے تھے۔مگر اس کے باوجود انہیں ''مسلمان'' قرار دے کر ان کی نسل کُشی کی گئی۔صرف سربرنیکا میں ایک دن میں 8 ہزار مسلمانوں کو قتل کردیا گیا۔

بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کا سب سے ہولناک پہلو یہ تھا کہ قتل اور عصمت دری کی وارداتوں میں وہ سرب اور کروٹس ملوث تھے جو کئی دہائیوں سے مسلمانوں کے پڑوسی تھے۔اس جنگ کا ایک اور عجیب پہلو یہ تھا کہ سابق یوگوسلاویہ 70 سال تک کمیونسٹ رہا تھا۔اور ان 70 برسوں میں اسلام ہی نہیں عیسائیت بھی پس منظر میں چلی گئی تھی۔چنانچہ اصولاً سربوں اور کروٹس میں صلیبی جذبہ موجود نہیں ہونا چاہیے تھا۔لیکن جس طرح امریکہ اور یورپ سیکولر ہوکر بھی صلیبی ہیں اس طرح سابق یوگوسلاویہ کے سرب اور کروٹس 70 سال تک کمیونسٹ رہنے کے باوجود صلیبی تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی نسل کشی کو عیسائیت کی ''بازیافت'' کا ذریعہ بنالیا۔یعنی سابق یوگوسلاویہ میں عیسائیت مرچکی تھی مگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کے ذریعے اسے زندہ کیا گیا۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسلمان جب اسے صلیبی جنگ قرار دیتے تھے تو امریکی اور یورپی کہتے تھے: ''مسلمان'' تنگ نظر'' ہیں، بوسنیا کی جنگ میں مذہبی جذبہ موجود نہیں بلکہ یہ ایک گروہی جنگ ہے جو علاقائی تناظر میں لڑی جارہی ہے''۔لیکن کرادچ کے بیان سے ظاہر ہوگیا ہے کہ یہ جنگ پہلے دن سے صلیبی جنگ تھی، تہذیبی کشمکش تھی۔

معاصر عالمی تاریخ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہودیت ایک مردہ مذہب تھا مگر مسلمانوں کی نسل کشی کے ذریعے اسے فلسطین میں زندہ کیا گیا۔ہندوستان میں ہندوازم ایک از کارِ رفتہ مذہب تھا مگر مسلمانوں کی نسل کشی کے ذریعے بھارت میں ہندوازم کی بازیافت کی گئی۔سابق یوگوسلاویہ میں آرتھوڈوکس عیسائیت فنا ہوچکی تھی مگر مسلمانوں کے قتل عام کے ذریعے اس کا احیا کیا گیا۔مسلمان سمجھتے نہیں ہیں ورنہ امریکہ اور اس کے یورپی اتحادیوں نے افغانستان اور عراق کی جنگوں کے ذریعے مغربی تہذیب میں ''عیسائی عنصر'' کو زندہ اور متحرک کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن ایسا کیوں ہورہا ہے؟ بلاشبہ اس کی ایک وجہ اسلام سے نفرت ہے۔لیکن اس کی ایک وجہ اسلام اور اسلامی تہذیب کا حد درجہ متاثر کن پہلو ہے۔کسی تہذیب کے لیے اس سے بڑی بات اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی بقا کے لیے اپنے ماننے والوں کو جان دینے پر مائل کردے۔امریکہ اور یورپ نے افغان جہاد کو بہت قریب سے دیکھا کہ اسلام کس طرح اپنے لیے جان دینے کو سب سے بڑا اعزاز بنادیتا ہے۔مغرب کے پاس دولت اور اسلحہ تو بہت ہے مگر اس کے پاس ایسی جاں نثاری نہیں ہے۔یہ جاں نثاری صرف مذہب سے آسکتی ہے، چنانچہ مغرب صلیبی جذبے کو ابھار کر اپنی تہذیب میں جاں نثاری پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہے۔مگر مغرب اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرتا۔وہ اعتراف کرے گا تو اسلام کی برتری اور فوقیت کو تسلیم کرے گا، اور یہ کام وہ کبھی نہیں کرسکتا۔

☆☆☆☆☆

شیخ ابواللیث اللیبی رحمہ اللہ۔ جہاد فی سبیل اللہ کے عظیم قائد

ہماری اس زرخیز امت پر ڈھیروں سلام،جس امت کے یہ ہدایت یافتہ بیٹے ہیں جو جہاد کے روشن راستے پر گامزن ہیں۔ فتح کے جھنڈے نمودار ہونے کی ان مبارک ساعات میں وہ اس عظیم اجر کے انتظار میں اس راہ پر چلتے رہے یہاں تک کہ اپنی سب سے قیمتی متاع کی قربانی دے ڈالی، ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں اور کچھ ابھی منتظر ہیں۔'' بے شک اللہ نے مؤمنین سے ان کے جان اور مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، (اپنے دشمنوں کو) قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں، یہ اللہ کا سچّا وعدہ ہے' تورات، انجیل اور قرآن میں، اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے وعدے میں سچّا ہوگا؟ تو خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے کیا ہے، یہی بڑی کامیابی ہے''۔[التوبہ:111]۔

شیخ اسامہ حفظہ اللہ کہتے ہیں: '' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوقات سے افضل اور تمام انبیا اور رسولوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں، وہ بھی اس مرتبے، اس درجے کی خواہش کرتے ہیں، سنیے اور سمجھیے کہ وہ کون سا رتبہ ہے جس کو پانے کی انہیں اس قدر چاہت تھی: بے شک وہ شہادت کے متمنی تھے!'' میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں نکلوں ، پھر مارا جاؤں، پھر نکلوں، پھر مارا جاؤں، پھر نکلوں، پھر مارا جاؤں۔''اس طویل عرصہ حیات کو اس ہستی نے مختصر کر کے بتا دیا جس پر زمین اور آسمان کے رب کی طرف سے وحی آتی تھی، ساری حمد اسی رب کے لیے ہے۔ اس ذی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رتبے کی خواہش کرتے ہوئے، اس زندگی کو ان الفاظ میں مختصراً بیان کر دیا۔ خوش قسمت دراصل وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ شہادت کے لیے چن لے۔''

شیخ عبداللہ یوسف عزّام (اللہ ان پر رحم کرے اور ان کی شہادت قبول کرے) کہتے ہیں: '' بے شک، ہمارے الفاظ ایک بجھی ہوئی موم بتی کے موم کی طرح مردہ رہتے ہیں، حتیٰ کہ جب ہم ان الفاظ کے لیے مر مٹتے ہیں، تو وہ زندہ ہو جاتے ہیں اور ہمارے درمیان رہنے لگتے ہیں۔''

شیخ ابواللیث اللیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: '' مسجد اقصیٰ ایسا معاملہ نہیں ہے جو ہماری مجلسوں اور یونی ورسٹیوں میں محض ایک ثانوی گفتگو کی حیثیت رکھتا ہو۔ نہیں! بے شک یہ انتہائی سنگین معاملہ ہے جس کا تعلّق ہماری روزمرہ زندگی سے ہے! ہم مجاہدین کے درمیان روزانہ اس امید کے ساتھ اپنی صبح کرتے ہیں کہ شاید ہمیں فلسطین بھیج دیا جائے، اور ہمارے لیے اس زمین کے ٹکڑے پر جانا آسان ہو جائے۔ اور ہمیں پورے یقین کے ساتھ یہ علم ہے کہ بے شک ہماری ساری تربیت جو ہم کرواتے ہیں، اور اس زمین کے مشرق سے لے کر مغرب تک وہ سارا قتال جو ہم اللہ کی خاطر کرتے ہیں، بے شک یہ سب کچھ مسجد اقصیٰ میں یہود کو ذبح کرنے کی تربیت اور تیاری کے لیے میدان ہموار کر رہا ہے''۔

اس موجودہ صلیبی جنگ نے ہمیں سکھایا ہے کہ دشمن کو مارنا اور اس کی بنیادوں کو تباہ کرنا ایک ممکن الحصول بات ہے اور بے شک ایک سچّی حقیقت بن چکا ہے! اور اللہ کی توفیق سے یہ مجاہدین کی وہ تدبیریں ہیں، جن کی مدد سے وہ دشمن کا بھاری جانی و مالی نقصان کرتے ہیں۔ اور یہ ان تدبیروں کا نتیجہ ہے، جو افق کے اوپر نمایاں ہونا شروع ہو چکا ہے، اور الحمدللہ! دشمن ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں جا پڑتا ہے۔ اور وہ صرف شکست کے دہانے پر نہیں ہیں بلکہ ایسی شکست کے دہانے پر ہیں جو پچھلی سے زیادہ خطرناک اور گھیرا تنگ کرنے والی ہوگی۔ لیکن اس کامیابی کا راستہ اس امت کے بہترین سپاہیوں اور قائدین کے خون اور پسینے کا متقاضی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں اور دنیاوی سامان پیغامِ توحید کے اعلان کرنے کے لیے قربان کر دیا۔ ایسی قربانیاں جو ایک یا دو سال پر محیط نہیں، بلکہ کچھ کے لیے تو ان کی پوری زندگیوں پر محیط ہیں۔ اور ہم یہاں ان میں سے ایک جانباز، شیخ ابواللیث اللیبیؒ کی قربانیوں کو رقم کرنے کی کوشش کریں گے۔

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ کہتے ہیں: '' آج کے اس دور میں اس امت کے بہت سے سچّے رہنما ہیں، اور امت ان کے اخلاص، ان کے حالات، ان کی جانثاری اور ان کی قربانیوں کی وجہ سے انہیں تسلیم کرتی ہے۔ ان ہی وجوہات کی بنا پر امت ان پر اعتماد کرتی ہے، اور قیادت کے منصب کو ان کے لیے چھوڑ رکھا ہے۔ اور اگر میں کوشش کروں کہ ان سب قائدین کے نام یہاں دہراؤں جو اس دور میں ظاہر ہوئے ہیں اور انہوں نے صلیبیوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں تو ہمیں کافی دیر تک یہاں بیٹھنا پڑے گا۔ لیکن، ہم خصوصی طور پر رکنا چاہتے ہیں، کیونکہ ایک مجاہد قائد کی زندگی کا خلاصہ بیان کرنا بہت مشکل ہے، جس نے اپنی زندگی کا آدھے سے زیادہ عرصہ جہاد میں صرف کیا۔ ان کی سوانح حیات کو ایک یا دو گھنٹوں میں بیان کرنا بہت مشکل ہے، حتیٰ کہ ایک یا دو دن میں بھی اس کام کو مکمل طور پر انجام دینے کے لیے بہت تھوڑے ہیں۔ یہ وہ قائد ہیں جو ہماری اسلامی تاریخ رقم کرتے ہیں، اور اس کے صفحات پلٹتے ہیں۔ خطبات سے نہیں، مجرد الفاظ سے نہیں ، روشنائی سے نہیں! درحقیقت، انہوں نے یہ صفحات اپنے عمل، اپنے خون اور قربانیوں سے لکھے ہیں۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے ایک ممتاز رہنما، جانثاروں میں سے ایک جانثار کی زندگی کا جائزہ لینے کے لیے رکیں، یعنی شیخ ابواللیث اللیبی القاسمی رحمہ اللہ''۔

بے شک افغان جہاد اس امت کی تاریخ میں ماضی قریب کا نہایت اہم باب ہے۔ ذلت اور پستی کی کچھ ہی مدت بعد افغان جہاد نے شریک مجاہدین میں خصوصاً اور پوری امت میں عموماً بیداری کی لہر دوڑا دی۔ اس نے شکست کے دور میں بہت سے بہترین نتائج دیے اور عزت اور وقار کے معنی واضح کیے، فتح اور قربانی کا تصور اجاگر کیا، اور یہ سب کچھ اس جہادِ حق کی بدولت ہوا جو صرف اللہ کی خاطر اس کے دین کی سربلندی اور اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کیا گیا۔ اور ان نوجوانوں میں جنہوں نے اس اعلیٰ کوشش میں حصّہ لیا مجاہد شیخ

ابولیث رحمہ اللہ کا نام بھی شامل ہے، جو اپنے جیسے دوسرے بہت سے جوانوں کی طرح مجاہد شیخ عبداللہ یوسف عزامؒ کے خطبات سے متاثر ہوئے تھے۔ شیخ عزام نے ایک مرتبہ کہا تھا: ''آج بھائیوں نے مجھے آپ کے پاس آنے کا کہا میں آپ کی تکریم میں یہاں چلا آیا، گو کہ میری روح کو میدانِ کارزار چھوڑنے پر بے حد تکلیف ہوتی ہے، یہ مجھ پر بہت گراں گزرتا ہے کہ اک ایسی جگہ کو چھوڑ کر جہاں وافر مقدار میں اسلحہ موجود ہو اور استعمال کیا جاتا ہو، میں ایسی جگہ آجاؤں جہاں کوئی اسلحہ نہ ہو۔ یہ میرے دل پر بہت بھاری ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اپنے خون سے تاریخ رقم کر رہے ہیں چھوڑ آؤں، ان لوگوں کو چھوڑنا رنج و ملال کا باعث ہے، اور ان کے درمیان ہی زندگی اصل زندگی ہے! میں ان کے ساتھ رہتا ہوں تو اپنی ایمان تازہ کرتا رہتا ہوں اور جب ان سے دور ہوتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ گویا مر رہا ہوں، لہٰذا، بالکل جو حیثیت مچھلی کے لیے پانی کی ہے، میرے لیے جہاد کی ہے، اور ساری حمد اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ جس طرح مچھلی زیادہ دیر پانی کے باہر زندہ نہیں رہ سکتی، مجھے اور میری روح کو سکون ہی نہیں ملتا جب تک کہ میدان میں شریک عمل نہ ہوں۔ لیکن آج میں آپ کے پاس آیا ہوں، کہ شاید میں آپ میں سے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ اس سرزمین کی طرف کھینچ لے جاؤں۔ میری خواہش ہے کہ آپ کو اس طرزِ زندگی کی صحیح تصویر کی طرف لے چلوں''۔

اس بے مثال عالم کے الفاظ بہت سوں پر اثر انداز ہوئے ہیں اور آج تک ہوتے چلے آرہے ہیں، ان الفاظ نے جو عبداللہ عزامؒ نے اپنی تقریروں میں ادا کیے، اس امت کے نوجوانوں میں جہاد کی محبت اور شوقِ شہادت کا جذبہ بیدار کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ ایک ایسے وقت میں ان نوجوانوں نے جہاد کی پکار پر لبیک کہا جبکہ اس امت کے بہت سے بڑوں نے اسے ترک کر رکھا ہے۔ شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کہتے ہیں: ''یہ قیمتی موقع آیا، لیکن بدقسمتی سے، امت کے بڑے اس فرض کو پورا کرنے کے لیے نہیں اٹھے۔ بلکہ نوجوانوں میں ہلچل ہوئی، کالج یونیورسٹی کے طلبہ میں، اور وہ 'لاالٰہ الااللّٰہ' کے کلمہ کی نصرت کے لیے آگے بڑھے۔ اور بڑوں میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا سوائے شیخ عبداللہ یوسف عزامؒ کے۔ یہ افغان لوگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اب مسلمان جہاد کی طرف پلٹ رہے ہیں، اور شیخ عبداللہ عزامؒ کی کوششوں سے عرب جہاد کی طرف متوجہ ہوئے اور ان جہاد کے میدانوں کا رخ کیا، اللہ ان کی مساعی کو قبول کرے۔ وہ سارا علم جو انہوں نے منتقل کیا، اور جو اسباق دیے، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انہیں اور ان کے بیٹوں کو اپنی راہ میں شہدا کی حیثیت سے قبول کرے۔'' اس بہترین کامیابی کی وجہ عبداللہ عزامؒ خود بتاتے ہیں: ''ہم دیکھتے ہیں کہ داعیانِ دین کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مال و متاع کے نقصان اور مستقبل میں خستہ حالی کا خوف ہے۔ اگر آپ کسی بہترین اور کامیاب داعی کو بہت پریشان کرنا چاہتے ہوں تو بس اسے یہ بتا دیں کہ ایک حکومتی مخبر اس کے گھر کے سامنے والے فلیٹ میں مقیم ہے۔ میں نے اپنی حراست کا ایک حکم نامہ دیکھا ہے، اس پر صدر، اس کے سیکریٹری اور وزیراعظم کے دستخط موجود تھے۔ لیکن اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ مجھ سے راضی ہے۔ آخر کار اُسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔''

مسلم سرزمینوں کے آمر حکمرانوں کے ہاتھوں بننے والے خوف اور رعب کے اس بدترین ماحول میں لیبیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک طویل جنگ کے حالات میں شیخ ابواللیث نے اپنا سفر جاری رکھا۔ شیخ ابولیث ان افراد میں سے ہیں جو اس سچے راستے سے وابستہ ہوگئے اور اپنے آپ کو اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیا۔ شیخ عبداللہ سعید شہیدؒ مجاہدین کو تربیت دینے والوں میں سے ایک تھے، وہ ہمیں شیخ ابواللیث کی زندگی کے اس حصّے کے حوالے سے چند باتیں بتاتے ہیں: ''بے شک میرے یہ الفاظ ایک جانثار بطل، ایک بلند پہاڑ، اسلام کے شیروں میں سے ایک شیر، اس امت کے قائدین میں سے ایک قائد کے بارے میں ہیں، جن کا نام شیخ ابواللیث رحمہ اللہ ہے۔ میں اپنے اندر غم محسوس کرتا ہوں اور بہت سی خوبصورت یادیں میرے دماغ میں آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا اور مجھے یہ موقع دے کر شرف بخشا کہ میں نے ان کے ساتھ سترہ برس گزارے۔ میں نے یہ عرصہ ہجرت، رباط اور سرزمینِ جہاد میں نے ان کے ساتھ ساتھ گزارا ہے۔ وہ 1392ھ میں پیدا ہوئے، ان کا تعلّق لیبیا کے ایک علاقے مثقبات سے ہے، وہ طرابلس میں پیدا ہوئے، جہاں وہ پلے بڑھے اور جوان ہوئے۔ اور پھر اللہ نے انہیں ہدایت سے نوازا اور حق کے راستے پر چلتے ہوئے، وہ اسلام کے علم کے حصول میں اور اس میں مہارت حاصل کرنے میں لگے رہے اور حالات کی سختی کے باوجود اپنی مقدور بھر کوشش کرتے رہے۔

یہ سب کچھ ان حالات کے باوجود انہوں نے کیا جو اس وقت اور اب تک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک بھیانک جنگ کی صورت میں لیبیا میں جاری ہے۔ دین کے صحیح علم کے حصول کے سارے دروازے بند ہوگئے حتیٰ کہ اسلامی جامعات کی بندش، اور مذہبی بنیاد پر قائم شدہ حفظِ قرآن کی سادہ سی مجالس تک بھی ان اقدامات سے نہیں بچ سکیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کی شروع کردہ یہ جنگ محض دینی اداروں اور اسلامی جامعات کی بندش تک محدود نہیں، بلکہ درحقیقت یہ حادثات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو آج تک زندگی کے ہر شعبے میں ہیں۔ یہ غدار آمر (قذافی) اس چیز کو 'تیسری دنیا کے نقطہ نظر' کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ افکار کا یہ تصوراتی جال اس کی کتاب 'The Green Book-the Three Principles' میں بیان کردہ ہے، اور یہ طاغوتی حکمران دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کتاب انسانیت کے سارے موجودہ مسائل کا حل ہے۔ اس نے لوگوں کے درمیان ربِ کریم کی شریعت کے بجائے اس کتاب کا چرچا کیا، گویا اللہ کے دین میں اس احمقانہ کتاب کے اضافے کی ضرورت ہے!''

مرتد حکمرانوں کے اس متحدہ گٹھ جوڑ کی مخالفت میں، ہجرت اور اعداد ایک اہم ہتھیار بن گئے تاکہ اس ظلم کے خلاف کھڑا ہوا جاسکے اور قتال کا فریضہ انجام دیا جاسکے۔ سو افغانستان کی زمین اس طرزِ عبادت کے لیے ضروری ہوگئی۔ شیخ ابواللیث اس طرف ہجرت کر گئے تاکہ اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوجائیں۔ شیخ عبداللہ سعید شہیدؒ کہتے ہیں: ''لہٰذا وہ اس جگہ پہنچ گئے جدھر کی انہیں شدید خواہش تھی، یہاں تک کہ وہ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوگئے اور یہ 1410ھ کی بات ہے۔ ہم نے شیخ ابولیث کی تربیت کی اور انہوں نے اپنی ابتدائی تیاری میں عمدہ کارکردگی دکھائی.....'' (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

مولانا سعید احمد جلال پوری کی شہادت کا تقاضا

مولانا محمد احمد حافظ

قافلۂ اہل حق کا ایک اور فرد فرید جام شہادت نوش کر گیا۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ...... جو حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے علم و عمل کے وارث اور جرات و شجاعت کے نقیب تھے۔ صاحبِ قلم تھے اور ان کی تحریریں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سلاست و روانی، علمی گہرائی اور گیرائی کا پرتو ہوتی تھیں، دینی اور مسلکی تصلب ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ اکابر علمائے دیوبند کے سچّے وفادار تھے اور اس سلسلے میں ان کے متعلّق کسی قسم کی مداہنت اور رواداری کے قائل نہ تھے ان کی حیاتِ مستعار کے آخری سالوں میں انہیں دیکھنے والے جذب و کیف کے عالم میں دیکھتے۔ شہادت بلاشبہ ان کے لیے عظیم الشان اعزاز اور ان کے شایانِ شان ہے مگر ہم ایسوں کے لیے ان کا یوں بچھڑ جانا ایک ناقابل برداشت سانحہ ہے۔ جسم و جاں میں ایک کسک اور خلش ہے جو چین لینے نہیں دے رہی۔

کراچی بھی عجیب بے مروت شہر ہے، اس کی سڑکوں کو علمائے حق کا خون راس آ گیا ہے۔ جب ہی تو آئے روز کسی حق گو عالم یا تحریکی مزاج رکھنے والے دینی کارکن کا قتل ہوتا رہتا ہے۔ جمعرات کی صبح اہلسنت والجماعت کے راہنما مولانا عبدالغفور ندیم اور ان کے رفقا پر قاتلانہ حملہ ہوا، اس حملے کے نتیجے میں مولانا شدید زخمی ہوئے اور چند دن بعد شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ قاتلوں کو شاید زیادہ ہی پیاس لگی تھی، سو مولانا سعید احمد جلال پوری کے خون ناحق سے بجھالی۔

غور فرمایئے! کاررواں لٹتا جا رہا ہے اور دل ستاں گم ہوئے جا رہے ہیں، مہر و محبت کے پیکر اور عزم و عزیمت کے نشان اٹھتے جا رہے ہیں۔ بنوری ٹاؤن کو کس کی نظر لگ گئی؟ ایک طویل فہرست ہے شہدا کی، شخصیات ایسی کہ کوہ ہمالیہ بھی جھک کر سلام کرے۔ کہتے ہیں دشمن کے تیروں کو دیکھو کہاں گر رہے ہیں؟ جہاں گریں سمجھو وہیں سے دشمن کو زک پہنچ رہی ہے۔ بنوری ٹاؤن کے شہدا یقیناً ایسے تھے جو دل شیطان میں کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری کا قلم قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے تو وقف تھا ہی، غامدیت، مہدویت، جدیدیت، انکار حدیث اور کئی دیگر فتنوں کا بھی مدلل اور منہ توڑ رد فرمایا۔ آخری دنوں میں معروف دانش ور زید حامد کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے اور اس کے چہرے سے خوش نما نقاب الٹ کر اس کا مکروہ چہرہ عامۃ المسلمین کو دکھا دیا۔ متعدد علماء مولانا کی شہادت کے پس پردہ اسی شخص کا ہاتھ دیکھ رہے ہیں اس لیے کہ وہ جن قوتوں کا منظورِ نظر ہے وہ کسی بھی صورت اپنے خاص مہرے کو متنازعہ نہیں دیکھنا چاہتیں۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی ذات پر بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا لیکن ایک سوال جو گلے کی پھانس کی طرح اٹک کر رہ گیا ہے کہ آیا مولانا شہید کے لہو کی سرخی قافلہ اہل حق کے اتحاد و اتفاق کا عنوان بن سکتی ہے؟ اہل حق کا قافلہ جس جاں گسل احوال سے گزر رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ وہ بکھرے دانوں کی طرح منتشر ہے۔ اپنے پرائے سب اس پر پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔

دشمن نہایت عیار اور طرّار ہے۔ وہ تاک تاک کر نشانے باندھ رہا ہے اور ہمارے منارہ ہائے علم و عمل کو زمین بوس کیے جا رہا ہے۔ ہم ہیں کہ پہلے وجوہِ اختلاف کو متعین کرنے کے خواہاں ہیں۔ ہمارا نسب نامۂ فکر و نظر جن قدسی صفت شخصیات سے ملتا ہے ان پر ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ امام المجاہدین سید احمد شہیدؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ ہمارے راہ نما تھے۔ یہ ہمارے فکر و نظر کے منبع ہیں، ہم انہی کے نام لیوا اور خوشہ چین ہیں۔ یہ ختم نبوت کی تمام تحریکات، سلوک و احسان کی تمام خانقاہیں، اصلاح معاشرہ کے لیے کام کرنے والی تبلیغی جماعتیں سب انہی کا دم بھرتے ہیں۔ آخر آج ہم اتنے منتشر کیوں؟ ہمارے علماء بے کسی اور بے بسی کے عالم میں شہید کر دیے جائیں اور اہل حق کی مذہبی سیاسی جماعتیں اتنا احتجاج بھی نہ کر پائیں کہ حکمرانوں کو سنجیدگی سے سوچنا پڑے؟

موجودہ احوال کو کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ سمجھیے یا کچھ اور، بہر حال قاتل طے کر چکے ہیں کہ اہل حق کو نابود کرنا ہے۔ ''گرین چینل'' کے کچھ سر کردہ لوگ قاتلوں کو مسلسل مشورے دے رہے ہیں کہ اگر خطے میں امن سے رہنا چاہتے ہو تو اسلام پسندوں کو کریش کر دو۔ یہ ایک بڑا طوفان ہے، جس سے نبرد آزما ہونا اکیلے طور پر ممکن نہیں۔ اہل حق کا اتحاد وقت کا اہم تقاضا ہے۔ ابھی بھی قابل قدر شخصیات ہمارے درمیان موجود ہیں، جن کا وجود ہمارے لیے نعمت سے کم نہیں۔ کئی اکابر ایسے ہیں جو ٹوٹے دلوں کو جوڑ سکتے ہیں اور زخمی دلوں پر مرہم رکھ سکتے ہیں۔ کون ہے جسے اہل حق کے اتحاد سے انکار یا اختلاف ہو؟ ہاں پہل کرنے کی دیر ہے، کاش کوئی اللہ کا بندہ جھولی پھیلا کر نکلے اور امت کے بکھرے دانوں کو ایک لڑی میں پرو دے...... اے کاش مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے خون کی سرخی اہل حق کے اتحاد کا عنوان بن جائے!!!

☆☆☆☆☆

حکم بغیر ما انزل اللہ ایسے گھناؤنے فعل کی جو شناعت قرآن میں بیان ہوئی اور جس کو قرآن میں صاف صاف کفر گردانا گیا ہے اور جو کہ اس وقت عالم اسلام کا ایک بے حد نمایاں مسئلہ ہے اور جس کو یہاں کے کچھ طبقے عام معصیت کا ہی درجہ دے رکھنے پر ہی مُصر نظر آتے ہیں اور اس کو 'کفر' کہنے پر اچھا خاصا معترض ہوتے ہیں...... یہ مجاہدین کی ذمہ داری ہے کہ اس فعل کی کافرانہ حیثیت لوگوں پر واضح کی جائے۔

ہم سے سبق سیکھو!

میخائل گورباچوف

میخائل گورباچوف سابقہ سوویت یونین کا سابقہ صدر ہے، اس کے دورِصدارت میں ہی روس اپنے زخم چاٹتے ہوئے افغانستان سے لوٹ کر پوری دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بن گیا۔ گورباچوف 'امریکیوں کو اپنے دُکھ سنا رہا ہے۔

تباہ حال افغانستان میں روزافزوں کشیدگی کے باعث لوگ مر رہے ہیں، ان مرنے والوں میں زیادہ تر لوگوں کا دہشت گردی یا باغیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ افغان حکومت کی اپنے ہی علاقوں میں گرفت کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ 34 صوبوں میں سے درجن بھر کے قریب طالبان کے قبضے میں ہیں۔ منشیات کی پیداوار اور اسمگلنگ میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ان ممالک کے لیے بھی خطرہ ہے جو پہلے سے عدم استحکام کا شکار ہیں۔ جن میں وسطی ایشیائی ریاستوں کے ساتھ پاکستان بھی شامل ہے۔

11 ستمبر 2001 کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ آزمائی حکمت عملی کی ناکامی پر منتج ہو رہی ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے اور جاننے کی اشد ضرورت ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ مزید یہ کہ ایسا اور کیا ہو سکتا ہے جو ہمیں مکمل تباہی سے دوچار کر دے۔ حالیہ لندن کانفرنس (جہاں مختلف ممالک اور عالمی اداروں کے نمایندگان اکٹھے ہوئے تھے) نئی سمت میں پہلا قدم ہے۔ محتاط اندازے کے بعد لندن کانفرنس کے شرکا ایسے فیصلے کرنے میں کامیاب ہوئے جو صورتحال میں بہتری کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ماضی کی تین دہائیوں کے تجربات کر کے ان سے کچھ سبق حاصل کیا جا سکے۔

1979 میں سوویت قیادت نے افغانستان میں فوجیں اتارنے کے جواز میں کہا تھا کہ وہ وہاں اپنے دوستوں کی مدد کرنے اور انتشار کے شکار ملک میں استحکام پیدا کرنے کے لیے آئے ہیں اور یہیں افغانستان جیسے ملک کی پیچیدہ صورت حال کو سمجھنے میں بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی۔ جہاں معاشرہ میں مختلف نسلی گروہوں، ذات برادریوں اور قبیلوں کے باہمی تعلقات سے تشکیل پانے کی قدیم روایت ہے اور اس سے ہیئت حاکمہ محدود تر ہوتی ہے۔

اسی لیے ہم جو چاہتے تھے نتائج اس کے برعکس برآمد ہوئے۔ عدم استحکام میں اضافہ ہوا اور ایک ایسی جنگ گلے پڑ گئی جس کا نہ صرف ہزاروں افراد شکار ہوئے بلکہ خود ہمارے اپنے ملک کو مہلک نتائج بھگتنا پڑے جس پر مغرب بالخصوص امریکہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا جو سرد جنگ کے زمانے میں ہراُس ایک کی سرپرستی کرنے پر آمادہ رہا جو سوویت یونین کے خلاف سرگرم عمل ہو، صرف یہ سوچ کر کہ اس سے اسے طویل عرصے تک فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

1980 میں سوویت قیادت اپنے نظام معیشت کی تشکیل نو کے وقت افغانستان میں درپیش مسائل کا تجزیہ کر کے کچھ نتائج اخذ کرتی تھی۔ ہم نے دو قطعی فیصلے کیے، پہلا افغانستان سے اپنی فوجوں کی واپسی کا، دوسرا تمام ان پارٹیوں سے اشتراک کار جو قومی مفاہمت کے ذریعے افغانستان کو ایک ایسا غیر جانب دار پرامن ملک بنانے میں مددگار بنیں جو کسی پڑوسی ملک کے لیے دردسر کا باعث نہ ہو۔

آج جب میں پلٹ کر دیکھتا ہوں تو مجھے اطمینان ہوتا ہے کہ یہ ایک مناسب اور ذمہ دارانہ فیصلہ دوہرے مقاصد کا حامل تھا۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر ہم قطعی کامیاب ہو جاتے تو بہت سی مشکلات اور تباہی سے محفوظ رہا جا سکتا تھا۔ ہماری نئی پالیسی محض اعلامیہ نہیں تھی، میرے عہد میں ہم نے پوری محنت اور دیانت داری سے اسے نافذ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ ہمیں کامیابی کے لیے ہر طرف سے مخلصانہ اور ذمہ دارانہ تعاون کی ضرورت تھی۔ افغان حکومت ہمارے ساتھ سمجھوتے کے لیے تیار تھی اور مفاہمت کے لیے کافی حد تک پیش رفت بھی ہو چکی تھی۔ بہت سارے اضلاع میں حالات بہتری کی جانب گامزن تھے مگر پاکستان اور امریکہ نے آگے بڑھنے کی ساری راہیں مسدود کر دیں۔ وہ صرف ایک ہی نکتے پر اڑ گئے' کہ سوویت یونین کی افواج کی واپسی۔ ان کا گمان تھا کہ اس کے بعد وہاں مکمل اختیار حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ وہ افغان صدر نجیب اللہ کی محدود عملداری والی حکومت کو بھی تسلیم کرنے سے انکاری تھے۔ جوں ہی بورس یلسن اقتدار میں آئے، وہ مکمل طور پر ان کے ہاتھوں میں کھیل گئے۔

1990 میں دنیا نے افغانستان کو ایک نئے روپ میں دیکھا، اس دہائی میں افغانستان میں طالبان کی حکومت سامنے آئی جس نے افغانستان کو اسلامی قدامت پسندوں کے لیے جنت اور اسے دہشت گردی کا گہوارہ بنا دیا۔ نائن الیون مغربی قائدین کے خوابِ غفلت سے ہڑبڑا کر بیدار ہونے کا لمحہ تھا۔ تب مغرب کے فیصلہ سازوں نے جو فیصلے کیے وہ گہری سوچ بچار سے عاری تھے اور بعد ازاں غلط ثابت ہوئے۔ طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد امریکہ اس غلط فہمی میں رہا کہ اس کی عسکری کامیابی' جس کے لیے اسے کچھ زیادہ خرچ کرنا نہ پڑا' حتمی ہے اور اب لمبے عرصے کے لیے اسے مسائل سے نجات مل گئی ہے۔ ابتدائی کامیابی کی ایک ممکنہ وجہ عراق پر امریکہ کا آسانی سے غلبہ حاصل کرنا بھی تھا جس کے بعد اس نے فوجی حکمت عملی کا تباہ کن اقدام کرنے کی حماقت بھی کی۔ اس دوران امریکہ افغانستان میں ایک نام نہاد جمہوری عمل کی داغ بیل ڈال کر اقوام عالم کی سیکورٹی فورسز کی مدد لینے میں کامیاب رہا۔ خاص طور پر نیٹو افواج' کہ جسے گلوبل پولیس میں کا کردار سونپ دیا گیا۔

باقی سب تو تاریخ ہے' افغانستان میں فوج کی گرفت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے۔

(بقیہ صفحہ 69 پر)

افغانستان میں مزید نقصان اٹھانا پڑے گا!

امریکی فوج کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا این بی سی کو انٹرویو

صلیبی' شکست کے لیے اپنی قوم کو ذہنی طور پر تیار کر رہے ہیں۔ مرجہ میں تاریخی شکست سے قبل صلیبی جنرل کا اہم انٹرویو:

افغانستان کے صوبہ ہلمند میں غیر معمولی آپریشن جاری ہے۔ لڑائی شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائی مرحلے میں ہمیں شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ افغانستان میں نئے آپریشنز کا سلسلہ بارہ سے اٹھارہ ماہ تک چلے گا۔ صورت حال کو اسی تناظر میں دیکھنا ہوگا۔ جنرل میک کرسٹل اور ان کے ساتھیوں نے ڈیڑھ سال تک صورت حال کا جائزہ لے کر جو منصوبہ بندی کی ہے اسی کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔ سول ملٹری سیٹ اپ کے لیے بھرپور کوششیں کی جا رہی ہیں۔ امریکہ چاہتا ہے کہ افغان حکومت کو تمام امور جلد از جلد سونپ دیے جائیں مگر اس کے لیے لیڈر شپ کی ضرورت ہے جو فی الحال مطلوبہ معیار تک دکھائی نہیں دے رہی۔ شدت پسندی سے مستقل طور پر نمٹنے کے لیے چند رہنما اصول مرتب کرنے ہوں گے۔

صدر اوباما نے افغانستان کے لیے جن مزید تیس ہزار فوجیوں کی تعیناتی کا اعلان کیا ہے ان میں سے پانچ ہزار چار سو ہلمند میں تعینات کیے جا چکے ہیں۔ مزید فنڈنگ کی ضرورت ہے تا کہ افغانستان میں کی جانے والی منصوبہ بندی پر عمل میں تاخیر اور کوتاہی کی گنجایش باقی نہ رہے۔ افغان فوج کی اتھارٹی کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکے۔ مرجہ میں اتحادی افواج کی کارروائی سے مثبت نتائج ملنے لگے ہیں۔ وہاں افغان فوج بھی اتحادیوں کے شانہ بشانہ ہے۔

اگرچہ ہمیں طالبان کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ہے تو کچھ حیرت کی بات نہیں۔ عراق میں بھی یہی ہوا تھا' جب ہم نے عراقی حکومت کی اتھارٹی قائم کرنے کے لیے بھرپور آپریشن شروع کیا تھا تو ملک بھر میں مزاحمت کار متفق اور متحد ہو گئے۔ وہ اپنے محفوظ ٹھکانے اتحادیوں سے واپس لینا چاہتے تھے۔ افغانستان میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ ہمیں رفتہ رفتہ کامیابی مل رہی ہے۔ شیڈو گورنر گرفتار ہو رہے ہیں، ہائی ویلیو ٹارگٹ حاصل کیے جا رہے ہیں، ایک لاکھ افغان فوج ملک بھر میں اپنی اتھارٹی قائم کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ سال رواں کے دوران ہمیں افغانستان میں شدید نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ صورت حال ہمارے لیے غیر متوقع نہیں۔ ہم مایوس نہیں بلکہ پر امید ہیں۔ ہمیں مایوسی یا خوش امیدی کی بجائے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہمیں اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہیے کہ طالبان کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ ہم اس بات کو یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ افغان سرزمین نائن الیون کی طرز کے حملوں کی منصوبہ بندی کے لیے دوبارہ استعمال نہ ہو۔ ان حملوں کی منصوبہ بندی قندھار میں کی گئی اور پھر حملہ آوروں کو ہمبرگ کے راستے امریکہ منتقل کیا گیا تا کہ وہ پرواز کی تربیت حاصل کریں۔

اپریل 2009 سے اب تک پاکستان نے ہم سے غیر معمولی تعاون کیا ہے۔ خفیہ معلومات کے تبادلے کے بارے میں تفصیلات تو منظر عام پر نہیں لائی جا سکتیں، ہاں یہ ضرور کہنا پڑے گا کہ اب پاکستان میں عوام، سیاست دانوں اور فوجی قیادت کو مکمل یقین ہو چکا ہے کہ عسکریت پسندوں اور انتہا پسندوں کے ہاتھوں حکومت کی عملداری خطرے میں ہے۔ یہ احساس ہر سطح پر پوری شدت سے پایا جاتا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کسی اور کے لیے نہیں بلکہ خود پاکستان کی سلامتی اور خوش حالی کے لیے لڑی جا رہی ہے۔

امریکہ اب ہائی ویلیو ٹارگٹ کی گرفتاری اور اسیری سے گریزاں ہے کیونکہ بین الاقوامی اداروں کی نگرانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسانی حقوق کی علمبردار تنظیمیں معاملات پر نظر رکھتی ہیں۔ اگر تمام اصولوں اور قوانین کا خیال نہ رکھا جائے تو بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ عراق کی ابوغریب جیل کا معاملہ ہمارے لیے ایک واضح مثال ہے۔ میں ذاتی طور پر گوانتاناموبے جیل بند کرنے کے حق میں رہا ہوں۔ مگر اس کے لیے غیر معمولی عقل مندی اور نظم و ضبط کی ضرورت ہے۔ قیدیوں کی منتقلی ایک بڑا مسئلہ ہے، اس معاملے کو بہتر طریقے سے نمٹانا پڑتا ہے۔

امریکی مرکزی کمان کے علاقوں سے القاعدہ کو غیر موثر بنانے میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ سعودی عرب اور چند دوسرے ممالک کو اس کا فائدہ پہنچا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب مشرق وسطیٰ میں القاعدہ قیادت کو نمایاں حد تک غیر موثر کیا جا سکا ہے۔ ایک نیٹ ورک کا دباؤ کم کرنے کے لیے دوسرا نیٹ ورک قائم کرنا پڑتا ہے اور ہم نے القاعدہ کے معاملے میں یہی کیا ہے۔ القاعدہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اب وہ کہیں بھی امریکی مفادات کو نقصان پہنچانے کے لیے بے تاب ہے۔ کرسمس کے موقع پر ایمسٹرڈیم سے ڈیٹرائٹ جانے والی فلائٹ کو تباہ کرنے کی کوشش سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اب ہمیں زیادہ محتاط رہنا پڑے گا۔

☆☆☆☆☆

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''قیدیوں کو چھڑانا مسلمانوں پر واجب ہے، چاہے قتال کے ذریعے چھڑائیں یا اموال خرچ کر کے چھڑائیں اور مال کے ذریعے چھڑانا زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ مال خرچ کرنا اپنی جانیں سے کم تر اور زیادہ آسان ہے''۔

تفسیر القرطبی سورہ النساء: آیت ۷۵

ماضی کی غلطی نہ دہرائی جائے، طالبان سے ٹکر نہ لی جائے

مرزا اسلم بیگ کا انٹرویو

صاحبِ مصاحبہ کا تعلّق پاکستانی فوج سے سربراہی کی حیثیت میں رہا اور بعد از اں فوج اور اُس کے اداروں کے لیے 'تھنک ٹینک' کی حیثیت سے پالیسیوں کے مرتب کرنے سے لے کر حکمت عملی کی تشکیل تک ہر معاملہ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ طالبان مجاہدین کے درمیان افغانی اور پاکستانی طالبان کی تقسیم کا شوشا چھوڑا۔ زیرِ نظر انٹرویو میں بھی کوشش کی گئی ہے کہ حقیقت حال بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فوج اور آئی ایس آئی کے جرائم کی پردہ پوشی کی جائے۔ حالانکہ ان کے جرائم پر پردہ ڈالنا سورج کے آگے ہاتھ رکھنے کے مترادف ہے مگر جسے اللہ بصیرت اور بصارت سے محروم کر دے اُسے سمجھنا ممکن ہی نہیں۔

سوال: امریکی جرنیلوں کے اعتراف ناکامی کے بعد عالمی سطح پر اور اس خطے میں جہاں افغانستان واقع ہے، بڑی سرگرمی نظر آ رہی ہے؟

جواب: امریکی جان چکے ہیں کہ افغانستان پر جتنا عرصے ان کا قبضہ رہے گا شکست مسلسل ان کا مقدر بنی رہے گی، جیسا کہ رابرٹ گیٹس نے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ فروری 2011 سے پہلے ہی اپنی فوجوں کو نکال لیں۔ جبکہ 2012 عراق سے امریکی انخلا کا سال ہے۔ لہٰذا کسی بھی پڑوسی ملک کو اپنی پالیسیاں بناتے وقت ان تاریخوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ان اعلانات کے بعد افغانستان اور پاکستان میں ایک بڑی ہیجانی سی کیفیت پیدا ہو چکی ہے اور جتنی بھی متعلقہ قوتیں ہیں وہ سب اپنے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے میدان میں آ گئی ہیں۔

سوال: پاکستان کا اس بدلتے منظر میں کیا کردار ہونا چاہیے؟

جواب: میں دیکھ رہا ہوں کہ جب سے امریکہ نے افغانستان سے نکلنے کا عندیہ دیا، پہلے کہا کہ تین سال میں نکلیں گے، اب کہہ رہے ہیں کہ ڈیڑھ سال میں نکلیں گے۔ وہ مقتدر قوتیں جن کا افغانستان سے تعلّق ہے ان کی سوچ میں بڑی تبدیلی آئی ہے اور نئے حقائق سامنے آ رہے ہیں۔ ان مقتدر قوتوں میں سب سے بڑی قوت افغانستان کے طالبان ہیں۔ دوسری قوت امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی ہے جو آج افغانستان پر قابض ہیں اور ان اتحادیوں میں بھارت بھی شامل ہے۔ تیسری قوت پاکستان ہے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ کہیں کوئی فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس وقت افغانستان کے 35 صوبوں میں سے 33 پر طالبان کا تسلط ہے۔ بغلان جو شمال میں ہے جہاں حزب اسلامی کا کنٹرول تھا وہاں پر طالبان کا تسلط قائم ہے اور امریکہ اپنی مزید فوج لانے کے باوجود طالبان کی سرگرمیوں کو نہ روک سکا ہے اور نہ ہی دبا سکا ہے، قابض افواج پر مسلسل تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہیں۔ خصوصاً کابل کے اردگرد ان حملوں کی شرح میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ طالبان کی طاقت بڑھتی جا رہی ہے کم نہیں ہو رہی۔ باوجود یہ کہ ان کی بعض اہم شخصیات جیسے ملا برادر اور دیگر پاکستان میں پکڑے گئے ہیں، ان گرفتاریوں کا ان کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ امریکہ نے طالبان کو خریدنے اور تقسیم کرنے کی جو کوشش کی اس میں بھی امریکہ ناکام رہا ہے۔ طالبان کا صرف یہی مطالبہ ہے کہ افغانستان سے امریکی اور اتحادی افواج فی الفور نکل جائیں ورنہ طالبان ایک طویل جنگ کے لیے تیار ہیں، ان کو قطعاً کوئی جلدی نہیں ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اب طالبان کو نہ تو امریکہ پر اعتبار ہے، نہ کرزئی حکومت پر نہ ہی پاکستان پر۔ اس لیے جو بھی ان کے دشمن کے ساتھ مل کر ان پر حملہ آور ہوا ہے اس کو طالبان اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ آج وہ صرف یہ فیصلہ سننا چاہتے ہیں کہ قابض افواج افغانستان سے نکلنے کا ٹائم فریم دیں تو اس کے بعد ان سے بات چیت ہو سکتی ہے، یہ ان کا مسلمہ فیصلہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جیسے 1990 میں امریکہ، پاکستان اور مغربی دنیا نے ان کو دھوکہ دیا، اس بار وہ کسی دھوکے میں آنے والے نہیں۔ اسی لیے ان کا قابض افواج کے انخلا کے ٹائم فریم کے اعلان کا مطالبہ ہے۔ جب یہ فیصلہ ہو گا تب ہی جنگ بندی ہو گی۔ یہ بات چیت کا سلسلہ بھی تب ہی شروع ہو گا۔ یہ طالبان کی سوچ اور نظریہ ہے۔ واضح رہے کہ آج طالبان کا افغانستان کے 95 فیصد علاقے پر قبضہ ہے۔ یہ تقریباً اتنا ہی علاقہ ہے جتنا کہ ان کے اپنے دور حکومت میں تھا۔ دوسری بات یہ انہیں پاکستان پر اعتماد نہیں، اگر افغانستان کے طالبان کو یہ احساس ہوا کہ پاکستانی حکومت ان کے مفادات کے خلاف عمل کر رہی ہے تو پھر وہ پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھا لیں گے اور یہ پاکستان کے لیے بہت برا دن ہو گا۔ اس لیے کہ ہمارے سرحدی علاقوں میں جو پختون ہیں چاہے وہ فاٹا سے تعلّق رکھتے ہوں یا سوات، دیر، باجوڑ سے، وہ پچھلے تیس برسوں سے افغانستان کی آزادی کی جنگ میں افغان طالبان کا بازوئے شمشیر زن ہیں۔ اور ان کے علاقے ان طالبان کے لیے لاجسٹک سپورٹ بیس رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ اگر اس سپورٹ بیس کو توڑنے کی کوشش کی گئی تو وہ خطرناک صورت حال پیدا ہو گی کہ جس کا مقابلہ پاکستان نہیں کر سکے گا۔

سوال: اس منظر میں دوسری طاقتیں کیا کچھ کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں؟

جواب: دوسری طرف امریکہ، کرزئی حکومت اور ان کے اتحادی بشمول بھارت سب طالبان کے خلاف سازشوں میں شامل ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ اتنی بڑی جدوجہد کے بعد طالبان کو اقتدار نہ ملے۔ یہ بالکل اسی طرح کا دھوکہ ہے جیسا 1990 میں دیا گیا۔ یہ بیرونی قوتیں چاہتی ہیں کہ ایک ایسا عجوبہ منصوبہ تیار کیا جائے کہ جو ان کا فرماں بردار ہو اسے اقتدار میں لایا جائے۔ اس کے لیے طرح طرح کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ حکمت یار کو طالبان سے علیحدہ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ طرح طرح کے حربے استعمال ہو رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ اسی سلسلے میں مالدیپ میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں حکمت یار کے داماد (ڈاکٹر غیرت بہیر) موجود تھے۔ افغان حکومت کے نمائندے اور کرزئی کے بھائی موجود تھے۔ امریکی گماشتے بھی وہاں موجود تھے۔ جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ طالبان کو الگ کر کے ایسا گروپ بنایا جائے کہ جس کو اقتدار سونپا جا سکے۔ اس لیے دھاندلی اور دباؤ کے ذریعے طالبان کو مذاکرات کے لیے رضامند کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن طالبان پر دھاندلی اور دباؤ کے حربے کارگر ہونا ممکن نہیں۔ اس سارے منظر نامے میں جو سب سے خطرناک اور بری بات ہے وہ یہ کہ پاکستان کی حکومت اپنے اصل مفادات کے برخلاف اس منصوبے کی حمایت کر رہی ہے اور آج ہمارے سامنے یہی منظر نامہ ہے۔ امریکہ اس حمایت کے حصول کے لیے پاکستان کو 2.3 ارب ڈالر کا لالی پاپ دے رہا ہے اور یہ رقم کوئی امداد نہیں بلکہ قرضہ ہے۔ امریکہ نے پاکستان کو دوسرا لالی پاپ یہ

دیا ہے کہ بھارت کا افغانستان میں اثر ورسوخ ختم کرنے میں مدد کرے گا۔اور تیسری خبر یہ ہے کہ بھارت نے افغانستان میں 9 قونصل خانے ختم کر دیے ہیں اور اب وہ نیک بن گیا ہے۔چوتھی خبر یہ ہے کہ شمالی اتحاد کے لوگ، کرزئی، امریکہ اور دیگر بااثر قوتیں جو افغانستان میں ہیں' ان کو ملا کر پاکستان، بھارت کی حمایت اور امریکہ کی سرپرستی میں ظاہر شاہ کے پوتے مصطفیٰ ظاہر شاہ کی قیادت میں ایک حکومت تشکیل دی جائے اور اس سلسلے میں امریکہ اور اس کے اتحادی پاکستان کی مدد چاہتے ہیں اور پاکستان کی حکومت نے ایک بڑا فیصلہ کر لیا ہے جو کہ بہت ہی خطرناک ہے۔جس طرح جنرل ضیا نے امریکہ کے ساتھ مل کر 80 کی دہائی میں روسی جارحیت کے خلاف جنگ کرنے کا فیصلہ کیا، اس کے نتائج ہم آج تک بھگت رہے ہیں اور پھر جنرل مشرف نے امریکہ کے ساتھ مل کر افغانستان پر جنگ مسلط کی جس کے سنگین نتائج آج تک پاکستان کا مقدر بنے ہوئے ہیں، اسی طرح آج حکومت پاکستان نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ مل کر ظاہر شاہ کے پوتے کو افغانستان کی حکومت سونپی جائے۔اس منصوبے کا اصل مقصد یہ ہے کہ طالبان کی طاقت کو توڑ کر، کم کر کے بے وقعت کر دیا جائے اور پھر ظاہر شاہ کے پوتے کی حکومت قائم کی جائے کہ جس کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور پاکستان کی حمایت حاصل ہو۔

سوال: کیا پاکستان کے عسکری حلقے اس سے بے خبر ہیں؟

جواب: امریکہ پاکستان میں قوت کا اصل سرچشمہ پاکستان کی عسکری قوت ہی کو سمجھتا ہے اور ایک عرصے سے اسی کو گھیرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔جنرل پیٹریاس نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ہمیں پاکستان کے تحفظ کا پورا احساس ہے اور یہ کہ ہمیں پرامن افغانستان چاہیے جہاں ہمارے مفادات کا تحفظ ہو۔جنرل پیٹریاس نے تزویراتی گہرائی (اسٹریٹیجک ڈیپتھ) کی بات بھی کی۔جنرل پیٹریاس کہتا ہے کہ ''پاکستان کو اسٹریٹیجک ڈیپتھ حاصل ہو گی' اگر پاکستان، اپنے طالبان کو ختم کرنے کے بعد افغانستان کے طالبان کو کمزور کرنے میں ہماری مدد کرے'' اور افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے اہم حلقوں کی طرف سے یہ بات کہی گئی ہے کہ ہاں ہم افغانستان میں ایسی حکومت چاہتے ہیں جو طالبنائزڈ نہ ہو۔انہیں طالبان زدہ افغانستان نہیں چاہیے۔نا جانے یہ کیسے سمجھ لیا گیا ہے کہ افغانستان میں اگر طالبان کی حکومت قائم ہوئی تو اس سے پاکستان کے مفادات کو زک پہنچے گی۔

سوال: اس منصوبے پر کب سے عمل شروع ہوگا؟ آپ کو کیا نظر آ رہا ہے؟

جواب: میرا مشاہدہ یہ ہے کہ اس منصوبے پر عملدرآمد کا پہلا مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔امریکہ بھرپور طریقے سے پاکستان کی حکومت کے اقدامات کی حمایت کرتا ہے۔افغانستان میں پاکستان کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت (گارنٹی) دیتا ہے بشرطیکہ پاکستان افغانستان میں ایسی حکومت بنانے کی حمایت کرے جو طالبان زدہ نہ ہو اور امریکہ چاہتا ہے کہ فاٹا اور سرحدی علاقوں میں پاکستانی فوج کی کارروائیاں بڑھائی جائیں، اس طرح سے اس کے نتیجے میں افغانستان میں طالبان کی کارروائیاں دب جائیں اور اب ان کوششوں میں امریکی ڈرون بھی شدت کے ساتھ شریک ہیں۔حکومت ان کی کارروائی پر رسمی احتجاج بھی نہیں کرتی۔ڈرون حملوں کی کارروائیاں تیز تر ہو رہی ہیں اس لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ پہلے مرحلے میں کام شروع ہو گیا ہے۔ہمیں کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ افغانستان میں کس کی حکومت ہو گی اور کس کو اقتدار ملے گا۔ایک بار پھر 1990 والی غلطی دہرائی جا رہی ہے، یہ سب کچھ جانتے ہوئے کہ طالبان کو افغانستان کے 35 میں سے 33 صوبوں میں تسلط حاصل ہے اور جس قوت نے امریکہ نیٹو اور ان کے اتحادیوں کی طاقت کو افغانستان میں بکھیر کر رکھ دیا ہے، ہم اس قوت کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں بجائے اس کے کہ ہم وہ راستہ ڈھونڈتے کہ ماضی کی غلطی نہ دہرائی جائے، طالبان سے ٹکر نہ لی جائے، ان کے مطالبات کو سمجھ جائے لیکن افسوس یہی کہ جو فیصلہ اسلام آباد میں کیا گیا ہے وہ ایک خطرناک فیصلہ ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں یہ خدشہ ہے کہ افغانستان کے طالبان اپنی بندوقوں کا رخ ہماری طرف کر دیں گے تو پھر ہماری فوج بے بس نظر آئے گی۔یہ خطرناک فیصلہ ہے، امریکی احکامات پر عملدرآمد کے نتیجے میں پاکستان میں دہشت گردی میں اضافہ ہوا ہے۔

سوال: آپ نے پہلے بھی کہا تھا کہ افغانستان کی جنگ پاکستان پر پلٹنے کی کوشش کی گئی تھی جس کے نتیجے میں دہشت گردی بڑھ گئی۔اب افغان طالبان کے حوالے سے آپ بات کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان ان کے خلاف کارروائیوں کے لیے تیار ہے؟

جواب: بالکل درست بات ہے۔اب امریکی خود نکلنے کی بات کرتے ہیں اور جاتے جاتے پاکستان کو ایک مستقل عذاب میں پھنسا کر جانا چاہتے ہیں۔میں اس سے ہوشیار رہنے کے لیے خبردار کر رہا ہوں۔پاکستان میں دہشت گردی میں اضافے کے تین اسباب ہیں۔پہلا سبب یہ ہے کہ دہشت گردی ایک انتقامی کارروائی ہے جو قبائلی روایت کا ایک حصّہ ہے۔انہیں مارا جاتا ہے تو وہ بھی ہمارے لوگوں کو مارتے ہیں۔دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ بات جیسے جیسے واضح ہوتی جا رہی ہے کہ پاکستان امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور کابل حکومت کے اس منصوبے کا ساتھ دے رہا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ دہشت گردی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔تیسرا سبب یہ ہے کہ امریکی خود بھی پاکستان کو دہشت گردی کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔اب یہ حقیقت کھل کر سامنے آ رہی ہے کہ پاکستان میں بلیک واٹر تنظیم کی کارروائیوں کا ذکر ہوتا ہے اور وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے ہمیشہ کہا کہ یہاں پر کوئی بلیک واٹر تنظیم نہیں ہے تو وہ صحیح کہتے تھے۔اس لیے کہ بلیک واٹر تنظیم نہیں ہے بلکہ پاکستان کی اس طرز پر اپنی بنائی ہوئی تنظیم ہے۔یہ ایک بڑی افسوس ناک حقیقت ہے کہ جنرل مشرف نے 2004 میں ایک نئی انٹیلی جنس تنظیم بنائی جس میں ایسے لوگ شامل کیے گئے جو زیادہ تر سابق سیکورٹی اہل کار تھے یا دوسرے سول انٹیلی جنس ایجنسیوں سے جن کا تعلّق تھا۔ان لوگوں کو وہی کام دیا گیا جو کام امریکہ کی بلیک واٹر تنظیم کرتی تھی۔اس تنظیم میں ایسے لوگوں کو جمع کیا گیا جو ذہنی اور نظریاتی طور پر جہاد کے خلاف تھے اور ایسے لوگ جو طالبان کے مخالف تھے اور جو امریکہ اور بھارت کی بالادستی کے خواہش مند تھے اور ان لوگوں کو سہالہ کے ٹریننگ سنٹر میں امریکی تربیت دیتے تھے۔پھر اسلام آباد میں، پشاور میں، کراچی میں، کوئٹہ میں اور ملک میں جگہ جگہ ان کے مراکز قائم ہوئے۔سوات کے پاس ان لوگوں کا تربیتی مرکز ہے یعنی جنرل پرویز مشرف نے ایک جال بچھا دیا تھا اور اس تنظیم کے ہاتھوں بڑے بڑے گناہ سرزد ہوئے ہیں، سب سے بڑا گناہ لاپتہ افراد ہیں۔جنرل مشرف نے 700 پاکستانیوں کو پکڑ کر امریکیوں کے حوالے کیا، ان لوگوں کو یہی تنظیم اغوا کرتی رہی اور ہم یہ سمجھتے رہے کہ انہیں آئی ایس آئی نے پکڑا یا ایم آئی نے پکڑا یا ایف آئی اے نے پکڑا۔اسی پاکستانی بلیک واٹر تنظیم نے یہ سارے کارنامے انجام دیے اور آج بھی دے رہے ہیں۔(بقیہ صفحہ 55 پر)

امارت اسلامیہ افغانستان کے دور میں

طالبان مزار شریف میں......

1- فروری 1997 کے مہینے میں کنڑ میں کچھ مخالف عناصر نے طالبان کے خلاف بغاوت برپا کرنے کی کوشش کی جو ناکام ہوئی۔

2- اس دوران احمد شاہ مسعود اور حزب اسلامی میں ایک بار پھر چپقلش شروع ہوگئی۔ یکم مارچ کو حزب اسلامی کے ترجمان نے الزام لگایا کہ احمد شاہ مسعود نے حکمت یار کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔ احمد شاہ مسعود کی جانب سے الزام کی تردید کی گئی۔

3- مارچ میں اسلام آباد میں او آئی سی کا اجلاس ہوا جس میں طالبان کو بطور مندوب شرکت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ طالبان کے نمایندے اس میں شریک ہوئے۔ یاد رہے کہ پاکستان، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے فتح کابل کے بعد کابل حکومت کو تسلیم کرلیا تھا مگر اقوام متحدہ کی تقلید میں اکثر مسلم ممالک اس کے بعد بھی یہ جرات نہ کرسکے۔ اس لیے او آئی سی میں افغانستان کی نشست پر طالبان کی بجائے ربانی ہی بطور نمایندہ براجمان تھا۔

4- مئی میں جلال آباد کے سابق گورنر حاجی عبدالقدیر کو حکومت پاکستان نے ملک سے بے دخل کردیا۔

5- شیخ اسامہ بن لادن، جو افغان مجاہدین کی باہمی جنگوں کے دوران افغانستان سے سوڈان چلے گئے تھے، چند ماہ قبل دوبارہ افغانستان آ گئے تھے۔ وہ صومالیہ میں امریکی فوج کے خلاف کارروائیوں میں مزاحمت کاروں کو مدد دینے کے الزام میں امریکہ کو مطلوب تھے۔ خود سعودی حکومت کے نزدیک بھی وہ قابل عتاب تھے۔ مئی کے مہینے میں میڈیا نے بعض ایسی رپورٹوں کی تشہیر کی جن میں کہا گیا تھا کہ طالبان اُنہیں سعودی حکومت کے حوالے کرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ طالبان ذرائع نے ان میڈیا رپورٹوں کی تردید کی۔

6- مئی کے مہینے میں جلال آباد کا بڑا اسلحہ ڈپو ایک دھماکے سے تباہ ہوگیا۔ 50 افراد جاں بحق اور 300 زخمی ہوئے۔

7- 12 مئی کو کوئٹہ میں 60 ہزار افغان مہاجرین نے ایک اجتماع میں ملا محمد عمر کی غائبانہ بیعت کی۔

8- مئی کے مہینے میں درہ سالانگ پر طالبان اور دوستم ملیشیا کے درمیان جھڑپیں جاری تھیں اور دوستم ملیشیا کو پسپائی ہو رہی تھی۔

9- بی بی سی کے نمایندے رحیم اللہ یوسف زئی نے امیر المومنین سے ملاقات کے بعد ان کی ترغیب پر داڑھی رکھ لی۔

مزار شریف:

شمالی افغانستان خصوصاً اس کا سب سے بڑا شہر مزار شریف طالبان کی نظروں میں تھا۔ یہ شہر بلخ کے جنوب مشرق میں اس کے متبادل کی حیثیت سے گزشتہ صدی عیسوی میں ابھرا تھا۔ پہلے بلخ قدیم شاہراہ ریشم پر تجارتی قافلوں کی آماجگاہ تھا۔ مگر مزار شریف کی رونقوں نے بلخ کو اس طرح دھندلا دیا کہ وہ پختونوں کا ایک پسماندہ قصبہ بن کر رہ گیا ہے۔ مزار شریف کی وجہ تسمیہ، وجہ شہرت اور وجہ آبادی وہ مزار ہے جو شہر کے وسط میں بڑی آن بان سے قائم ہے۔ مزار کے قدیم مجاوروں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ حالانکہ اس بات کا بے حقیقت ہونا سب کو معلوم ہے مگر افغانستان کے حکمران اور امرا محض اپنی ''خوش عقیدگی'' ظاہر کرنے کے لیے اس مزار کی آرائش میں دل کھول کر حصّہ لیتے رہے۔ کمیونسٹ نظریات رکھنے والے جنرل دوستم نے اس مزار پر سونے کی تختیوں پر کلمہ طیبہ لکھوا کر اپنے ''حامیٔ دینِ مبین'' ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ اس مزار کی وجہ سے یہاں ازبکوں اور تاجکوں کے علاوہ بڑی تعداد میں ہزارہ شیعہ بھی آباد چلے آ رہے تھے۔ یہ شہر پاکستان، ایران، افغانستان اور وسط ایشیا کے لیے اسمگلنگ کا مرکز ہے اور اسی تجارت کے محاصل یہاں کے کمانڈروں کا بڑا ذریعہ آمدن ہیں۔ دوستم نے ان دنوں یہاں بلخ ایئر لائنز کا آغاز بھی کردیا تھا۔

طالبان اور جنرل عبدالمالک کے مذاکرات:

طالبان موسم بہار میں شمالی افغانستان پر فیصلہ کن حملے کے لیے تیار تھے۔ مئی میں خوست کے بڑے اسلحہ ڈپو سے 36 ہزار توپ کے گولے شمالی محاذ پہنچا دیے گئے۔ ان تیاریوں کو دیکھ کر ایرانی حکومت شور مچا رہی تھی کہ اقوام متحدہ مداخلت کرکے طالبان کو شمالی افغانستان پر حملے سے باز رکھے۔ ادھر جنرل عبدالمالک نے دوستم سے علیحدگی کا اعلان کرکے طالبان کو شمالی افغانستان پر بھرپور چڑھائی کا بہترین موقع فراہم کر دیا تھا۔ امیر المومنین کے نمایندے ملا عبدالرزاق نے فوری طور پر بادغیس پہنچ کر ''درہ بغباز'' میں عبدالمالک سے ملاقات کی۔ عبدالمالک نے کہا کہ وہ اسلام کے نفاذ میں مخلص ہے اور چاہتا ہے کہ دوستم جیسے کمیونسٹ سے افغانستان کو نجات ملے اور ایک مستحکم مرکزی حکومت قائم ہوجائے۔ اس گفت وشنید کے بعد فوری طور پر فاریاب، شبرغان اور پھر مزار شریف پر حملے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ ہر صوبے کے انتظام کے لیے چھ رکنی کونسل اور حفاظت کے لیے دو دو سو افراد بھی تیار کر لیے گئے۔ عبدالمالک کے ساتھ خاصی عجلت میں ایک معاہدہ بھی طے کرلیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ طالبان قیادت کا وفادار رہے گا۔ عبدالمالک نے طالبان کو یقین دلایا کہ وہ مزار شریف تک آسانی سے یلغار کرسکتے ہیں۔ تاہم اسے یہ ڈر تھا کہ کہیں دوستم اپنے حامی پڑوسی ملک ازبکستان سے فوج لے کر نہ آجائے۔ ملا عبدالرزاق نے عبدالمالک کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ طالبان نے چند سو افراد کے ساتھ ہی کابل فتح کیا تھا۔

مزار شریف پر دوطرفہ یلغار:

طالبان قیادت نے آناً فاناً نقشہ جنگ ترتیب دیا اور 20 مئی کو دو اطراف سے طالبان کے لشکروں نے شمالی افغانستان کی طرف پیش قدمی شروع کردی۔ ایک لشکر ہرات سے نکل کر فاریاب، سرپل اور شبرغان کو فتح کرتے ہوئے مغرب سے مزار شریف کا محاصرہ کرنے جا رہا تھا جبکہ دوسرے لشکر کو جو کہ کابل سے روانہ ہوا تھا، بغلان اور بامیان پر قبضہ کرتے ہوئے

مزار شریف پہنچنے کا ہدف دیا گیا تھا۔

فاریاب فتح، اسماعیل توروں گرفتار:

ہرات سے یلغار کرنے والا لشکر پے در پے میدان مارتا چلا گیا۔21 مئی کو فاریاب پر حملہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے شہر فتح ہوگیا۔ 100 کمیونسٹ جنرل اور 1000 سپاہی گرفتار ہوئے۔ ہرات کا مغرور سابق حاکم اسماعیل خان حکومتِ ایران کی ایما پر شمالی افغانستان کا دورہ کر کے سازشوں کے جال بُن رہا تھا۔ جب طالبان نے فاریاب پر حملہ کیا تو وہ وہیں تھا۔ اسے بھاگنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ طالبان کے سپہ سالار عبدالرزاق نے اسے گرفتار کر کے قندھار جیل بھیج دیا۔ وہاں ایک انٹرویو میں اس نے اعتراف کیا کہ شمالی افغانستان میں بدامنی اور سازشوں کا ذمہ دار ایران ہے۔ اس نے الزام لگایا کہ اس کی وہ تمام دولت بھی ایران نے ضبط کر لی ہے جو وہ ہرات سے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ فاریاب اور سرپل پر قبضے کے ساتھ ہی کابل سے روانہ ہونے والا لشکر بغلان میں داخل ہو گیا تھا اور ''درہ شبر'' کے دہانے تک پہنچ کر بامیان کے اہم دفاعی مقامات پر قبضہ کر چکا تھا۔

دوستم جلاوطن:

جنرل دوستم طالبان کی یلغار سے گھبرا کر ازبکستان فرار ہو گیا۔ سرحد عبور کر کے ''ترمذ'' پہنچنے کے لیے اسے اپنے ہی سپاہیوں کو ڈالروں میں رشوت دینا پڑی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ جنگ جو سردار اب ہمیشہ کے لیے افغانستان کی سیاست سے خارج ہو گیا ہے۔ وہ 1955 میں شبرغان کے ایک مضافاتی دیہات میں پیدا ہوا تھا۔ کمیونسٹ انقلاب کے بعد وہ فوج میں شامل ہوا۔ ایک مدت تک وہ دریائے آمو کی بندرگاہ حیرتان پر مامور اس حفاظتی دستے میں شامل رہا جو سوویت یونین سے افغانستان بھیجے جانے والے سامان کی بحفاظت ترسیل کا ذمہ دار تھا۔ بعد میں وہ ترقی کر کے اس دستے کا افسر بن گیا۔ 1989 میں روسی فوج کے انخلا کے بعد دوستم شمال کا ایک بڑا کمانڈر بن کر ابھرا جو نیم خودمختار اور نجیب اللہ کا وفادار تھا۔ اس نے ازبکوں کی نہایت سخت کوش اور تشدد پسند ملیشیا ترتیب دی' جسے'' جوزجانی ملیشیا'' کہا جاتا تھا۔ یہ فوج نجیب کے اشارے پر مجاہدین کے خلاف لڑتی رہی۔ مگر 1992 میں مجاہدین کو کابل پر حملے کے لیے تیار دیکھتے ہی اس نے نجیب سے علیحدگی اختیار کر لی اور مزار شریف کو مرکز بنا کر چھ صوبوں کا خودمختار حکمران بن بیٹھا۔ طالبان کے عروج کے ساتھ مزار شریف کی رونقیں بڑھتی گئیں کیونکہ طالبان کے نظام سے برگشتہ سیکڑوں شرابی، اسمگلر، فاحشہ عورتیں، رقاصائیں، گلوکار، سازندے اور میراثی مزار شریف میں پناہ لے چکے تھے۔ دوستم نے ان کی خوب آؤ بھگت کی اور اپنی محفلوں کو مزید دوآتشہ کیا مگر اب دوستم جلاوطن ہو کر ازبکستان اور پھر ترکی میں پناہ لے رہا تھا جبکہ مزار شریف میں طالبان کے قدموں کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔

طالبان مزار شریف میں:

25 مئی کو طالبان فاتحانہ انداز میں کسی کشت وخون کے بغیر مزار شریف میں داخل ہو گئے۔ طالبان کے مجاہدین کا لشکر جو شہر پر قبضہ کرنے آئے تھے، بہت قلیل تعداد میں تھے۔ البتہ شمال کے سب سے بڑے شہر کی فتح میں شرکت کرنے اور وہاں اسلامی نظام کے نفاذ کا دلکش منظر دیکھنے کے لیے ہزاروں طلبہ، مجاہدین، علماء اور دین دار افراد طالبان کے ساتھ ساتھ مزار شریف پہنچنا شروع ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: انٹرویو مرزا اسلم بیگ

اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں تھا، جس پر چند دن پہلے حملہ ہوا اور اس کو تباہ کر دیا گیا۔ اس تنظیم کا نام اسپیشل انوسٹی گیٹنگ ایجنسی یعنی ایس آئی اے ہے۔ ایس آئی اے اور سی آئی اے کا آپس میں بڑا گہرا تعلّق ہے۔ سی آئی اے سے ہی پاکستانی بلیک واٹر ایس آئی اے کی تنظیم اور سرگرمیوں کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ یہ تنظیم اب بھی قائم ہے اور بغیر کسی قانونی اجازت کے یہ کام کر رہی ہے۔ اس کو پاکستان میں حکومتی سطح پر کون کنٹرول کرتا ہے یہ ایک بڑا سوالیہ نشان ہے؟ اور کیوں کرتا ہے؟ کیوں حکومت پاکستان کی اپنی تنظیمیں آئی ایس آئی اور ایم آئی، ایف آئی اے سے چھپا کر یہ کارروائیاں ہو رہی ہیں جو قطعاً ملکی مفادات کے خلاف ہیں؟ یہ وہی نیٹ ورک ہے جس کے خلاف میڈیا نے شور مچایا تو امریکہ نے کہا کہ یہاں پر یہ نیٹ ورک نہیں ہے اور پھر ان خبروں کو دبا دیا گیا۔ لیکن یہ نیٹ ورک قائم ہے اور پاکستان میں طالبان اور القاعدہ کے لوگوں کے علاوہ سیکڑوں پاکستانی یہاں اغوا کر کے لائے گئے اور اس کے ہیڈ کوارٹر اور دیگر مراکز میں انہیں اذیتیں دی گئیں اور تفتیش کے دوران ان پر ظلم وزیادتی کی گئی، جس کی مثال نہیں ملتی۔ ان لوگوں سے پوچھیں اس عمارت کے گرد جن کے گھر ہیں وہ آپ کو واقعات بتائیں گے۔ اس وقت ہم سازشوں کے جال میں گھرتے جا رہے ہیں، ان سازشوں میں جو مشرف کے وقت میں بنائی گئی تھیں، ہم آج تک ان میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہم ابھی اس سے سنبھلے تھے کہ اب ایک نئی سازش جو افغانستان کے مستقبل کے لیے شروع ہوئی ہے۔ ہماری ایسی بدقسمتی ہے کہ ہم اب اس سازش کا حصّہ بن گئے ہیں، یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ اس سازش کے کامیاب ہونے کے امکانات تو بالکل نہیں ہیں لیکن اس کے نتیجے میں ایسی صورت حال پیدا ہوگی کہ وہ افغانی جو آج تک جنگ میں شامل نہیں ہوئے وہ بھی بھڑ یں گے، وہ بھی جنگ میں شامل ہوں گے اور ہتھیار اٹھائیں گے۔ طالبان پورے افغانستان میں پھیل چکے ہیں۔ آج ہر ایک اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہا ہے، اس لیے کہ ان کو نظر آ گیا ہے کہ امریکی اب فرار ہو رہے ہیں۔ مائنس طالبان منصوبے میں سعودی عرب بھی شامل ہے، پاکستان بھی شامل ہے۔ ہماری حکومت کو بالکل بھی بصیرت نہیں ہے کہ اس فیصلے کا کیا انجام ہوگا۔ گزشتہ دس سال سے امریکہ اور نیٹو طالبان کی قوت کو ختم نہیں کر سکے، یہ کس طرح طالبان کو افغانستان سے غیر متعلّق رکھ سکتے ہیں۔ اب پاکستان اور امریکہ کے پاس کون سی گیدڑ سنگھی ہے کہ دونوں مل کر طالبان کو بے وقعت اور کمزور کر دیں گے؟ امریکہ شاید عزت سے واپس نہیں جانا چاہتا اس کے مقدر میں افغانستان سے عزت کے ساتھ نکلنا نہیں لکھا۔

سوال: بھارت کا افغانستان سے کردار ختم ہو رہا ہے؟

جواب: یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے، بھارت افغانستان سے نہیں نکل رہا۔ بھارت نے اپنا نیٹ ورک مضبوط کر لیا ہے اور بھارت کی امریکہ کے ساتھ اسٹریٹیجک پارٹنرشپ ہے، وہ کیسے نکل سکتا ہے؟ اگر پاکستان کو ترجیح دی جا رہی ہے تو مسئلہ کشمیر کا سنجیدگی سے حل کیوں تلاش نہیں کیا جاتا۔ امریکہ پاکستان کو دھوکہ دے رہا ہے اور بھارت کے ساتھ وقت گزاری کے لیے مذاکرات کا ڈول ڈالا گیا ہے۔ امریکہ صرف پاکستان کو تسلی دے رہا ہے کہ تمہاری مشرقی سرحدوں پر کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ اس لیے تم ساری قوت مغربی سرحدوں پر لگاؤ اور پاکستان اپنی پوری توجہ اپنے ہی لوگوں سے لڑنے پر دے رہا ہے۔ یہ سرحدیں اگر ایک بار جنگ کا شکار ہو گئیں تو پھر صدیوں یہ سلسلہ چلے گا۔

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

مرتب: عمر فاروق

درج ذیل اعداد و شمار امارت اسلامیہ افغانستان کے مقرر کردہ ترجمان برائے جنوبی و شمالی افغانستان، قاری یوسف احمدی اور ذبیح اللہ مجاہد کی طرف سے جاری کردہ ہوتے ہیں۔ جن کو امارت اسلامیہ افغانستان کے طالبان مجاہدین کے عربی ترجمان 'الصمود' کی ویب سائٹ ww.alemarah.info پر بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
		16 فروری 2010		
پکتیا	زرمت	امریکی فوج پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	2 امریکی فوجی ہلاک، 3 زخمی
خوست	لکھنؤ	افغان فوجی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	گاڑی تباہ	3 افغان فوجی ہلاک، 2 زخمی
خوست	صحرا باغ	افغان فوجی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	گاڑی تباہ	3 افغان فوجی ہلاک، 3 زخمی
ہلمند	مرجہ	صلیبی فوج سے جھڑپ	---	3 صلیبی فوجی ہلاک، 2 زخمی
ہلمند	مرجہ	امریکی ٹینک پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	ٹینک تباہ	4 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	لشکر گاہ	صلیبی فوج کے کانوائے پر کمین	---	4 صلیبی فوجی ہلاک، 5 زخمی
ہلمند	لشکر گاہ	امریکی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	افغان فوج پر کمین	3 فوجی گاڑیاں تباہ	11 افغان فوجی ہلاک
لغمان	علیشنگ	امریکی فوجی قافلے پر کمین و ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	11 امریکی فوجی ہلاک
کاپیسا	تگاب	امریکی فوجی مرکز پر میزائل حملہ	فوجی مرکز کو شدید نقصان پہنچا	9 امریکی فوجی ہلاک
		17 فروری		
خوست	خوست شہر	ڈرون طیارے پر حملہ	ڈرون طیارہ تباہ	---
وردگ	۔	پچیس افغان فوجیوں نے مع ہتھیار مجاہدین میں شمولیت اختیار کر لی	---	---
ہلمند	گریشک	افغان فوجی کانوائے پر کمین	---	10 افغان فوجی ہلاک، 9 زخمی
ہلمند	مرجہ	اتحادی فوج کے کانوائے پر کمین	---	3 صلیبی فوجی ہلاک، 2 زخمی
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
		18 فروری		
ہلمند	مرجہ۔ نادعلی	امریکی پیدل فوج پر حملہ	---	3 امریکی فوجی ہلاک، 1 زخمی
قندوز	قندوز	امریکی پیدل فوج پر حملہ	---	2 امریکی فوجی ہلاک، 1 زخمی
ہلمند	نادعلی۔ مرجہ	برطانوی فوج پر افغانی فوج میں موجود طالبان کا حملہ	---	7 برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی۔ مرجہ	امریکی و برطانوی فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	7 ٹینک تباہ	38 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی کانوائے پر کمین	---	6 امریکی فوجی ہلاک، 4 زخمی
ہلمند	نادعلی	امریکی فوج پر کمین	---	2 امریکی فوجی ہلاک، 4 زخمی

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ہلمند	مرجہ	امریکی فوج پر کمین	---	9امریکی فوجی ہلاک،7زخمی
ہلمند	مرجہ	امریکی سپیشل فورسز پر حملہ	---	19امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر آر پی جی اور ریموٹ کنٹرول بم حملے	4ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
غزنی	گیلان	پولش فوج کے قافلے پر حملہ	---	---
غزنی	سردار قلعہ	پولش فوجی قافلے پر کمین	---	---
ہلمند	مرجہ	امریکہ فوج سے دوبدو جنگ	---	4امریکی فوجی ہلاک،7زخمی
ہلمند	مرجہ	اتحادی فوج پر حملہ	---	6امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	افغان فوجی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	فوجی گاڑی تباہ	7افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک،1زخمی
قندھار	ژہری	کینیڈین فوجی قافلے پر کمین	1 کینیڈین ٹینک تباہ	5 کینیڈین فوجی ہلاک
قندھار	ژہری	افغان فوجی بم ناکارہ بناتے ہوئے ہلاک	-	2افغان فوجی ہلاک
20فروری				
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	7امریکی ٹینک تباہ	40امریکی فوجی ہلاک
خوست	بک	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
زابل	شہری صفا	نیٹو فوجی قافلے پر حملہ	1ٹینک تباہ	5صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	گردیشک	افغان پولیس چوکی پر حملہ	چوکی تباہ	---
پکتیا	زرمت	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک
ننگرہار	لاپورا	افغان پولیس چوکی پر حملہ	چوکی تباہ	---
کنڑ	چوکی	پیدل امریکی فوجی قافلے پر RPG حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک
قندوز	امام صاحب	جرمن فوجی قافلے پر حملہ	1ٹینک تباہ	4جرمن فوجی ہلاک
قندوز	امام صاحب	افغان فوجی قافلے پر حملہ	تین فوجی گاڑیاں تباہ	15افغان فوجی ہلاک
لوگر	پول عالم	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
قندوز	-	جرمن فوجی قافلے پر کمین	ایک جرمن ٹینک تباہ	5جرمن فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	-	امریکی فوجی قافلے پر کمین	2ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
قندوز	آرچی	ضلع پر مجاہدین کا قبضہ	---	---
21فروری				
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	4امریکی ٹینک تباہ	22امریکی فوجی ہلاک
کپیسا	نگاب	فرانسیسی فوجی قافلے پر حملہ	---	11فرانسیسی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
کپیسا	تگاب	امریکی فوجی قافلے پر کمین	---	2امریکی فوجی ہلاک
قندھار	زھری	امریکی فوجی قافلے پر کمین	2امریکی ٹینک تباہ	13امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	2امریکی ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	---	9امریکی فوجی ہلاک
ننگرہار	کاما	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک
خوست	علی شیر	افغان پولیس پر حملہ	---	---
لغمان	قارغایو	امریکی و نیٹو رسد کے قافلے پر RPG حملہ	---	---
ہلمند	سنگین	برطانوی فوجی قافلے پر RPG حملہ	---	3برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	-	افغان فوجی قافلے پر کمین	2افغان فوجی گاڑیاں تباہ	8افغان فوجی ہلاک
ارزگان	ترین کوٹ	افغان فوجی قافلے پر کمین	---	7افغان فوجی ہلاک
قندھار	خاکریز	افغان فوجی قافلے پر کمین	---	6فوجی ہلاک
ننگرہار	جلال آباد	صوبائی دفتر پر حملہ	---	---
ہلمند	زھری	امریکی فوجی رسد کے قافلے پر حملہ	---	---
قندھار	-	امریکی ہوائی اڈے پر میزائل حملہ	---	---
		22فروری		
غزنی	اندڑ	امریکی سپلائی کانوائے پر کمین	5ٹرک تباہ	4افغان فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	امریکی فوج پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2امریکی ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوج پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
قندھار	-	برطانوی فوجی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
زابل	-	امریکی فوج کے قافلہ پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
		23فروری		
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	نیٹو فوجی قافلے پر حملہ	---	2امریکی فوجی ہلاک
غزنی	-	نیٹو فوجی رسد کے قافلے پر حملہ	پانچ گاڑیاں تباہ	---
زابل	قلات	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
ہرات	کشک کنہ	اطالوی فوجی قافلے پر حملہ	---	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	2امریکی ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
زابل	شامل زوب	نیٹو فوجی قافلے پر کمین	---	7صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	لشکرگاہ	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	4افغان فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
24 فروری				
قندھار	وسط ہرات	صوبائی انفارمیشن ڈائریکٹر پر حملہ	---	ڈائریکٹر ہلاک
اورزگان	گیزاب	امریکی فوج پر کمین	---	6امریکی فوجی ہلاک
لوگر	داؤد خیل	امریکی فوج پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	ایک امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	7امریکی ٹینک تباہ	30امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	افغان فوجی کانوائے پر حملہ	---	3افغان فوجی ہلاک،2زخمی
قندھار	قندھار شہر	امریکی قافلے پر فدائی حملہ	---	5امریکی فوجی ہلاک،3زخمی
قندھار	دامان	امریکی فوج کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	2امریکی فوجی ہلاک،2زخمی
قندھار	۔	اعلیٰ پولیس آفیسر پر حملہ	---	پولیس آفیسر ہلاک
25 فروری				
خوست	لکھنؤ	افغان فوج کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	گاڑی تباہ	2افغان فوجی ہلاک،2زخمی
خوست	یعقوبی	افغان پولیس کی تین چوکیوں پر حملے	---	---
قندوز	چاردرہ	جرمن فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1جرمن فوجی ٹینک تباہ	3جرمن فوجی ہلاک،3زخمی
فراہ	دلارام	غیر ملکی کمپنی کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	گاڑی تباہ	2غیر ملکی ہلاک
ہلمند	سنگین	امریکی فوجی چوکی پر مجاہدین کا حملہ	---	1امریکی فوجی ہلاک،3زخمی
قندوز	چاردرہ	اتحادی فوج کے ساتھ جھڑپ اور ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2ٹینک تباہ	13اتحادی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوج کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوج کے ساتھ جھڑپ اور ریموٹ کنٹرول بم حملہ	5امریکی ٹینک تباہ	27امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوج کے ایک ٹینک پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	3صلیبی فوجی ہلاک
26 فروری				
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2امریکی ٹینک تباہ	8امریکی فوجی ہلاک
قندھار	۔	امریکی فوجیوں پر مجاہدین کا حملہ	---	1امریکی فوجی ہلاک،3زخمی
ہلمند	نادعلی	امریکی ٹینکوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
وردگ	۔	امریکی و افغان فوج کے مشترکہ کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	4امریکی فوجی،3افغان فوجی ہلاک
کابل	کابل شہر	صافی لینڈ مارک ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس پر 5فدائی حملے	متعدد عمارتیں تباہ	50غیر ملکی سفارت کار اور افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	---	4امریکی فوجی ہلاک،3زخمی
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	مجاہدین نے ضلعی مرکز، سنٹرل جیل، نوزا اڈا اور بازار کے آس پاس چیک پوسٹوں پر ایک ہی وقت میں حملے کیے۔	متعدد چیک پوسٹیں تباہ	11پولیس اہلکار ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
		27 فروری		
کپیسا	تگاب	فرانسیسی فوجی قافلے پر حملہ	دو فوجی گاڑیاں تبا	12 فرانسیسی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	دو ٹینک تباہ	12 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	---	4 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	برطانوی فوجی قافلے پر کمین	---	7 برطانوی فوجی ہلاک
وردگ	سیدآباد	امریکی و افغان فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	7 امریکی و افغان فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	6 امریکی فوجی ہلاک
لوگر	پول عالم	نیٹو فوجی قافلے پر کمین	1 نیٹو ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک
		28 فروری		
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	7 ٹینک تباہ	25 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	برطانوی فوجی قافلے پر حملہ	1 برطانوی ٹینک تباہ	5 برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
لغمان	قارغوئی	نیٹو فوجی قافلے پر حملہ	2 نیٹو ٹینک تباہ	10 نیٹو فوجی ہلاک
خوست	علی شیر	افغان پولیس پر حملہ	---	13 افغان پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	---	---
وردگ	سیدآباد	نیٹو فوج کے رسد قافلے پر حملہ	پانچ گاڑیاں تباہ	---
کنڑ	منوجی	امریکی فوجی اڈے پر میزائل حملہ	---	---
ہلمند	مرجہ	نیٹو فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2 نیٹو ٹینک تباہ	10 صلیبی فوجی ہلاک
قندھار	داندو	افغان پولیس پر حملہ	---	ضلعی پولیس آفیسر ہلاک
قندھار	-	افغان پولیس پر حملہ	---	---
		1 مارچ 2010		
قندھار	دامن	نیٹو فوجی قافلے پر فدائی حملہ	2 ٹینک تباہ	11 نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	-	افغان پولیس پر حملہ	10 پولیس گاڑیاں تباہ	22 افغان پولیس اہل کار ہلاک
قندھار	-	برطانوی فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	3 برطانوی فوجی ہلاک، 1 زخمی
قندھار	ارغنداب	افغان پولیس پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 گاڑی تباہ	4 پولیس اہل کار ہلاک
بادغیس	مقر	ہسپانوی فوجی قافلے پر حملہ	---	2 ہسپانوی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	افغان فوجی قافلے پر حملہ	4 فوجی گرفتار	---
		2 مارچ		
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی دستوں پر حملے	8 امریکی ٹینک تباہ	25 امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
بادغیس	مرغاب	اطالوی فوجی قافلے پر حملہ	---	7اطالوی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	---	5امریکی فوجی ہلاک
لغمان	النگر	امریکی کیمپ پر مارٹر حملہ	---	---
ہلمند	مرجہ	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	3امریکی ٹینک تباہ	18امریکی فوجی ہلاک
بادغیس	مرغاب	نیٹو فوجی قافلے پر حملہ	---	4نیٹو فوجی ہلاک
3مارچ				
قندوز	قلعہ زال	2چیک پوسٹوں پر حملہ	چیک پوسٹیں تباہ	---
ہلمند	گریشک	افغان فوجی کانوائے پر کمین	1رینجر پک اپ تباہ	5افغان فوجی ہلاک
پکتیا	وزداران	افغان فوجی گشتی پارٹی پر حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	گھروں کی تلاشی کے دوران امریکی فوجیوں پر حملہ	---	2امریکی فوجی ہلاک، 2زخمی
ہلمند	گرمسر	پیدل امریکی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	7امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	افغان انٹیلی جنس اہل کار پر حملہ	---	1انٹیلی جنس اہل کار ہلاک
خوست	شیخ عمر	امریکی رسد کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 ٹینکر تباہ	2افغان فوجی ہلاک
خوست	ضدوزئی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
خوست	یعقوبی	افغان فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	2افغان فوجی ہلاک
قندوز	زال	پولیس چوکی پر حملہ	---	1پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	سنگین	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	2امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی فوجی چوکی پر حملہ	---	5برطانوی فوجی ہلاک
4مارچ				
فراہ	دلارام	امریکی فوجی کانوائے پر 2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
وردگ	سیدآباد	افغان فوج پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1رینجر پک اپ تباہ	5افغان فوجی ہلاک
وردگ	جغتو	افغان پولیس پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	2پولیس اہل کار ہلاک، 3زخمی
ہلمند	نادعلی	3ریموٹ کنٹرول بم حملے	5امریکی ٹینک تباہ	20امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی کانوائے پر کمین	---	2امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
خوست	مندوزئی	تعمیراتی کمپنی کے کانوائے پر حملہ	---	5محافظین ہلاک
ہلمند	خانشین	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
		5مارچ		
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی دستوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	4امریکی ٹینک تباہ	25امریکی فوجی ہلاک
غزنی	-	امریکی ونیٹو رسد کے قافلے پرRPG حملے	3 گاڑیاں تباہ	---
کنڑ	-	پیدل امریکی فوج پر کمین	---	---
ارزگان	-	امریکی رسد کے قافلے پر حملہ	2ٹرک تباہ	---
ہلمند	نادعلی	امریکی پیدل فوجی قافلے پر حملہ	---	---
کاپیسا	-	فرانسیسی فوجی قافلے پر کمین	---	4فرانسیسی فوجی ہلاک
بغلان	بغلان	افغان پولیس اسٹیشن پر حملہ	اسٹیشن تباہ	---
قندھار	بولدک	نیٹو فوجی قافلے پر کمین	3ٹینک تباہ	15نیٹو فوجی ہلاک
فراہ	-	امریکی فوجی قافلے پر کمین	2امریکی ٹینک تباہ	7امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
خوست	خوست شہر	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	11افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	برطانوی فوجی قافلے پر حملہ	---	9برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوج پر کمین	---	امریکی خفیہ ایجنسی کا افسر ہلاک
پکتیا	-	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	7افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	افغان فوجی قافلے پر حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	5افغان فوجی ہلاک
		6مارچ		
زابل	-	امریکی فوجی قافلے پر کمین	---	18امریکی فوجی ہلاک،10زخمی
قندھار	-	کینیڈین فوج کے پیدل دستے پر حملہ	---	6 کینیڈین فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	3امریکی ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	برطانوی فوجی قافلے پر کمین	1برطانوی ٹینک تباہ	5برطانوی فوجی ہلاک
ہرات	-	اتحادی فوجی قافلے پر حملہ	---	---
زابل	-	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	7افغان فوجی ہلاک
		7مارچ		
قندھار	قندھار شہر	پولیس افسر پر قاتلانہ حملہ	---	1پولیس افسر ہلاک
ننگرہار	کوٹ	پولیس چوکی پر حملہ	چوکی تباہ	---
ننگرہار	سرخرود	افغان فوجی کانوائے پر حملہ	---	---
خوست	یعقوبی	پیدل امریکی فوجیوں پر حملہ	---	3امریکی فوجی ہلاک،3زخمی

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ہلمند	دیشو	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	4امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نوزاد	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	امریکی وافغان مشترکہ کانوائے پرحملہ	---	2امریکی فوجی ہلاک
لغمان	۔	امریکی بیس پر میزائل حملہ	---	---
بادغیس	سنگ آتش	امریکی وافغان فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک،1فوجی گاڑی تباہ	6امریکی،7افغان فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی فوج پر7 مختلف دھماکے	---	26برطانوی فوجی ہلاک
جوزجان	آقچہ	افغان فوج کے کمانڈر پرحملہ	---	کمانڈر2محافظوں سمیت ہلاک
		8مارچ		
بادغیس	۔	اتحادی فوجی قافلے پرحملہ	---	8اتحادی فوجی ہلاک
خوست	۔	افغان پولیس پرحملہ	1پولیس گاڑی تباہ	4پولیس اہلکار ہلاک
خوست	۔	افغان پولیس پرحملہ	---	15پولیس اہلکار ہلاک
ہلمند	مرجہ	کرزئی کے جلسے پرراکٹ حملہ	---	---
ہلمند	واشیر	امریکی فوجی قافلے پرکمین	2ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی فوجی قافلے پرکمین	---	9برطانوی فوجی ہلاک
کنڑ	۔	امریکی فوجی قافلے پرکمین	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
بادغیس	۔	افغان فوجی کمانڈر پرحملہ	---	کمانڈر ہلاک
ہلمند	گرمسر	نیٹو فوجی قافلے پرکمین	---	2نیٹو فوجی ہلاک
جوزجان	آکچاہ	دوستم ملیشیا پرحملہ	---	دوکمانڈر ہلاک
لغمان	مہترلام	امریکی فوجی کیمپ پرحملہ	---	---
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی دستوں پرحملے	---	---
ہرات	بستی کہنہ	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
		9مارچ		
لغمان	قرغئی	نیٹو کورسد پہنچانے والے کانوائے پرکمین	3آئل ٹینکر تباہ	---
ہلمند	نادعلی	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
فراہ	فراہ شہر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
فاریاب	شیریں تگاب	افغان فوجی کانوائے پرکمین	1موٹرسائیکل غنیمت	3افغان فوجی ہلاک،3زخمی
پکتیا	ارگون	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
زابل	شملزئی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	افغان خفیہ ایجنسی خاد کے 7اہل کار ہلاک
زابل	شملزئی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	6پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	مرجہ	5ریموٹ کنٹرول بم حملے	5امریکی ٹینک تباہ	22امریکی فوجی ہلاک
ننگرہار	خوگیانی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	4نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	بولدک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	5پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	گریشک	جاسوس طیارے پر حملہ	جاسوس طیارہ تباہ	---
ہلمند	مرجہ	3ریموٹ کنٹرول بم حملے	3امریکی ٹینک تباہ	15امریکی فوجی ہلاک
خوست	علی شہر	امریکی فوجی کمپاؤنڈ پر فدائی حملہ	---	25امریکی فوجی ہلاک
غزنی	غزنی شہر	انٹیلی جنس افسر پر حملہ	----	افغان انٹیلی جنس افسر ہلاک
		10مارچ		
قندوز	-	پولیس چوکی پر حملہ	---	5پولیس اہل کار ہلاک
غزنی	گیلان	پولش فوجی پارٹی کے ساتھ جھڑپ	---	7پولش فوجی ہلاک
بادغیس	قادس	پولیس چوکی پر حملہ	---	2پولیس اہل کار ہلاک
وردگ	سیدآباد	سپلائی کانوائے پر کمین	---	---
پکتیا	برمل	صلیبی وافغان مشترکہ فوجی کمپاؤنڈ پر فدائی حملہ	---	40صلیبی ومرتد فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	4ریموٹ کنٹرول بم حملے	4امریکی ٹینک تباہ	15امریکی فوجی ہلاک
کنڑ	-	افغان فوجی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
قندوز	دشت آرچی	امریکی فوجی کانوائے پر کمین	---	2امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	1افغان فوجی کمانڈر سمیت 4فوجی ہلاک
ہلمند	لوئے کاریز	صلیبی فوجیوں پر حملہ	---	2 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	امریکی پیدل فوجیوں پر حملہ	---	1خاتون فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	پیدل صلیبی فوجیوں پر کمین	---	2 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	4ریموٹ کنٹرول بم حملے	4امریکی ٹینک تباہ	18امریکی فوجی ہلاک
قندوز	-	افغان فوجی گشتی پارٹی پر حملہ	---	4افغان فوجی ہلاک
		11مارچ		
زابل	قلات	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	2افغان فوجی ہلاک
کنڑ	اسمار	امریکی گشتی پارٹی پر حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
قندھار	ریگستان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 گاڑی تباہ	نائب گورنر محمد اخلاص محافظوں 6 سمیت ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ننگرہار	خوگیانی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	2امریکی فوجی ہلاک،3زخمی
خوست	علی شیر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	گیان	امریکی گشتی پارٹی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2امریکی ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
وردگ	سیدآباد	سپلائی کانوائے پر حملہ	2 سپلائی ٹرک تباہ	---
خوست	نادرشاہ کوٹ	تعمیراتی کمپنی کے کانوائے پر کمین	---	10 محافظ افغان فوجی ہلاک
خوست	علی شیر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 صلیبی فوجی ٹینک تباہ	5 صلیبی ہلاک
ہلمند	نادعلی	3 ریموٹ کنٹرول بم حملے	3امریکی ٹینک تباہ	15امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	گیان	2 ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
		12 مارچ		
پکتیا	زرمت	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 صلیبی ٹینک تباہ	4 صلیبی فوجی ہلاک
پکتیا	سیدخیل	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1افغان فوجی گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
پکتیا	گردیز	پولیس چوکی پر حملہ	پولیس چوکی پر مجاہدین کا قبضہ	4پولیس اہلکار ہلاک
پکتیا	گردیز	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 رینجر پک اپ تباہ	1 کمانڈر سمیت 4 پولیس اہلکار ہلاک
ہلمند	گرمسر	پیدل امریکی فوجیوں پر 2 ریموٹ کنٹرول بم حملے	---	6امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	2 ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
قندھار	بولدک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
زابل	شاہ جوئے	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 صلیبی ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	پیدل افغان فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	4افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 صلیبی ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 صلیبی ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1افغان فوجی گاڑی تباہ	5افغان فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	افغان فوجی پر حملہ	---	1افغان فوجی ہلاک
قندھار	ارغنداب	2 ریموٹ کنٹرول بم حملے	---	7امریکی فوجی ہلاک
زابل	شہرصفا	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
		13 مارچ		
ننگرہار	خیوہ	سپلائی کانوائے پر حملہ	3 آئل ٹینکر تباہ	---
ہلمند	گریشک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	9پولیس اہلکار ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
خوست	لکھنؤ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1افغان فوجی گاڑی تباہ	5افغان فوجی ہلاک،5زخمی
خوست	صحراباغ	ایئرپورٹ پر مارٹر حملہ	---	---
خوست	یعقوبی	امریکی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
ننگرہار	چپرہار	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	2پولیس اہل کار ہلاک
فراہ	دلارام	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	پیدل امریکی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	6امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	پیدل امریکی فوجیوں پر حملہ	----	1امریکی فوجی ہلاک،2زخمی
ہلمند	مرجہ	5ریموٹ کنٹرول بم حملے	5امریکی ٹینک تباہ	22امریکی فوجی ہلاک
قندھار	قندھارشہر	پولیس چوکی پر حملہ	---	---
غزنی	انڈار	سپلائی کانوائے پر حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
14مارچ				
لغمان	قرغئی	پولیس چوکی پر حملہ	---	3پولیس اہل کار ہلاک،2زخمی
ہلمند	مرجہ	امریکی فوج کی پیدل گشتی پارٹی پر حملہ	---	4امریکی فوجی ہلاک،5زخمی
ہلمند	مرجہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ		1امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	پیدل امریکی فوجیوں پر حملہ	---	4امریکی فوجی ہلاک
قندھار	قندھارشہر	اہم سرکاری عمارتوں پر، پولیس ہیڈکوارٹراور انٹیلی جنس دفاتر پر بیک وقت حملے	---	36صلیبی وافغان فوجی ہلاک، 73زخمی
غزنی	انڈار	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی پیدل فوجی دستے پر حملہ	---	2امریکی فوجی ہلاک،3زخمی
قندھار	قندھارشہر	پیدل پولیس افسر پر حملہ	---	پولیس افسر ہلاک
15مارچ				
ننگرہار	غنی خیل	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	4پولیس اہل کار ہلاک
قندھار	شاہ ولی کوٹ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
کابل	-	بگرام ایئربیس پر میزائل حملہ	---	---
ہلمند	مرجہ	3ریموٹ کنٹرول بم حملے	3امریکی ٹینک تباہ	15امریکی فوجی ہلاک
قندھار	پنجوائی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	9پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	لشکرگاہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1رینجر پک اپ تباہ	4افغان فوجی ہلاک
زابل	شملزئی	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	1پولیس گاڑی،1موٹرسائیکل تباہ	10پولیس اہل کار ہلاک
کابل	سروبی	فرانسیسی فوج کے ساتھ جھڑپ	1فرانسیسی ٹینک تباہ	6فرانسیسی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
وردگ	شاہ جوئے	سپلائی کانوائے پر کمین	---	3 محافظ ہلاک
پکتیا	گردیز	امریکی کانوائے پر کمین	1امریکی ٹینک تباہ	2امریکی فوجی ہلاک،3زخمی
ارزگان	ترین کوٹ	افغان فوج کی پیدل گشتی پارٹی پر حملہ	---	5افغان فوجی ہلاک
کنڑ	سرکئی	سپلائی کانوائے پر کمین	3سپلائی ٹرک تباہ	---
فراہ	بکوا	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2صلیبی ٹینک تباہ	9صلیبی فوجی ہلاک
قندھار	-	قندھار ایئرپورٹ پر میزائل حملہ	---	---
قندھار	لوئے والا	پولیس پارٹی پر حملہ	1 گاڑی تباہ	4پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	گجکی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	صلیبی فوج سے جھڑپ	---	3صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	امریکی گشتی پارٹی پر حملہ	---	6امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک

16فروری2010ءتا15مارچ2010ء

فدائی حملے:	8	گاڑیاں تباہ:	62
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	32	ٹینک، بکتر بند تباہ:	206
کمین:	108	آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	29
ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	150	جاسوس طیارے تباہ:	2
میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	12	مرتد افغان فوجی ہلاک:	374
		صلیبی فوجی مردار:	1391

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

اہلِ پاکستان و غیرھم کے نام - مجاہدینِ شمالی وزیرستان کا پیغام

طالبان اور حکومتِ پاکستان نے مقامی آبادی کے تحفظ کی خاطر ایک امن معاہدے پر دستخط کئے جس میں طالبان سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ سیکورٹی فورسز پر حملے کرنے بند کردیں اور نتیجتاً حکومت تمام چوکیاں ختم کردے گی اور بکاخیل گاؤں میں تعینات افواج کو بھی ہٹا دے گی۔ اب حکومت نے متعدد ایسے اقدامات کئے ہیں جو اس امن معاہدے کی صریح خلاف ورزی ہیں۔

1۔ انہوں نے نہ صرف تمام چوکیاں دوبارہ قائم کردی ہیں بلکہ کئی نئی چوکیاں بھی قائم کردی ہیں۔

2۔ ان چوکیوں پر خواتین تک کو شناختی کارڈ دکھانے کو کہا جاتا ہے۔ قبائلی لوگوں کے لئے کہ یہ انتہائی شرمندگی کی بات ہے کہ ان کی خواتین کو شناختی کارڈ دکھانے کا کہا جاتا ہے، نیز یہ کہ حکومتی غفلت کی وجہ سے اکثر خواتین شناختی کارڈ کے بغیر ہیں۔

3۔ انہوں نے جاسوسی کے مربوط جال بچھا رکھے ہیں جو مجاہدین کی مخبری کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں ڈرون حملے ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے مجاہدین اور مقامی لوگوں، دونوں کو نقصانات ہوتے ہیں۔

4۔ انہوں نے ماچس گاؤں پر غیر اعلانیہ فوجی کارروائی کی ہے۔

پس مجاہدین کی شوریٰ اعلان کرتی ہے کہ اگر حکومت امن معاہدے کی خلاف ورزی کرتی رہی تو پھر اب ہم مزید تحمل کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔

اگر فوج نے یہاں کوئی نئی کارروائی شروع کی تو پھر مجاہدین علاقے میں ایک بڑی جنگ کا آغاز کریں گے اور مقامی لوگوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ بزرگوں کی کمیٹی بنائیں جو حامد کرزئی کو ملے اور ان سے مقامی افراد کے ہجرت کرنے کے لئے محفوظ ٹھکانوں کی فراہمی کی بات چیت کرے۔ اگرچہ وہ بھی کافر ہی ہے لیکن وہ امن معاہدے کی نگرانی کے سلسلے میں پاکستانیوں سے بہتر ہے۔

منجانب: شوریٰ مجاہدین، شمالی وزیرستان ایجنسی۔

25 فروری: دتہ خیل اور میر علی میں دو امریکی جاسوسوں کو قتل کردیا گیا۔ ان میں سے ایک قبائلی سردار ملک سلا خان بھی ہے۔

25 فروری: باجوڑ کی تحصیل سالارزئی کے علاقے ماندل میں بارودی سرنگ دھماکے سے فوجی ہلاک۔

25 فروری: کرم ایجنسی میں شیعہ مسافروں کی ویگن جو فوجی کانوائے کی حفاظتی تحویل میں جا رہی تھی، اس پر مجاہدین نے حملہ کردیا۔ سرکاری ذرائع نے 3 ہلاکتیں بتائیں۔

26 فروری: پشاور کے رنگ روڈ پر نیٹو کے آئل ٹینکر کو آگ لگادی گئی اور 40 ہزار گیلن تیل جل کر ضائع ہوگیا۔

27 فروری: چارسدہ کے علاقے عمرزئی نشان آباد میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں چار سیکورٹی اہل کار ہلاک، 7 زخمی ہوگئے۔

یکم مارچ: کرک میں پولیس چوکی پر فدائی حملہ۔ سرکاری ذرائع کے مطابق 5 اہل کار ہونے کی تصدیق کی۔

یکم مارچ: محسود کے علاقے میں فوج کی پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں 12 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

2 مارچ: مہمند ایجنسی لکڑوہی کے علاقے میں فوج کی ایک چیک پوسٹ پر حملہ، متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک، وزخمی

2 مارچ: پشاور رنگ روڈ پر نیٹو کے سپلائی آئل ٹینکر کو تباہ کردیا گیا۔

3 مارچ: شمالی وزیرستان میں میران شاہ کے قریب فوج کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول حملہ، 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک

4 مارچ: لدھا میں فوجی چیک پوسٹ پر حملے میں 7 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی۔

5 مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے چمرکنڈ میں مرجانہ چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں راز علی سمیت متعدد اہل کار ہلاک وزخمی۔

5 مارچ: باجوڑ میں میں فائرنگ کے تبادلے میں 3 سیکورٹی اہل کار ہلاک۔

5 مارچ: ایف آر بنوں کے علاقے پستونہ میں ایف سی کا نائب صوبے دار مولا دمحسود فائرنگ کے تبادلے میں ہلاک۔

6 مارچ: ہنگو کی تحصیل ٹل کے قریب فوجی کانوائے کی حفاظت میں پاراچنار جانے والے شیعوں کی گاڑیوں کے قافلہ پر فدائی حملے میں 4 افراد ہلاک اور 35 سے زائد زخمی۔ زخمیوں کو فوجی ہیلی کاپٹروں میں پشاور سی ایم ایچ منتقل کیا گیا۔

7 مارچ: مردان کے علاقے ہوتی میں تھانے پر راکٹوں سے حملہ، نقصان کی تفصیل کا علم نہ ہوسکا۔

8 مارچ: لدھا کے علاقے برغہ میں طالبان کے راکٹ حملے میں چیک پوسٹ پر وجود سیکورٹی اہل کار زخمی ہوگئے۔

9 مارچ: جنوبی وزیرستان، شکئی کے علاقے میں ریموٹ کنٹرول حملے میں حکومتی ایجنٹ شیر ولی اور سید نواز ہلاک اور ان کی کار تباہ جبکہ عبدالغنی زخمی ہوگیا۔

9 مارچ: کرم ایجنسی پیواڑ میں بارودی سرنگ پھٹنے سے نواب حسین، ایف سی اہل کار کی ٹانگ اڑگئی اور وہ شدید زخمی ہوگیا۔

10مارچ: میر علی کے علاقے حیسو خیل میں دو امریکی جاسوسوں کو قتل کر کے لاشیں بازار میں پھینک دی گئیں۔

12مارچ: خیبر ایجنسی میں باڑہ چیک پوسٹ کے قریب فدائی حملے میں 4 اہل کار ہلاک۔

12مارچ: مردان میں پولیس موبائل پر حملے میں ایک کانسٹیبل ہلاک اور متعدد زخمی۔

14مارچ: مینگورہ میں پولیس چوکی پر فدائی حملے میں سترہ ہلاک۔

17مارچ: پشاور کے علاقے متنی میں سیکورٹی اداروں نے ایک گھر پر دھاوا بول دیا، جوابی فائرنگ سے ایف سی اہل کار ہلاک۔

19مارچ: درہ آدم خیل میں اخوروال میں فوجی کیمپ پر طالبان کا حملہ متعدد زخمی۔

19مارچ: باجوڑ ایجنسی میں فائرنگ کے تبادلے لیویز کے اہل کار ہلاک۔

23مارچ: سوات کے علاقے گرین چوک میں ڈی ایس پی کی گاڑی پر دستی بم سے حملہ چار پولیس اہل کار زخمی۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈراوٴن میزائل حملے

8مارچ: شمالی وزیرستان میں میران شاہ بازار میں مال مویشی منڈی کے قریب امریکی جاسوس طیارے 5 میزائل داغے گئے، 10 افراد شہید ہو گئے۔

10مارچ: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی ڈرون طیاروں نے 7 مزائل داغے، 15 افراد شہید ہو گئے۔

16مارچ: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیارے کے میزائل حملے میں 11 افراد شہید۔

17مارچ: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیاروں نے 5 میزائل داغے۔ 7 افراد شہید ہو گئے۔

17مارچ: شمالی وزیرستان کے علاقے مائذر مدہ خیل میں ایک گھر پر امریکی جاسوس طیاروں سے دو میزائل داغے گئے۔ 3 افراد شہید۔

21مارچ: شمالی وزیرستان کے علاقے دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیاروں نے 4 میزائل داغے۔ 8 افراد شہید

23مارچ: شمالی وزیرستان میں میران شاہ کے قریب ماچس گاؤں میں امریکی جاسوس طیارے سے دو میزائل داغے گئے۔ 6 افراد شہید ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ہم سے سبق سیکھو!

یہ ایک کھلا راز ہے جس کا خود امریکی سفیر حال ہی میں ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں اعتراف کر چکا ہیں۔ میں نے گزشتہ چند ماہ میں بار ہا پوچھے جانے والے سوالوں کے جواب میں ایک ہی بات دہرائی ہے اور وہی میں صدر اوباما سے کہنا چاہوں گا کہ جسے یہ مصیبت اُس کے پیشرو سے ورثے میں ملی ہے' اور وہ یہ کہ اس مصیبت کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ ہے سیاسی حل، افغانستان سے بیرونی افواج کا مکمل انخلا جو قومی مفاہمت کا متقاضی ہے۔ آخر کار اب آپ کو بھی وہی کچھ کرنا ہوگا جو ہم نے آج سے دو دہائی پہلے کیا تھا اور جو تجویز ہمارے لوگ لندن کانفرنس میں پیش کر چکے ہیں۔ تعمیر نو میں شامل تمام یا زیادہ تر گروہوں کے درمیان مفاہمت اور سیاسی حل پر زور' نہ کہ عسکری حل۔

افغانستان میں اقوام متحدہ کے مندوب نے بھی حال ہی میں دیے گئے ایک انٹرویو میں اسی چیز پر زور دیا ہے کہ پورے افغانستان سے بیرونی فوجوں کا مکمل انخلا۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ ایسا پہلے کہا اور کیا کیوں نہیں گیا؟ عسکری فتح سے قطع نظر، کامیابی کے امکانات نصف ہیں۔ طالبان میں موجود عناصر سے رابطوں کے باوجود ضرورت ہے کہ ایران کو بھی امن بحالی مشن میں شریک کیا جائے اور سب سے بڑھ کر پاکستان کے ساتھ حالات معمول پر لانے کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔

افغانستان میں بحالی امن میں روس بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ مغربی لیڈروں کو روس کے اس موقف کی تحسین کرنا چاہیے جو اس نے حالیہ لندن کانفرنس میں اختیار کیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ہمیں بہت پہلے مغرب کی وجہ سے کس قدر نقصان اور ہزیمت کا سامان کرنا پڑا تھا۔ روس' افغانستان میں حالات معمول پر لانے کے لیے مکمل تعاون پر آمادہ ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مستقبل میں افغانستان کی جانب سے کسی قسم کے ممکنہ خطرے سے بچنے کے لیے ایسا کرنا اس کے اپنے مفاد میں ہے۔

روس یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ امریکی اور نیٹو افواج نے افغانستان میں اتنے طویل قیام کے عرصے میں منشیات کی پیداوار اور اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے کیا کیا ہے؟ جس کی زیادہ تر مقدار پڑوسی ممالک کے توسط سے روس میں کھپائی جارہی ہے۔ روس یہ مطالبہ کرنے میں بھی حق بجانب ہے کہ اسے بھی افغانستان میں معاشی بحالی کے کام میں شریک کیا جائے۔ کیونکہ ہماری مدد سے وہاں درجنوں ایسے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ہیں جنہیں بعد ازاں 1990 میں تباہ کر دیا گیا تھا۔

روس افغانستان کا پڑوسی ملک ہے جس کے مفادات کا خیال کیا جانا از بس ضروری ہے۔ اگرچہ زمینی حقائق بھی اس کے گواہ ہیں مگر بعض اوقات یاد دہانی کرانا ہی پڑتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایک دن گرداب میں پھنسے افغانستان پر امن کی صبح ضرور طلوع ہوگی۔ لاکھوں افراد کو امید کی کرن دکھائی دینے لگی ہے۔ کامیابی کے امکانات سو فیصد بھی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ خواب کو حقیقت میں ڈھالنے کے لیے کچھ عملی اقدامات بھی کر لیے جائیں۔ مثلاً سچّائی کا ادراک، ثابت قدمی اور سب سے بڑھ کر ماضی میں کی گئی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی دیانت دارانہ کوشش کر کے ان کی تلافی کے لیے مثبت اور ٹھوس اقدام کیے جائیں۔

[مضمون نگار 1985 سے 1991 تک سوویت یونین کا صدر رہا]

(بشکریہ ''خلیج ٹائمز'')

☆☆☆☆☆

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

نیٹو ممالک اتحادی فوج کی سرگرمیوں سے متنفر ہیں: رابرٹ گیٹس

امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے کہا ہے کہ ''نیٹو ممالک اتحادی فوج کی سرگرمیوں سے متنفر ہوگئے۔اُس نے کہا کہ افغانستان میں جنگ کے مضبوط اتحاد کو بجٹ کی عدم دستیابی سسٹم کی خرابی اور ضروری سامان کی عدم فراہمی کا باعث متعدد مسائل کا سامنا ہے، طالبان کے خلاف فتح کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔آنے والے دنوں میں طالبان کے ساتھ شدید قسم کی معرکہ آرائیاں ہوسکتی ہیں۔ طالبان راہ نماؤں کی گرفتاری خوش آئند ہے تاہم ابھی کافی کچھ کرنے کی ضرورت ہے''۔

یہ بھی اللہ قادر مطلق کی قدرت کا ایک عجب مظہر ہے کہ اپنے مادی اسباب اور عسکری قوت پر اترانے والے اور طاقت کے نشے میں چور ہوکر انسانیت پر قہر برسانے والے آج وسائل کی کمی کا رونا رو رہے ہیں۔بیشک وہ اللہ ہی ذات مبارک ہے جس نے کفار کے حوصلوں کو توڑ ڈالا اور ان کی جمعیتوں کو منتشر کر دیا ہے۔جیسا کہ اللہ نے اپنے کلام میں فرمایا

أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ O سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ O بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ O إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ O يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ O

''کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی مضبوط ہے۔عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بڑی تلخ ہے۔بیشک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے اب آگ کا مزہ چکھو''۔

القاعدہ کے حامی طالبان سے مفاہمت ممکن نہیں: ملی بینڈ

برطانوی وزیر خارجہ ڈیوڈ ملی بینڈ نے کہا ہے کہ ''القاعدہ کے حامی طالبان سے مفاہمت ممکن نہیں۔افغانستان میں آٹھ سال بعد امریکہ کی قیادت میں شروع کی گئی جنگ کے بارے میں لوگوں کو مطمئن کرتے رہنا کافی نہیں ہوگا بلکہ اسے ختم کرنے کی راہ ڈھونڈنی ہوگی''۔

طالبان کو اگر کفر سے مفاہمت ہی کرنی ہوتی تو ابتدا ہی میں القاعدہ قیادت کو امریکہ کے حوالے کر دیتے یا پھر اپنی حکومت ختم ہونے کے ابتدائی 2،3 سالوں کے کٹھن حالات میں ایسا فیصلہ کر لیتے۔مگر اب تو وہ جنگ جیتنے کے قریب ہیں،اب ایسا کیونکر ہوسکتا ہے۔کفر کے سرغنوں کے شکست خوردہ بیانات تو آئے روز اخبارات کی ''زینت'' بنتے رہتے ہیں۔افغانستان میں رائٹرز اور بی بی سی کے صحافی مرو لیس جس نے 9 سال وہاں گزارے تھے ' نے کہا کہ تمام طالبان ملا عمر کو اپنا امیر مانتے ہیں،ان میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ملی بینڈ کا یہ بیان پاکستان کے قلم کاروں اور سیاسی قائدین کے لیے بھی آئینہ ہونا چاہیے(کیونکہ ان کے نزدیک مجاہدین کی بات تو دلیل بن نہیں سکتی) جو ایک لمبے عرصے سے ہانک رہے ہیں۔ کہ اب افغان طالبان اور القاعدہ کے درمیان تعلق ختم ہو چکا ہے۔

امریکیوں کی بڑی تعداد دہشت گردی کی تربیت حاصل کر رہی ہے: پیٹرسن

پاکستان میں امریکہ کی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے کہا ہے کہ ''امریکی شہریوں کی بڑی تعداد القاعدہ اور دیگر دہشت گرد گروہوں سے تربیت حاصل کر رہی ہے۔ان لوگوں کی تلاش کے لیے اسلام آباد سمیت دیگر حکومتوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں''۔

' پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے کے مصداق کفار کی سرزمینوں میں پیدا ہونے اور پلنے بڑھنے والے ہزاروں مسلمان نوجوان جو اپنا حقیقی مقصد حیات پہچان کر اللہ کے دشمنوں سے نمٹنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں، کفار اور ان کی طاغوتی تہذیب کے لئے حقیقی خطرہ ہیں۔اللہ کی ایسی ابابیلوں کے پھینکے چند کنکر بھی کفری طاقتوں کے حواس مختل کر دینے کو کافی ہو رہتے ہیں، جس کی تازہ مثال امت مسلمہ کے بطل جلیل شیخ حسن نضال کا شاندار کارنامہ ہے۔

برطانوی فوج کا پست حوصلہ افغانستان میں شکست کا سبب بن رہا ہے: جنرل ڈیوڈ

برطانوی فوج کے سربراہ جنرل ڈیوڈ رچرڈ نے کہا ہے کہ ''برطانوی فوج اخلاقی و نفسیاتی بحران کا شکار ہوگئی ہے،افغان جنگ مشن کے سبوتاژ ہونے کا خدشہ ہے،فوجیوں کا پست حوصلہ افغانستان میں شکست کا سبب بن سکتا ہے۔دفاعی بجٹ میں کمی سے برطانوی فوجی اور ان کے خاندانوں میں مایوسی بڑھ رہی ہے''۔

مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کو بڑی فوجی طاقت دیکھنا چاہتے ہیں: جوزف بائیڈن

امریکی نائب صدر جوزف بائیڈن نے کہا کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کو سب سے بڑی فوجی طاقت دیکھنا چاہتا ہے۔اُس نے کہا کہ اسرائیل کو ملنے والی 3 ارب ڈالر کی سالانہ امداد میں اضافے اور دفاعی میزائل نظام کے پروگرام پر غور کیا جارہا ہے۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی اقدامات کی حمایت کرتے ہیں: پیوٹن

روسی وزیر اعظم ولادی میر پیوٹن نے دہشت گردی کے خلاف پاکستان کے اقدامات کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان اور پاکستان میں موجود دہشت گرد گروپ پوری دنیا کے لیے خطرہ ہیں۔ان گروپوں کے خلاف پاکستان کی کارروائی خود اس کے مفاد میں ہے۔

پاکستان کو اطمینان کا سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتے: پیٹریاس کا اعتراف

امریکی سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے کہا ہے کہ ''پاکستان نے انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں نمایاں پیشرفت حاصل کی ہے، تاہم اسے امریکی اطمینان کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا جاسکتا۔افغانستان میں نیٹو فورسز کی کارروائیوں میں عام شہری ہلاک ہو رہے ہیں۔ہم ایسی کارروائیوں پر معذرت کرتے ہیں''۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!!!

صبغۃ الحق

امریکہ نے پاکستان اور افغانستان میں جاسوسی کا نجی نیٹ ورک قائم کر دیا:

امریکہ نے پاکستان اور افغانستان میں جاسوسی کا پرائیویٹ نیٹ ورک قائم کر دیا جس کا مقصد مشتبہ جنگجوؤں کو تلاش کرنا اور انہیں قتل کرنا ہے۔ نجی کنٹریکٹرز پر مشتمل جاسوس نیٹ ورک امریکی محکمہ دفاع کے عہدے دار مائیکل فرلانگ نے منظّم کیا ہے۔ یہ نیٹ ورک مشتبہ جنگجوؤں اور ان کے ٹھکانوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے امریکی فوج اور پاکستان و افغانستان میں انٹیلی جنس حکام کو فراہم کرتا ہے تا کہ اسے ممکنہ حملوں کے لیے استعمال کیا جا سکے۔

پاکستان اور افغانستان میں اس جاسوسی نیٹ ورک کے تشکیل پانے کے سبب کا انکشاف کرتے ہوئے فرلونگ نے کہا کہ 2008 میں طالبان کے ایک حملے میں ہمارے 200 فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ اس کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ طالبان سے میدان میں نمٹنا ممکن نہیں لہٰذا ان کا مقابلہ خفیہ کارروائیوں سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ فرلونگ کے اس انکشاف سے مغربی اور پاکستانی میڈیا کے جھوٹ کا پول بھی کھل گیا ہے جس کے مطابق سلیمانی ٹوپیاں پہنے صلیبی فوجی کبھی کبھار اور اتفاقاً ہی مجاہدین کا ہدف بنتے ہیں۔

بھارت کا افغانستان میں سیکورٹی کے لیے 3 بریگیڈ فوج لانے کا منصوبہ

افغانستان میں تمام بھارتی مشنز پر سیکورٹی بڑھانے کے لیے 3 بریگیڈ فوج تعینات کی جائے گی۔ اس وقت کابل سمیت افغانستان کے دس حساس شہروں میں بھارتی فوج کے تین بریگیڈ پہلے سے کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں اور بھارت نے مزید تین بریگیڈ فوج لانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

امریکہ کا پاکستانی میڈیا میں 1.4 ارب ڈالر کی اشتہاری مہم چلانے پر غور

امریکہ پاکستانی میڈیا میں 1.4 ارب ڈالر کی اشتہاری مہم چلانے پر غور کر رہا ہے۔ امریکی نائب وزیر خارجہ جیک لیو کے مطابق یہ 1.4 ارب ڈالر آئندہ 5 سال کے دوران پاکستان کو دی جانے والی 7.5 ارب ڈالر امداد میں شامل ہوں گے۔

طالبان سے مذاکرات پر اتحادیوں میں پھوٹ پڑ گئی: واشنگٹن پوسٹ

افغانستان میں طالبان کے ساتھ مذاکرات کے معاملے پر مغربی اتحادیوں میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق اوباما انتظامیہ چاہتی ہے کہ جب تک ہلمند میں نیٹو و امریکی افواج آپریشن میں مصروف ہیں، طالبان کے ساتھ مذاکرات کو پس پشت ڈال دیا جائے تا کہ بات چیت سے پہلے عسکری توازن اتحادی افواج کے حق میں آ جائے۔ لیکن برطانوی حکام جنگ کی طوالت کے باعث موجودہ صورت حال سے اکتا چکے ہیں اور وہ جلد از جلد مذاکرات کا آغاز چاہتے ہیں۔

افغانستان میں برطانوی فوجی ''موبائل کفن'' میں پھرتے ہیں

برطانیہ میں ہونے والی ایک تفتیش میں بتایا گیا ہے کہ افغانستان میں لڑنے والے برطانوی فوجیوں کو گشت کے لیے جو گاڑیاں دی جاتی ہیں انہیں موبائل کفن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ گاڑیاں سڑکوں پر نصب بموں سے تباہ ہو جاتی ہیں۔

خالد شیخ پر غیر قانونی تشدد کیا گیا۔ سابق سربراہ برطانوی خفیہ ایجنسی

برطانوی خفیہ ادارے کے سابق سربراہ ایلیسا بلر نے کہا ہے کہ نائن الیون کے مبینہ ماسٹر مائنڈ خالد شیخ پر دوران حراست امریکہ نے ناجائز تشدد کے طریقے استعمال کیے ہیں۔ اُس نے کہا کہ خالد شیخ سے دوران حراست واٹر بورڈنگ جیسے 160 مرتبہ تشدد آمیز طریقے اختیار کیے گئے۔

محسوس یوں ہوتا ہے کہ صلیبیوں کے پیشِ نظر خالد شیخ محمد فک اللہ اسرہ کو تعذیب کا نشانہ بنانے کا مقصد کسی معلومات کا حصول یا کوئی اعتراف کروانا نہیں بلکہ اپنے ذوقِ وحشت اور جذبہ انتقام کی تسکین تھا، کیونکہ جس 'جرم' کا الزام خالد شیخ محمد فک اللہ اسرہ اور ان کے ساتھیوں پر لگایا گیا اس کے ''اقراری مجرم'' تو فقط شیخ خالد ہی نہیں بلکہ انفرو خفافاً و ثقالاً کی آفاقی پکار پر لبیک کہنے والے دنیا کے چپے چپے میں پھیلے بیسیوں ہزاروں فرزندانِ توحید بھی ہیں جو نا صرف اپنے جرم کا اقرار کرتے ہیں بلکہ علی الاعلان اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

بقول شاعر

ہم لوگ اقراری مجرم ہیں! — سن اے جباری! مجرم ہیں!
حق گوئی بھی ہے جرم کوئی — تو پھر ہم بھاری مجرم ہیں
اسلام سے امن عامہ میں — آتا ہے خلل تو یونہی ہی سہی
کچھ آنکھیں اگلیں آگ تو کیا — کچھ چہرے ہوئے ہیں لال تو کیا
کچھ ہونٹوں پر ہے جھاگ ہے تو کیا
دنیا میں اگر نیکی کا شجر — رہتا ہے اچھل تو یوں ہی سہی
ہم لوگ اقراری مجرم ہیں!!!

افغانستان سے انخلا کا امریکی فیصلہ بھاگنے کے مترادف ہے: مشرف

پرویز مشرف نے افغانستان سے آئندہ برس جولائی میں امریکی افواج کی واپسی کے اعلان پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ واپسی کا کوئی آپشن نہیں، فتح کو یقینی بنانا ہوگا۔

'رسی جل تو گئی لیکن بل نہیں گئے'، وہ جو ہانکا کرتا تھا کہ ''ملا عمر ہنڈا 125 پر بیٹھ کر فرار ہو گیا'' آج خود چوہوں کی طرح بھاگ چکا ہے۔ لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی قیادت میں طالبان مجاہدین فتح و آبرومندی کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ اب پرویز نامی چوہا واویلا کر رہا ہے کہ ''شکست کا کوئی آپشن نہیں''۔ یہ بھگوڑا امریکہ ''بہادر'' کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے، اب دیکھتے ہیں کہ امریکہ اپنے سابقہ منظورِ نظر ٹوڈی کی دل جوئی کے لیے اور کتنی دیر افغانستان کے پہاڑوں سے سر ٹکراتا ہے…………

جنرل شجاع پاشا کا تسلسل امریکہ کے لیے ناگزیر تھا: بی بی سی

ایک کلیدی ادارے کے کلیدی سربراہ کو کلیدی وقت پر ہٹانا موجودہ فوجی سربراہ جنرل اشفاق پرویز کیانی کے لیے کوئی آپشن نہیں تھا۔ یہی سوچ پاکستان کی اہم ترین خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل احمد شجاع پاشا کو اس وقت مزید ایک سال کی توسیع دینے کے فیصلے کے پیچھے کارفرما ہوسکتی ہے تاہم اس سوچ کی بہترین وضاحت ایک ہی لفظ کرسکتا ہے اور وہ ہے 'تسلسل'۔ پاکستان کی سیکورٹی پالیسی نے جو موڑ لیا ہے اس میں امریکی اس پر تنقید اور شک کم کرنے لگے ہیں۔ سیکورٹی اسٹیبلشمنٹ کی اب کوشش ہوگی کہ اسی تاثر کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔ (بی بی سی)

شجاع پاشا، اسی کو توسیع دینے والے اشفاق کیانی اور امریکہ کا غلام خاص مسعود اسلم (کور کمانڈر پشاور) سبھی توسیعی بنیادوں پر ہی کام کر رہے ہیں۔ ان سب کی مدت ملازمت ختم ہوچکی ہے مگر غلام تو ہمیشہ اس اصول پر کاربند ہوتے ہیں کہ نوکر کیہ تے نخرہ کیہ۔ اس صلیبی جنگ کے بڑوں کو اپنے ان غلاموں کی صلاحیتوں پر بہت مان اور ناز ہے تبھی تو انہیں بعد از ریٹائرمنٹ بھی ریٹائر نہیں ہونے دے رہے لیکن 'بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی'۔ کبھی نہ کبھی تو ان 'باصلاحیت' نوکروں نے فارغ ہونا ہی ہے، ویسے تو ان کی موجودگی بھی صلیبیوں کو بچانے کے لیے کوئی اہم کردار ادا کرنے سے قاصر ہی رہے گی کیوں کہ یہ اپنے آپ کو بچانے میں ناکام ہیں تو امریکہ اور اتحادیوں کو بچانے میں کیا کردار ادا کریں گے؟ اس کی تازہ مثال مسعود اسلم کے بیٹے کی 4 دسمبر 2009 کو پریڈ لین کے واقعہ میں ہلاکت ہے۔ جب یہ خود اور ان کے اہل خانہ ہی محفوظ نہیں تو صلیبی کس برتے پر اُن کو ملازمت کی توسیع دے کر یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ یہ ہماری حفاظت کے لیے ناقابل تسخیر قلعے ہیں؟؟؟

فلوجہ میں جدید امریکی ہتھیاروں کے استعمال کا نتیجہ، سالانہ ایک ہزار معذور بچے پیدا ہونے لگے۔

عراق کے شہر فلوجہ میں پیدا ہونے بچوں میں پیدائشی خامیاں پائی جارہی ہیں۔ چھ برس پہلے امریکی افواج نے جو جدید ہتھیار استعمال کیے، یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ ادھر امریکی افواج کا کہنا ہے کہ انہیں کسی سرکاری رپورٹ کا نہیں پتہ جس میں پیدائشی خامیوں میں اضافے کا ذکر کیا گیا ہو۔

ہیروشیما اور ناگاساکی کے بعد اب فلوجہ میں بھی تابکاری اثرات کے زیر اثر پیدا ہونے والے بچے پیدائشی طور پر معذور پیدا ہورہے ہیں۔ امریکہ درندگی اور بہیمیت کی انتہاؤں کو پار کر کے بھی اپنے صدر کے لیے 'امن انعام' کا خواہاں رہتا ہے۔ جب کوئی فرد یا معاشرہ وحی کی تعلیمات سے انکار کر کے اپنی نفس کی خواہشات کو الٰہ بنالیتا ہے تو پھر وہ درندگی کی اُس انتہا کو پہنچ جاتا ہے کہ چوپائے خود اپنے درندہ ہونے پر شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ ایسے معاشرے حقیقی معنوں میں اسفل سافلین کی جیتی جاگتی تصویر بن جاتے ہیں۔ امریکہ سمیت سبھی صلیبی معاشروں میں یہ کہانی مختلف عنوانات کے ساتھ بار بار دہرائی جاتی ہے۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ اعلیٰ نسل کے بھیڑیے بھی مجاہدین کو دہشت گرد کہتے ہوئے نہیں شرماتے!!!

18 کروڑ پاکستانیوں کا ڈیٹا امریکہ کے حوالے کردیا گیا:

پاکستانی وزارت داخلہ نے ملک بھر میں قائم امریکی و برطانوی سفارت خانوں کو نادرا کی کمپیوٹرائزڈ معلومات سمیت پاکستان کی تمام موبائل فون کمپنیوں کا ڈیٹا فراہم کر دیا ہے، جس کے ذریعے امریکہ اور برطانیہ کسی بھی پاکستانی شہری کے بارے میں نہ صرف مکمل معلومات حاصل کرسکیں گے بلکہ ان کے نام پر جاری موبائل سموں کے ذریعے ان کی لوکیشن بھی معلوم کرسکیں گے۔

پاکستانی حکومت پستی اور ذلت کی آخری حدوں کو بھی عبور کرنے جارہی ہے۔ کل تک تو معاملہ صرف مجاہدین کے راز کفر کو فراہم کرنے اور Intelligence Sharing کا تھا لیکن آج تو چھوٹے بڑوں کے ساتھ پاکستان کی تمام ماؤں، بہنوں اور بہو بیٹیوں کی معلومات کفر کو دے دی ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ قومی، ملی اور ملکی وقار کے کسی دعوے دار کسی نے بھی اس بارے میں زبان نہیں کھولی

ع پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

سی آئی اے اور آئی ایس آئی جنگ کے خلاف متحد ہوگئے:

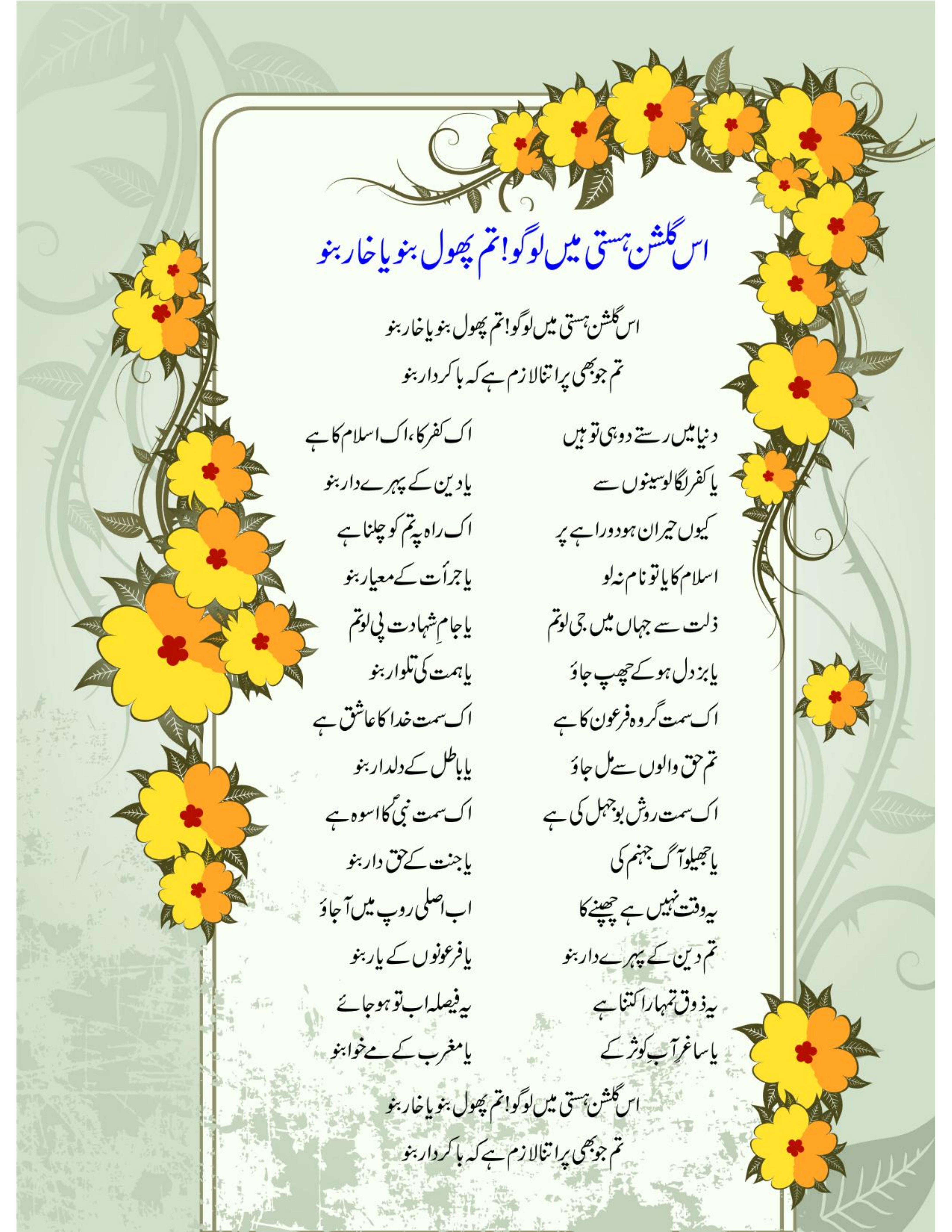
امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے کہا ہے کہ امریکی سی آئی اے اور پاکستانی آئی ایس آئی طالبان کے خلاف متحد ہوگئے ہیں اور دونوں اداروں کے افراد بعض کارروائیوں کی کامیابی کا جشن بھی اکٹھے مناتے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق سی آئی اے القاعدہ اور طالبان کے خلاف جنگ کو پاک افغان سرحدی علاقوں سے پشاور اور کوئٹہ تک لے گئی ہے۔

بعض '' ناسمجھ'' پاکستانی آئی ایس آئی اور ملٹری انٹیلی جنس کی اسلام اور مسلمانوں سے تمام غداریوں کے باوجود ان کو امریکہ کے خلاف جہاد افغانستان کا حامی سمجھ رہے ہیں۔ یہ ''محسنین'' ہالبروک اور شاہ محمود قریشی کی یقین دہانیوں کہ ہم نے پاکستان میں کئی (60 سے زاید) خفیہ آپریشن مشترکہ طور پر سرانجام دیے ہیں کو بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جوزف بائیڈن نے صہیونی ہونے کا اعتراف کرلیا:

اسرائیل کے کثیر الاشاعتی عبرانی اخبار '' یدیعوت احرونوت'' نے امریکی نائب صدر جوزف بائیڈن کا بیان شائع کیا ہے جس میں اُس کا کہنا ہے کہ '' وہ غیر یہودی ہونے کے باوجود صہیونی ہے''۔ دوسری جانب اسرائیلی وزیراعظم بینجمن نیتن یاہو نے بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں اسرائیل کا '' بہترین دوست'' قرار دیا ہے۔

پچھلے کچھ عرصے سے اہل بصیرت ایک نئے فتنے اور خطرے، صہیونی عیسائیت (Zionist Christianity) کے بارے میں متنبہ کررہے تھے۔ اور حالیہ صلیبی جنگ کو بھی اسی تناظر میں دیکھ رہے تھے۔ مگر پاکستان کے اصحاب فکر و دانش اس جنگ کو اسلام مخالف جنگ کے بجائے وسائل کی جنگ قرار دینے پر مصر ہیں۔ ابتداً 'صہیونیت' جبل صہیون کی مناسبت سے صرف یہودیت کے ساتھ خاص تھی مگر بعد میں دنیا پر غلبے کے لیے یہ اسلام مخالف اتحاد بن گیا۔ کیتھولک عیسائی جوزف بائیڈن کا صہیونی ہونے کا اعلان اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اگر ہم وحی کی روشنی میں دیکھیں تو مغرب کے غلام عصری میڈیا کے پھیلائے ہوئے مخمصوں کو ختم کرنے کے لیے یہ کافی بڑی دلیل ہے۔



اس گلشنِ ہستی میں لوگو! تم پھول بنو یا خار بنو

اس گلشن ہستی میں لوگو! تم پھول بنو یا خار بنو
تم جو بھی پر اتنا لازم ہے کہ با کردار بنو

دنیا میں رستے دو ہی تو ہیں — اک کفر کا، اک اسلام کا ہے
یا کفر لگا لو سینوں سے — یا دین کے پہرے دار بنو
کیوں حیران ہو دوراہے پر — اک راہ پہ تم کو چلنا ہے
اسلام کا یا تو نام نہ لو — یا جرأت کے معیار بنو
ذلت سے جہاں میں جی لو تم — یا جامِ شہادت پی لو تم
یا بزدل ہو کے چھپ جاؤ — یا ہمت کی تلوار بنو
اک سمت گروہ فرعون کا ہے — اک سمت خدا کا عاشق ہے
تم حق والوں سے مل جاؤ — یا باطل کے دلدار بنو
اک سمت روش بوجہل کی ہے — اک سمت نبیؐ کا اسوہ ہے
یا جھیلو آگ جہنم کی — یا جنت کے حق دار بنو
یہ وقت نہیں ہے چھپنے کا — اب اصلی روپ میں آ جاؤ
تم دین کے پہرے دار بنو — یا فرعونوں کے یار بنو
یہ ذوق تمہارا کتنا ہے — یہ فیصلہ اب تو ہو جائے
یا ساغرِ آبِ کوثر کے — یا مغرب کے مے خوار بنو

اس گلشن ہستی میں لوگو! تم پھول بنو یا خار بنو
تم جو بھی پر اتنا لازم ہے کہ با کردار بنو



پرفریب الفاظ کا فتنہ

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، موجودہ دور کے علمی و ذہنی فتنوں میں ایک بڑا فتنہ پرفریب الفاظ کا فتنہ ہے۔ ہم ایک لفظ بولتے ہیں جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے ایسے حقائق پر مشتمل ہوتا ہے جو بالکل صحیح و صادق، مقدس، متبرک اور نہایت مقبول و محمود ہیں مگر اسی لفظ کے عام لغوی مفہوم کی وسعت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کا اطلاق بطور تلبیس و تلمیع ایک ایسے معنی پر کر دیا جاتا ہے، جو بجائے ''مقبول'' ہونے کے ''مردود'' اور ''محمود'' ہونے کے ''مذموم'' ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مخاطب کو مغالطہ دے کر خوشنما و دلفریب الفاظ کے طلسم سے مسحور کر دیں۔

آزادی، مساوات، تہذیب، ترقی اور اسی طرح کے اور الفاظ ہیں، جو اگر اپنی اصلی و حقیقی معانی میں مستعمل ہوں تو نہایت محمود و مستحسن اور قابل تعریف ہیں۔ لیکن جب کسی زشت و شنیع مفہوم کو خوبصورت ظاہر کرنے کے لیے یہی الفاظ بطور نقاب استعمال ہونے لگیں، تو یہ خالص تلبیس و خداع ہے۔ ٹھیک یہی صورت آج کل لفظ ''علم'' کے متعلق واقع ہو رہی ہے۔ کسی مسلم اسکول کا افتتاح ہو، کسی کالج کی بنیاد رکھی جائے، کسی یونیورسٹی کی تقسیم اسناد کا جلسہ ہو، آپ دیکھتے ہیں کہ حضرات مقررین کس شد و مد سے ''علم'' کے فضائل میں قرآن پاک کی بہت سی آیات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث پڑھتے رہتے ہیں، گویا اپنے اس طرز عمل سے وہ مخاطبین پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جدید علم کے ایسے ایسے فضائل قرآن کریم میں موجود ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کو ایک سرسری نظر سے پڑھا جائے تو ظاہر ہو جائے گا کہ وہ خود علم کی دو قسمیں قرار دیتا ہے۔

ایک علم نافع و مطلوب و محبوب، دوسرا مضر و مردود۔ اس کے نزدیک ایک علم زہر ہے دوسرا تریاق۔ ایک سببِ ہلاکت ہے دوسرا امان نجات، ایک آسمان کی بلندیوں پر اٹھانے والا ہے، دوسرا اسفل السافلین کی پستیوں میں پہنچانے والا۔ جو علم اپنے اثرات کے اعتبار سے آخرکار خشیتِ الٰہی اور رغبتِ آخرۃ پر منتج نہ ہو، جو علم انسان کو خدا سے نڈر اور زندگی کے آخری انجام سے بالکل غافل کرے، جو علم ایسی مادی دنیا کی لذت و انبساط و شہواتِ حیوانیہ کو (خواہ وہ کتنی ہی ترقی یافتہ شکل میں ہوں) انسان کا معبود ٹھہرائے، کیا ایسا علم بارگاہِ رب العزت میں درخورِ اعتنا یا لائق التفات ٹھہر سکتا ہے؟ یا قرآن حکیم کے اکتساب کی ایک لمحہ کے لیے بھی ترغیب دے سکتا ہے؟

قرآن تو ایسے علم کی نسبت صاف طور پر یہ حکم دیتا ہے فاعرض عن من تولیٰ عن ذكرنا ولم يردالاالحيوة الدنيا ذلك مبلغهم من العلم یعنی تو منہ پھیر لے اس کی طرف سے، جس نے ہماری بات سے منہ پھیر لیا اور جس کا مقصد اس دنیوی زندگی سے آگے کچھ نہیں۔ اس کے علم کی رسائی اور پرواز یہیں تک ہے۔ اس کے بالمقابل ایک وہ لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اس کی مخلوق پر رحم کھاتے ہیں اور ادب و تہذیب کے قاعدوں پر عمل کرتے ہیں۔ اخلاق و پاکیزگی ان کا جوہر ہے، ایمان کے نور سے ان کے دل روشن ہیں۔ غرض کہ علم ان کے اندر انابتِ الی اللہ اور رحمت علی الخلائق کے اوصاف پیدا کرتا ہے، تو اسی طرح کے اولوالعلم کے حق میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوالعلم درجات

قرآن نے ایک شخص (قارون) کا ذکر کیا ہے جس کی دنیوی دولت اب تک ضرب المثل ہے۔ جس کے خزائن کی کثرت کا اندازہ ان مفاتحہ کے الفاظ سے ہو سکتا ہے جس کو سامنے سامنے دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ حتیٰ کہ بہت سے تمنا کرتے تھے کہ ''يااليت لنا مثل مااوتی قارون انه لذو حظ عظيم'' اس نے ترقی کی اس معراج پر پہنچ کر ایک علم کا دعویٰ کیا تھا جس کے ذریعہ اس کو یہ عروج حاصل ہوا قال انی اوتيته عالی علم عندی

بہرحال وہ بھی علم تھا، اس کے بالمقابل دوسرا گروہ تھا، جس کا ذکر حق تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے ''وقال الذين اوتوا العلم ويلكم ثواب الله خير لمن آمن وعمل صالحا''۔ یہ ''الذين اوتوالعلم'' اس علم والے تھے جو قارون کی اس تمام ترقیات اور علم و ہنر کو حقیر سمجھ رہے تھے اور ادھار کو نقد پر ترجیح دے رہے تھے۔ قرآن کریم نے تو ایک آیت میں مسئلہ کا دوٹوک فیصلہ کر دیا ہے کہ ''انما يخشى الله من عباده العلمواء''۔ اس ''انما'' کے لفظ پر غور کیجیے۔ گویا جو علم قلب میں خشیت الٰہی پیدا نہ کرے، وہ علم ہی نہیں۔ ایسے اصطلاحی علم سے جہل ہزار درجہ بہتر ہے۔

حدیث صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم سے پناہ مانگی ہے جو نفع سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں بھی ہے ''وتعلمون مايضرهم ولا ينفهم'' معلوم ہوا کہ علم نافع بھی ہوتا اور مضر بھی۔ پس ایسے عالم جو انسان کو شیطان یا درندہ بنا دیں یا اسے ترقی یافتہ بہائم کے زمرہ میں داخل کر دیں، ان کی طرف ترغیب دلانے کے موقع پر مطلق علم کے فضائل قرآن و حدیث سے پیش کرنا انتہائی تلبیس اور گمراہی ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ علوم و فنون حاصل نہ کیے جائیں۔ لیکن علم و فن کی ترقی کا ماحصل یہی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں، تو ایسے علم سے جہل بہتر ہے۔ اگر علم و فن کی چکاچوند کرنے والی ترقیات مذہبی اور دینی علم و تہذیب کے ماتحت رہتیں تو دنیا کو ایسے بھیانک نتائج ہرگز نہ دیکھنے پڑتے۔